عمران سیریز

سلور گرل

حصہ اول+دوئم

از

مظہر کلیم ایم۔اے

مگر فرعونِ اموسی کے مطابق ان مجرموں کے مقابلے میں جب عمران جیسے لوگ آڑے آجائیں تو یقیناً ایک خوفناک تحیر خیز، زبردست ایکشن اور سنسنی خیز سسپنس سے بھرپور کہانی کا تانا بانا خود بخود بنتا چلا جاتا ہے۔
یہی اس کہانی کا موضوع ہے اور مجھے یقین ہے کہ اس قدر منفرد اور دلچسپ کہانی شاید ہی آپ نے پہلے پڑھی ہو۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

وہ بے اختیار آگے کی طرف جھکا اور پھر جھکتا ہی چلا گیا —— اس کی کمر میں جیسے گرم لوہے کی سلاخ تیرتی چلی گئی ہو۔ رکوع کی حالت میں پہنچ کر اچانک اس نے سنبھلنے کی کوشش کی مگر اس کے قدم اپنی جگہ چھوڑ چکے تھے اور پھر اس کی آنکھیں خوف اور دہشت کی شدت سے پھٹتی چلی گئیں۔ سامنے ہزاروں فٹ کی گہرائی جس کی تہہ میں گرم لاوے کی دلدل ابل رہی تھی اپنا منہ پھاڑے موجود تھی اس نے آخری بار زندگی بچانے کی بھرپور کوشش کی مگر بے سود —— وہ ہوا میں ناچ سا گیا —— اس کے بازو یوں ہوا میں پھیل رہے تھے جیسے وہ کسی نادیدہ چیز کو پکڑنے کی کوشش کر رہا ہو مگر لاحاصل —— اور پھر زمین اس کے قدموں میں سے مکمل نکلتی چلی گئی اور وہ ایک لمحہ کیلئے خلاء میں رکا اور پھر اس کی دہشتناک چیخ سے آس پاس کی پہاڑیاں گونج اٹھیں وہ ایک حقیر تنکے کی طرح اڑتا ہوا نیچے لامحدود گہرائیوں میں گرتا چلا گیا۔

اس کی چیخ کی بازگشت چند لمحوں تک پہاڑوں کے چٹیل پتھروں سے سر ٹکراتی رہی اور پھر وہ بھی سسکتی ہوئی دم توڑ گئی — اب وہاں مکمل سناٹا تھا — کامل سکوت موت کی پُراسرار خاموشی۔

اچانک — اس سکوت کو ایک انسانی آواز نے توڑا

" لسٹ میں ایک اور نمبر کم ہو گیا —"

پھر سامنے کی پہاڑی میں موجود ایک کافی بڑی چٹان کے پیچھے سے چار افراد باہر نکل آئے ان میں سے ایک کے ہاتھوں میں دور مار رائفل موجود تھی - وہ چاروں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے پہاڑی کے اس کونے کی طرف بڑھتے چلے آ رہے تھے - جہاں سے ابھی ابھی وہ شخص نیچے گرا تھا - اس کونے میں پہنچ کر وہ چاروں رک گئے اور پھر نیچے دیکھنے لگے ہزاروں فٹ نیچے گرم لاوے کی دلدل اُبل رہی تھی اور اب تک تو شاید اس شخص کی ہڈیاں تک بھی لاوے کی شکل اختیار کر چکی ہوں گی۔

" آج بہت دنوں بعد موقع ملا تھا ہر بار بچ نکلتا تھا اور برانچ مینجر ہم پر چڑھ دوڑتا تھا —"

بلڈاگ کی شکل والے نوجوان نے دوسرے سے مخاطب ہو کر کہا

" اب برانچ مینجر کو اطلاع دے دو تاکہ وہ سب ہیڈ کوارٹر میں کامیابی کی اطلاع کر دے —" دوسرے نوجوان نے جواب دیا جس کے تنگ ماتھے پر زخم کا ایک چھوٹا سا نشان اس کی شکل پر کراہیت کی چھاپ لگائے ہوئے تھا۔

بلڈاگ کی شکل والے نوجوان نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور پھر ایک سگریٹ کیس نکالا سگریٹ کیس پر ایک نہایت خوبصورت نیم عریاں لڑکی کی تصویر بنی ہوئی تھی

[illegible] ڈیشن کارنر سے ایک پیپر پن نکالا اور پھر اس کی نوک اس نیم عریاں [illegible] پر ایک مخصوص جگہ پر چبھو دی - دوسرے لمحے سگریٹ کیس کی سائیڈ سے [illegible] نکلنے [illegible] ہلکی ہلکی موسیقی کی آواز نکلنے لگی - نوجوان نے پیپر [illegible] لڑکی کے سینے پر رکھی اور موسیقی کی آواز یکدم بند ہو گئی

[illegible] پیکنگ اوور — دوسری طرف سے بھنبھناتی ہوئی

[illegible]

[illegible] اوور — بلڈاگ چہرے والے نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا

" [illegible] رپورٹ ، اوور — " بھنبھناتی آواز نے سوال کیا

" [illegible] کر دیا گیا باس اوور — " نمبر الیون نے پُرمسرت لہجے میں جواب دیا

" [illegible] اوور — " بھنبھناتے لہجے میں پوچھا گیا

" [illegible] ہم نے یہ کارنامہ انجام دیا ہے اوور —" نمبر الیون نے [illegible]

" [illegible] اوور — " بی ایم نے اس بار سخت لہجے میں کہا

" [illegible] کرمبزون کا تعاقب کر رہا تھا پہلے ہم نے اُسے [illegible] اپنی پھرتی کی وجہ سے بچ گیا پھر اسے گولی مارنے کی کوشش [illegible] کو گولی ماردی چنانچہ ہم پیچھے ہٹ گئے - ہم تقریباً مسلسل [illegible] ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی کہ کرمبزون سباکا کی پہاڑیوں پر موجود ہے

چنانچہ میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ وہاں پہنچ گیا اور پھر ہم سب ایک چٹان کی آڑ میں چھپ گئے۔ پھر وہ چھاماکی پہاڑی پر نظر آیا جہاں نیچے ہزاروں فٹ گہرائی ہے جس کی تہہ میں گرم لاوے کی دلدل ہے ہم نے عین اس سپاٹ پر اسے گولی ماری چنانچہ وہ اچھل کر نیچے دلدل میں جا گرا اور اب اس کا نام و نشان بھی ختم ہو چکا ہے اوور "

نمبر الیون نے تفصیل بیان کی۔

"ویری گڈ ـــــ اس کا مطلب ہے اب اس کی لاش بھی دستیاب نہیں ہو گی اوور"

بی ایم کے لہجے میں اس بار مسرت تھی۔

"جی ہاں جناب اسی لئے میں نے یہ سپاٹ تجویز کیا تھا تاکہ کسی کو علم ہی نہ ہو سکے کہ وہ صفحہ ہستی سے کہاں غائب ہو گیا اوور ـــــ" نمبر الیون نے جواب دیا

"ٹھیک ہے اب لسٹ میں کتنے نام باقی رہ گئے ہیں اوور ـــــ" بی ایم نے سوال کیا

"چار سر اوور ـــــ" نمبر الیون نے کہا

"دوسرا نمبر کس کا ہے اوور ـــــ" بی ایم نے پوچھا

"سر ملیف گنتر کا جناب اوور ـــــ" نمبر الیون نے جیب سے ایک کاغذ نکال کر پڑھتے ہوئے کہا "اسے ختم کر دو اوور"

"ہاں کے سر اوور ـــــ" نمبر الیون نے پر اعتماد لہجے میں کہا

"اوور اینڈ آل ـــــ" دوسری طرف سے کہا گیا اور پھر رابطہ ختم ہو گیا

نمبر الیون نے پیسر کی نوک نیم عریاں لڑکی کے سینے سے ہٹائی اور پھر اسے گردن میں مخصوص جگہ پر چبھو دیا بکس سے نکلنے والی راڈ سمٹ کر دوبارہ اندر چلی

"تھی" نمبر الیون نے اپ بوٹ سے کار میں لگائی اور پھر بٹن دبا کر سگریٹ کیس کھولا جس میں سے ایک سگریٹ [illegible] کے ہونٹوں سے [illegible]

"دوستو! آج رات [illegible] عیاشی کریں [illegible] شکار کریں گے ـــــ" اس نے جیب سے [illegible] ہنستے ہوئے [illegible] مسکرا دیے۔

عمران دانش منزل کے مخصوص کمرے میں ایک بہت بڑی میز کے پیچھے بیٹھا ایک سرخ رنگ کی فائل کے مطالعے میں ہمہ تن غرق تھا اس کے مقابل میں میز کی دوسری طرف بلیک زیرو خاموش بیٹھا کسی گہری سوچ میں غرق تھا اس کی فراخ پیشانی پر موجود شکنیں کسی گہری پریشانی کی غمازی کر رہی تھیں اور وہ پچھلے چند منٹ سے سامنے والی دیوار کو مسلسل گھورے چلا جا رہا تھا صاف ظاہر تھا کہ اس کا دماغ کسی الجھن میں مصروف ہے ——

ایک طویل سانس لیتے ہوئے عمران نے فائل میز پر رکھ دی اور بلیک زیرو بھی چونک کر اسے دیکھنے لگا۔ مگر عمران کا چہرہ قطعی سپاٹ تھا —— ہر قسم کے جذبات سے عاری۔

"بلیک زیرو یہ فائل تمہارے پاس کب پہنچی ——" عمران نے بڑی سنجیدگی سے

[illegible] کے چہرے پر سے حماقتوں کی پرچھائیاں نہ جانے کہاں غائب ہو گئی تھیں اس وقت [illegible] سر سلطان اسے دیکھ لیتے تو یقیناً ان کے تمام گلے شکوے دور ہو جاتے

"ابھی ایک گھنٹہ پہلے سر سلطان کا خصوصی نمائندہ دے گیا ہے ویسے سر سلطان نے [illegible] فون پر اطلاع بھی دے دی تھی ——" بلیک زیرو نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا

"ہونہہ ——" عمران نے ہنکارا بھرا اور پھر اپنے خیال میں سر پر ہاتھ پھیرنے [illegible] سوچنے کے بعد اس نے ٹیلیفون اپنی طرف کھسکایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے

"[illegible] جیجی سپیکنگ ——" دوسری طرف سے ایک مترنم آواز [illegible]

"جیجی ——" عمران نے سرد لہجے میں کہا

"[illegible] ——" آپریٹر نے جیجی کا لفظ سنتے ہی بوکھلا کر جواب دیا

"[illegible] نمبر زیرو ون ڈبل ٹو جلدی ملاؤ ٹاپ سیکرٹ ——" عمران نے [illegible] کہا اسے معلوم تھا کہ ٹاپ سیکرٹ کا لفظ سن کر آپریٹر اسے سنے گی نہیں

"[illegible] ون منٹ سر ——" آپریٹر نے جواب دیا۔ عمران اس حد تک سنجیدہ تھا کہ [illegible] مسکرایا بھی نہیں۔

[illegible] ختم ہونے سے پہلے ہی دوسری طرف سے ایک بھاری آواز گونجی

"[illegible] ڈبل ٹو زیرو ون اسپیکنگ ——"

"[illegible] خشو ——" عمران نے جان بوجھ کر مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ مسٹر ایکسٹو خیریت ——" کرنل فریدی نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا اس کے لہجے میں نرمی عود کر آئی تھی

"عمران سے بات کریں ——" عمران نے ایکسٹو والے لہجے میں کہا —— گو وہ ہر حالت میں محتاط رہنے کا عادی تھا اسے خیال تھا کہیں ٹیپ ریکارڈ [illegible] کے باوجود کال سن ہی نہ لے اس لئے اس نے یہ احتیاط کی تھی

"اوہ اچھا اچھا بات کرائیں ——" دوسری طرف سے کرنل فریدی بھی شاید صورت حال سمجھ گیا تھا

"جناب کرنل جی جرنیل جی آپ کے مزاج کیسے ہیں ——" عمران اس بار اپنے اصل لہجے میں بولا اور بس اتنا فرق تھا اس کے لہجے میں اس کی مخصوص شگفتگی بھی عود کر آئی تھی اب چہرے پر وہ پہلے والی سنجیدگی یکسر غائب ہو گئی تھی۔ جیسے تھیٹر کا پردہ اٹھ جانے سے سین بدل جاتا ہے۔

"کرنل جرنیل نہیں فرزند کرنل کہو تھوڑی سی انگریزی بھی پڑھ لو تو عاقبت سنور جائے گی ——" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا یہ عمران ہی تھا جس سے بات کرتے وقت کرنل فریدی اپنے مخصوص رکھ رکھاؤ کو بالائے طاق رکھ دیتا تھا اور اسی لئے کیپٹن حمید عمران سے خار کھاتا تھا۔

"تو گویا مسٹر بیکر آکسفورڈ گریجوایٹ ہیں کہ بغیر انگریزی کے حساب کتاب نہ لیں گے۔ ویسے یہ بتلایئے کہ آپ نے دوسری جنگ عظیم میں کتنے مرے ہوؤں کو مارا تھا کہ آپ کو اعزازی کرنل کا خطاب مل گیا۔"

عمران نے چہکتے ہوئے کہا

"مگر موت فریدی مرے ہوؤں کو نہیں مارتا مارنے والوں کو مارتا ہے" کرنل فریدی نے بڑی حسرت سے کہا

"ارے ارے آپ نے تو مرنے مارنے کی گردان ہی شروع کر دی کیا آج کل اعصاب پر موت سوار ہے ——"

عمران نے لہجے کو خوفزدہ بناتے ہوئے کہا۔

"بھلا اس فقرے کی کیا تک تھی جو بھی ہانکو گے الٹی ہی ہانکو گے ——"

کرنل فریدی نے محظوظ ہوتے ہوئے کہا

"یہ اس لئے کہ میں نے سوچا کہ لوگوں کے اعصاب پر تو عورت سوار رہتی ہے اور آپ کے اعصاب تو ایک طرف تصور پر بھی مؤنث کا سایہ نہیں پڑ سکتا اس لئے ہو سکتا ہے اس کی جگہ ملک الموت نے سنبھال لی ہو ——" عمران نے فقرے کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"مجھے معلوم ہے کہ تمہارے تصور پر ہمیشہ مذکر کا سایہ رہتا ہے۔ تمہارا قصور نہیں۔ بچپن ہی سے ایسا ہوا ——"

کرنل فریدی نے بھرپور طنز کرتے ہوئے کہا

"[illegible] ——" عمران سے ایک لمحہ تک بات نہ بن سکی اس کے لبوں پر خفیف سی مسکراہٹ تھی کرنل فریدی نے بڑی بھرپور طنز کی تھی۔

"جیسے آپ مذکر مؤنث دونوں چھوڑ دیں تیسری جنس کے سلسلے میں کیا خیال ہے"

عمران کو یہ فقرہ سوجھ ہی گیا

[illegible] خاموش بیٹھا ان دو عظیم انسانوں کی بچگانہ نوک جھونک پر دل

ہی دل میں مسکرا رہا تھا۔

"مطلب کی بات کرو فرزند میرا وقت بہت قیمتی ہے"

کرنل فریدی نے موضوع تبدیل کرتے ہوئے کہا

"کیا بھاؤ بتا رہے۔ سنا ہے آپ کے ہاں بلیک مارکیٹ میں بکنا شروع ہو گیا ہے لیں تو دو چار ٹرم وقت کے بھر کر بھجوا دوں ۔۔۔ یہاں تو ہر شخص کے پاس اتنا فالتو وقت ہے کہ بس پوچھیں نہ۔۔۔"

عمران نے حسب عادت زبان کی کھلی مشاقی شروع کر دی

"کچھ زیادہ ہی بکواس کیا میں ریسیور رکھ دوں۔۔۔" کرنل فریدی نے زچ ہوتے ہوئے دھمکی آمیز لہجے میں کہا

"ارے ارے یہ کیا غضب کرتے ہیں میری بات تو سنیں۔۔۔ یقین کیجئے اب میں مرجانے کی حد تک سنجیدہ ہوں" عمران نے یکدم سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اسے علم تھا کہ کرنل فریدی واقعی ریسیور رکھ دے گا اور اسے دوبارہ کال ملانی پڑے گی

"ہاں بولو۔۔۔" کرنل فریدی نے پوچھا

اس کے لہجے سے محسوس ہو رہا تھا کہ وہ مسکرا رہا ہے

"کیا آپ کے پاس یو۔ این سپیشل کرائم برانچ کی رپورٹ پہنچ گئی ہے سلور گرل کے سلسلے میں۔۔۔" عمران نے بڑی سنجیدگی سے سوال کیا

"ہاں آج ہی ملی ہے اور میں خود تم سے اس سلسلے میں بات کرنے کے متعلق سوچ رہا تھا۔۔۔" کرنل فریدی نے بھی جواباً انتہائی سنجیدگی سے کہا

"تو کریں بات۔۔۔ بھلا اس میں سوچنے کی کیا بات ہے۔۔۔" عمران ایک

بار پھر پٹڑی سے اتر گیا۔

"سنجیدگی فرزند سنجیدگی۔۔۔ یہ معاملہ انتہائی اہم اور نازک ہے" کرنل فریدی نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا

"آپ بھی کمال کرتے ہیں بھلا میں نے کب کہا ہے کہ معاملہ معمولی اور کرخت ہے" عمران نے اہم اور نازک کے الفاظ کو پلٹ دیا

"اس کے علاوہ میرے پاس ایک رپورٹ اور بھی پہنچی ہے وہ یہ کہ سلور گرل کی ایکشن کمیٹی نے حال ہی میں یہ فیصلہ کیا ہے کہ تمام دنیا کی اہم سیکرٹ سروسز کے ہیڈز اور اس ملک کے خطرناک جاسوسوں کو بھی ہمیشہ کیلئے خاموش کر دیا جائے"

کرنل فریدی نے انکشاف کرتے ہوئے کہا

"خاموش کر دیا جائے کیا ان سب کے منہ پر سائیلنسر فٹ کر دیں گے۔۔۔" عمران نے بڑی احمقانہ سنجیدگی سے سوال کیا۔

"اور تمہاری اطلاع کیلئے یہ بھی بتلا دوں کہ اس لسٹ میں تمہارا اور میرا نام بھی موجود ہے اور نہ صرف تمہارا بلکہ ایکسٹو کا بھی کیا سمجھے؟"

کرنل فریدی نے خوشگوار لہجے میں کہا اس کے لہجے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے ان کا نام ملک الموت کی لسٹ میں ہونے کی بجائے نوبل پرائز کی لسٹ میں شامل ہو گیا ہو

"پلیز ان سے کہہ دیں کہ ایکسٹو کا نام بیشک پہلے نمبر پر رکھ دیں مگر مجھ بے ضرر کا نام خدا کے لئے مٹا دیں اگر سیاہی مٹنے والی نہ ہو تو سب سے آخر میں رکھ دیں میں آپ لوگوں کی جدائی کے صدمے میں ہی مر جاؤں گا۔۔۔"

عمران نے ایسے لہجے میں کہا جیسے انتہائی خوفزدہ ہو گیا ہو آواز تک میں لرزش موجود تھی۔

" ایکٹنگ رہنے دو اور مجھے سنجیدگی سے بتلاؤ کہ تم نے اس سلسلے میں کیا سوچا ہے۔"

کرنل فریدی نے قدرے ناگوار لہجے میں جواب دیا

" سوچنا کیا ہے ظاہر ہے ڈیسینٹ مٹی کا بنا ہوا ہوں اتنی آسانی سے تو نہیں مرتا البتہ وہ سلوگرل آنکھ مار دے تو شاید مرنے کے متعلق سنجیدگی سے غور بھی کر لوں ——"

عمران نے جواب دیا

" ٹھیک ہے فرزند تو پھر تیار رہو اور ذرا ہوشیار رہنا ابھی تک ان کی سرگرمیاں صرف یورپ تک ہی محدود ہیں لیکن جلد ہی وہ ایشیا میں بھی اپنی سرگرمیاں شروع کرنے والے ہیں اور ایشیا میں ہم دو کلنٹے ہی ان کی نظروں میں چبھ رہے ہیں ——"

کرنل فریدی نے اسے تنبیہہ کرتے ہوئے کہا

" میں کیوں ہونے لگا کانٹا آپ اپنے متعلق تو یہ لفظ استعمال کر سکتے ہیں مگر میں تو پھول ہوں پھول ——" عمران نے مصنوعی ناراضگی سے کہا

" گوبھی کا پھول ——"

کرنل فریدی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا اور عمران جھینپ گیا بعض اوقات کرنل فریدی ایسی بات کہہ جاتا تھا کہ عمران جیسا شخص بھی بغلیں جھانکنے پر مجبور ہو جاتا تھا

" خاموش ہو گئے۔ اچھا پھول صاحب سنیئے۔ میری حکومت عنقریب ایک خصوصی اجلاس اس سلسلے میں کرنے والی ہے تمہیں معلوم ہے کہ یو۔ این۔ او سپیشل کرائم برانچ نے اس تنظیم کے خاتمے کے لئے ایک بہت بڑا لالچ بھی ساتھ رکھ دیا ہے یعنی دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک کا ۵ فیصد اسلحہ اور اقوام متحدہ کا ایک سال کا بجٹ بطور تحفہ " کرنل فریدی نے کہا۔

" میں نے بھی پڑھا ہے مگر صاحب ہم تو لالچی نہیں ہیں البتہ یہ اور بات ہے یہ تحفہ وصول کر کے حکومت کے حوالے کر دوں۔ کہ چلو لکھا تو یہ ہو گا اور تم بھی کیا یاد کرو گے کس حاتم طائی سے واسطہ پڑا تھا ——"

عمران نے حسب عادت چہکتے ہوئے کہا

" ٹھیک ہے تم بھی کوشش کر دیکھو اب یہ تو اپنے اپنے مقدر کی بات ہے ویسے ایک بات بتلا دوں یہ تحفہ ہر قیمت پر میں نے حاصل کرنے کا فیصلہ کر لیا ہے اور تمہیں معلوم ہے کرنل فریدی جس بات کا فیصلہ کر لے دنیا کی کوئی طاقت اس کے راستے میں سد راہ نہیں بن سکتی ——"

کرنل فریدی بے حد سنجیدہ تھا۔

" ابھی میں نے تو فیصلہ نہیں کیا مگر آپ جانتے ہیں کہ ایسے تحفے بغیر فیصلہ کئے مجھ تک پہنچ جاتے ہیں اب بتلایئے اس میں میرا کیا دوش ——" عمران نے بھی پُر سنجیدگی سے جواب دیا

وہ کرنل فریدی کی بات کی تہہ تک پہنچ گیا تھا۔

" ٹھیک ہے بہرحال کسی لائن آف ایکشن پر چلنے سے پہلے مجھ سے بات کرنا کم از کم تبادلۂ خیال تو ہمیں اکٹھا ہونا چاہیئے۔"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

" بہت بہتر میں تو اقتدار ہی لیا تنہا تک بھی اکٹھے چلنے کا عادی ہوں بس آپ ہی درمیان سے کنّی کاٹ جاتے ہیں ——"

عمران نے طنز سے بھرپور لہجے میں جواب دیا

"ارے نہیں فرزند ایسی کوئی بات نہیں۔ میں نے تو ایک امکانی بات کی تھی اگر میری حکومت نے اس میں دلچسپی نہ لی اور مجھے انفرادی طور پر کام کرنا پڑا تو پھر میں تمہارے ساتھ ہوں مگر تم سوچو اگر حکومت نے اس میں دلچسپی لی تو پھر یہ میرا قومی فرض بن جائے گا کہ میں وہ تحفہ اپنے ملک کیلئے وصول کر لوں ——"

کرنل فریدی نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"کوئی بات نہیں اگر آپ کی حکومت اس میں بھرپور دلچسپی لے تو میری درخواست ہے کہ نہیں میرا نام بھی ضرور بتلا دیں کہ میں بھی اس تحفہ میں دلچسپی لے رہا ہوں امید ہے کہ اگر سمجھدار ہوئی تو وہ میں کانوں کو ہاتھ لگائے گی ——"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

"ارے ارے بچے ابھی سے ہو فرزند آج کل —— اب تو تم مینڈک بھی مارنی شروع کر دیں"

کرنل فریدی کے لہجے میں ہلکا سا پاٹ پن تھا

"اڑنے بھی نہیں دیتا —— یہ ظالم زمانہ —— یہ ظالم زمانہ ——" عمران نے چیخنے والے لوگوں کی طرح تان کھینچی۔

"اچھا خدا حافظ ——" اچانک دوسری طرف سے کرنل فریدی نے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

"بس ایک ہی تان میں بھاگ گیا ابھی تو میں نے گلے کی گراریوں کو حرکت بھی نہیں دی تھی۔ یہ تان تو ان گراریوں میں تیل ڈالنے کیلئے لگائی تھی ——" عمران نے ریسیور رکھتے ہوئے خود کلامی کی۔

"اس کا مطلب ہے کرنل فریدی صاحب کے ساتھ مقابلہ ہونے کا امکان ہے" بلیک زیرو نے

بیسیٹ زیرو تیلی یا بولا
وہ قریب بیٹھا تمام گفتگو سن رہا تھا۔

"تو پھر کیسا بھی یہ تو اپنے اپنے زور کی بات ہے۔ تمام دنیا کے جاسوس زور آزمائیں گے۔ اب ان میں کس پہلوان کی جیت ہوتی ہے یہ تو وقت بتلائے گا ——" عمران نے زمانے کے الفاظ زبان پر آتے ہی جاسوسوں سے لائن بدل کر پہلوانوں کا ذکر کر دیا ہے

بلیک زیرو خاموش رہا —— وہ سوچ رہا تھا کہ کم از کم ایشیا میں تو ان کا براہ راست مقابلہ کرنل فریدی سے ہوگا۔

"کیا ہماری حکومت اس تحفہ کو وصول کرنے کیلئے ہم پر زور دے گی ——" اچانک ایک خیال آتے ہی بلیک زیرو نے سوال کیا

"بلیک زیرو پاکیشیا ہو یا کینیڈا دونوں ترقی پذیر ملک ہیں اور آج کل کے دور میں ہر ترقی پذیر ملک کو کسی مقام تک پہنچنے کیلئے بے پناہ اسلحہ اور بیشمار دولت کی ضرورت ہوتی ہے یہ بڑی طاقتیں اسلحہ دیتے وقت اور دولت دیتے وقت اپنی مخصوص شرائط لگا دیتی ہیں جس سے اس ملک کو اس طاقت کا حاشیہ بردار بن کر رہنا پڑتا ہے چنانچہ ہر ترقی پذیر اور آزاد قوم کو پنپنے کیلئے سر توڑ کوشش کرنی پڑتی ہے۔ یو، این او سپیشل کمیٹی نے اتنا بڑا لالچ یوں ہی نہیں دے دیا۔ اسے علم ہے کہ کم از کم ترقی پذیر ممالک تو اس کو حاصل کرنے کیلئے سر دھڑ کی بازی لگا دیں گی بھلا سوچو دنیا کے تمام بڑے ممالک کے بجٹ کا ۵ فیصد اسلحہ اور اقوام متحدہ کا ایک سال کا بجٹ کتنا بڑا لالچ ہے۔ جو ملک بھی اسے حاصل کر گیا وہ چشم زدن میں خود ایک بڑی طاقت بن جائے گا اور اس کے وارے نیارے ہو جائیں گے۔ کہ جیسے ان کے ہاتھ میں اللہ دین کے

چراغ والا جن آ گیا ہو ـــــ

"میں سمجھ گیا عمران صاحب ـــــ بہرحال آپ جو فیصلہ بھی کریں وہ یقیناً مناسب ہو گا مگر میری بات سن لیں کہ اگر آپ نے دلچسپی نہ لی تو میں ذاتی طور پر اس کیس پر کام کروں گا اور پھر چاہے دنیا ادھر کی ادھر ہو جائے یہ انعام میں اپنی قوم کو ضرور دلاؤں گا ـــــ"

بلیک زیرو جذبات میں آ گیا

"دھیرج دھیرج ـــــ شانتی شانتی ـــــ" عمران نے مسکراتے ہوئے خالص پنڈتوں کے لہجے میں کہا

"جذبات میں نہ آؤ کیا تم علی عمران کا کسی میدان میں پیچھے ہٹنے کا تصور کر سکتے ہو اور پھر جب معاملہ پوری قوم کی ترقی اور خوشحالی کا ہو تو کون کافر اس میں تساہل برتے گا"

عمران نے سخت لہجے میں کہا

"معافی چاہتا ہوں جناب نجانے کیوں مجھے جوش آ گیا تھا۔" بلیک زیرو نے جھینپ کر کہا

"شکر ہے جوش کے ساتھ ساتھ جلد ہی ہوش بھی آ گیا۔" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا"

پھر اٹھ کھڑا ہوا۔

"میں سر سلطان سے ملنے جا رہا ہوں اس سلسلے میں میں ان سے تفصیلی بات چیت کروں گا تم تمام ممبران کی میٹنگ کال کر لو میں فون پر تمہیں سرکاری فیصلے کی اطلاع کر دوں گا پھر تم ممبران کورس کی روشنی میں ہدایات جاری کر دینا ہمیں فوری کام شروع کر دینا چاہیے ـــ"

عمران نے حکم دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا کمرے سے باہر نکل گیا

یہ ایک بہت بڑا ہال تھا جس میں تقریباً ڈیڑھ سو آدمیوں کے بیٹھنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے کوئی بڑی کنونشن منعقد کیا جا رہا ہو کرسیوں کی ترتیب اس طرح کی گئی تھی کہ سب لوگ ایک مکمل دائرے میں بیٹھتے اور ان میں سے کوئی بھی کسی پوزیشن محسوس نہ کرتا۔ یہ ایشیا کے بہت بڑے صنعتی ملک کا دارالخلافہ تھا اور یہ ہال اس کے سب سے بڑے اور جدید ترین ہوٹل سلور گرل کے تہہ خانوں میں واقع تھا۔ یہ ہوٹل ابھی حال ہی میں تعمیر ہوا تھا۔ اور اب تک ایشیا کا سب سے بڑا ہوٹل خیال کیا جاتا تھا اس میں ہر وہ کام اعلیٰ پیمانے پر ہوتا تھا جس کو ہوٹل کی حدود میں شامل کیا جا سکتا ہے اس ملک کے بہت بڑے بڑے صنعتکار اور دوسرے ملکوں کے رئیس اس ہوٹل میں بیٹھ کر جوا کھیلنے میں فخر محسوس کرتے تھے چنانچہ ہر رات یہاں کروڑوں کا ہیر پھیر ہوتا تھا اور ہوٹل کے منتظمین نے

چونکہ حکومت سے باقاعدہ لائسنس لیا ہوا تھا اس لئے ہر کام کھلے بندوں ہوا کرتا تھا۔

ہال کے باہر سرخ بلب لگا ہوا تھا جو فی الحال بجھا ہوا تھا دروازے پر دو آدمی سٹین گنیں لئے کھڑے ہوئے تھے ان کے چہروں پر ایک ہی نظر ڈالنے سے اندازہ ہو جاتا تھا کہ وہ زیر زمین جرائم پیشہ افراد میں کسی نمایاں حیثیت کے حامل ہوں گے۔

دروازے کے سامنے ایک فراخ گیلری تھی اور اس کا ایک ہی دروازہ تھا جو بند تھا۔

چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور پھر اس میں سے باری باری لوگ اندر آنے شروع ہو گئے ہال کے دروازے کے باہر کھڑے محافظوں نے ان کے کارڈ چیک کئے اور پھر انہیں اندر جانے کی اجازت دے دی آہستہ آہستہ ہال بھرتا چلا گیا ہر آدمی اپنی مخصوص الاٹ کردہ کرسی پر بیٹھتا چلا گیا ——— وہ سب ایشیا کے مختلف ممالک سے آئے تھے اور ان میں سے ہر ایک انفرادی طور پر اپنے اپنے ملک کا مشہور ترین اور خطرناک ترین مجرم تھا دوسرے لفظوں میں اس ہال میں اس وقت ایشیا کے تمام نامی گرامی جرائم پیشہ اکٹھے ہو رہے تھے۔

پھر آخری آدمی بھی اندر چلا گیا اور محافظوں نے دروازہ بند کر کے اس کا مخصوص تالا بند کر دیا۔ تالا بند ہوتے ہی باہر لگا ہوا سرخ بلب جل اٹھا۔

وہ سب لوگ اپنی اپنی کرسیوں پر خاموش بیٹھے تھے اچانک درمیان میں پڑی ہوئی میز درمیان سے شق ہو چلی گئی اور اس میں سے ایک بہت بڑا

ٹرانسمیٹر ابھر کر سامنے آ گیا دوسرے لمحے ٹرانسمیٹر میں خود بخود زندگی کی رو دوڑ گئی اور اس میں سے ایسی آوازیں نکلنے لگیں جیسے دو جنگلی بلیاں آپس میں لڑ رہی ہوں چند لمحوں تک ٹرانسمیٹر سے یہ آوازیں نکلتی رہیں۔ پھر یکدم وہ آوازیں بند ہو گئیں اور ایسے محسوس ہوا جیسے ریگستان میں زبردست آندھی آ رہی ہو ——— پھر آہستہ آہستہ وہ ہلکی پڑتی گئیں اور ایک کرخت آواز گونجنے لگی۔

"ہیلو فرینڈز جیمس اٹواٹر جنرل سیکرٹری ورلڈ کرمنل آرگنائزیشن بول رہا ہوں آپ سے مخاطب ہے آپ سب باری باری اپنا تعارف کرائیں میں یہاں سے پورے ہال کا منظر بخوبی دیکھ رہا ہوں اس لئے آپ دروازے کے قریب سے تعارف شروع کرائیں ———" جیمس اٹواٹر نے کہا

اور پھر باری باری سب لوگوں نے اپنا اپنا مختصر تعارف اور کوائف بیان کرنے شروع کر دیئے۔ جب سب لوگ اپنا تعارف کرا چکے تو ٹرانسمیٹر سے دوبارہ آواز ابھری

"ویری گڈ، ویری گڈ، آپ کو ہماری آرگنائزیشن کے تفصیلی کوائف تو معلوم ہو چکے ہیں اور آپ سب نے اس میں شرکت کے باقاعدہ فارم بھی پُر کر دیئے ہیں آج یہاں آپ سب کو اکٹھا کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس تنظیم کی شاخیں باقاعدہ طور پر ہر ملک میں کھول دی جائیں تاکہ جرائم کا مکمل طور پر تحفظ کیا جا سکے۔ اور زیر زمین رہنے والے ہر آدمی کو ہر لحاظ سے تحفظ دیا جا سکے جو کچھ آرگنائزنگ کمیٹی نے اپنی میٹنگ میں اس کے متعلق فیصلے کئے ہیں وہ میں آپ کو بتلاتا ہوں ———

آپ میں سے ہر ایک کو آپ کے ملک کے ہیڈ کوارٹر کا سربراہ مقرر کیا

جاتا ہے آپ اپنے ملک میں سلورگرل کے باقاعدہ نمائندے رہیں گے اور اس کے احکامات کی مکمل تعمیل کرنی آپ کا فرض ——— کیا آپ کو منظور ہے ——

جیمس اٹوارٹ نے کہا۔

منظور ہے ——

سب نے بیک وقت جواب دیا

ویری گڈ ——— اس کے متعلق تفصیلی آرڈرز تحریری طور پر آپ کو پہنچ جائیں گے۔ ایک اہم فیصلہ جو کیا گیا ہے اس کے متعلق میں آپ سے خاص طور پر کچھ کہنا چاہتا ہوں ——

ہماری ایکشن کمیٹی نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ دنیا کے تمام ممالک میں موجود ایسے جاسوس یا سیکرٹ سروس کے ہیڈ جو ہم لوگوں کے مقابلے میں آتے رہتے ہیں ان کا خاتمہ کر دیا جائے تاکہ ہم سب اپنے مقاصد کو اطمینان سے پورے کر سکیں اور ہماری تنظیم دن بدن آگے طاقتور ہوتی چلی جائے کہ پھر پوری دنیا کے جاسوس مل کر بھی ہمارا کچھ نہ بگاڑ سکیں گے اور ایک وقت آئے گا کہ پوری دنیا کا کنٹرول ہمارے ہاتھ میں ہوگا اور یہی ہمارا اصل مقصد ہے اوور ——— جیمس اٹوارٹ نے کہا

ٹھیک ہے جیسا آپ کہیں گے ویسا ہی ہوگا ہم بھی ایسے لوگوں سے بے حد تنگ تھے مگر ہم ان کا اس لیے کچھ بھی نہ بگاڑ سکتے تھے کہ ہماری پشت پر کوئی طاقتور ہاتھ نہیں تھا اب جبکہ ہماری پشت پر سلورگرل ہوگی تو ہم انہیں مکھی کی طرح مسل دیں گے ——

ان میں سے ایک لحیم شحیم آدمی نے کہا

یورپ میں تو ہم نے یہ کارروائی شروع کر دی ہے اور ہمارے آدمی اس سلسلے میں خاصے کامیاب جا رہے ہیں آپ کو میں ایک خوشخبری سناؤں کہ ابھی ابھی ہمیں اطلاع ملی ہے کہ ہمارے آدمیوں نے یورپ کے چوٹی کے جاسوس رونالڈ شیلر کو ایک پہاڑی پر گھیر کر گولی مار دی اور اس کی لاش پہاڑی سے ہزاروں فٹ نیچے گرم لاوے کی دلدل میں پھینک دی ——— اب رونالڈ شیلر جس سے یورپ کے تمام جرائم پیشہ کانپتے تھے، ہمیشہ کیلئے صفحۂ ہستی سے معدوم کر دیا گیا ہے اور یہ ہماری تنظیم کا پہلا بڑا کارنامہ ہے اوور ——— جیمس اٹوارٹ نے فخریہ لہجے میں کہا۔

اور اس کے یہ بات کرتے ہی پورے ہال میں مسرت اور خوشی کی ایک لہر دوڑ گئی ہر شخص حیرت سے ایک دوسرے کا منہ تک رہا تھا۔ جیسے انہیں یقین نہ آ رہا ہو کہ واقعی وہ بھوت رونالڈ شیلر مارا جا چکا ہے لیکن انہیں یقین تھا کہ جیمس اٹوارٹ جھوٹ نہیں بول سکتا اس لیے ان کی آنکھوں میں خوشی کے دیپ سے جل اٹھے ان کا ایک بہت بڑا دشمن ختم ہو چکا ہے۔

جہاں تک ہماری اطلاع کا تعلق ہے ایشیا میں تین افراد ایسے ہیں جو ہماری تنظیم کیلئے انتہائی خطرناک ہیں نمبر۱ نیدرلینڈ انٹیلی جنس کا چیف کرنل فریدی۔ نمبر۲ پاکیشیا کی سیکرٹ سروس کا چیف ایکسٹو اور نمبر۳ پاکیشیا کا ہی ایک مسخرہ آدمی علی عمران۔ کیا ہماری اطلاع صحیح ہے اوور ——— جیمس اٹوارٹ نے سوال کیا۔

جی ہاں جناب آپ کی اطلاع قطعی صحیح ہے میرے ملک پاکیشیا میں یہ دونوں

افراد زیر زمین دُنیا کے لئے ملک الموت کا درجہ رکھتے ہیں اور پھر ہم ہی کیا دنیا کے نامی گرامی مجرم اور جاسوس ان دونوں کے ہاتھوں اپنی گردنیں تڑوا چکے ہیں لا میں یہ قطعی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ جب تک پاکیشیا کو ان دونوں سے چھٹکارا نہیں مل جاتا ہماری تنظیم ایک قدم بھی آگے نہیں بڑھ سکتی ـــــ ۔

ایک گندمی رنگ کے نوجوان نے اٹھ کر کہا ۔ یہ پاکیشیا کی زیر زمین دنیا کا بادشاہ پرنس ظفر تھا اس کے متعلق مشہور تھا کہ پاکیشیا میں ہونے والے ہر مقامی جرم میں اس کا یا اس کے گروہ کا ضرور ہاتھ ہوتا ہے ۔

" پرنس ظفر تم ان دونوں سے ضرورت سے زیادہ مرعوب ہو تم پاکیشیا میں تنظیم کے سربراہ مقرر ہو چکے ہو اس لئے تمہیں اتنی مرعوبیت کا اظہار نہیں کرنا چاہیئے اب پوری دنیا کے جرائم پیشہ افراد کا تعاون تمہارے ساتھ ہوگا ۔ تمہاری طاقت اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ تم اگر تھوڑی سی ہمت کرو تو ان دونوں کو بڑی آسانی سے ختم کر سکتے ہو اوور ـــــ "

جیمس اٹوارڈ نے تلخ لہجے میں جواب دیا

" معذرت گوئی کی معافی چاہتا ہوں جناب دراصل میں نے اس لئے ان کی اہمیت پر روشنی ڈالی تھی تاکہ آپ کے سوال کا جواب دے سکوں کہ آیا آپ کی اطلاع صحیح ہے یا غلط ـــــ " پرنس ظفر نے قدرے مرعوب لہجے میں جواب دیا

" اوکے پرنس ظفر فیصلہ ہو گیا تمہیں ہر قسم کے اختیارات دیئے جائیں گے اور پاکیشیا میں تمہارا پہلا مشن یہی ہوگا کہ تم ان دونوں کو ختم کر دو اگر ضرورت پڑی تو سلور گرل اپنا مخصوص نمائندہ تمہارے تعاون کیلئے وہاں بھیجے گی

اس سے متعلق تفصیلی ہدایات تمہیں وہیں مل جائیں گی اور ہاں مسٹر بھاگل جیفت آف ہیڈ ریڈ کرنل فریدی کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے اوور ـــــ "

جیمس اٹوارڈ اب ہیڈ ریلینڈ کے بھاگل سے مخاطب ہوا

" پرنس ظفر نے جو کچھ ان دو آدمیوں کے متعلق بتلایا ہے اسے ایک سو سے ضرب دے دیں آپ کو کرنل فریدی کی اہمیت کا اندازہ ہو جائے گا کرنل فریدی ان دونوں سے کہیں زیادہ خطرناک ہے اور مجھے اندیشہ ہے کہ اگر اسے سلور گرل کی بھنک بھی پہنچ گئی تو وہ اس پوری تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش شروع کر دے گا ۔ اور کرنل فریدی کے متعلق مشہور ہے کہ وہ آج تک ناکام نہیں ہوا ناکامی کا لفظ اس کے مقدر میں لکھا ہی نہیں گیا ـــــ "

بھاگل نے جواب دیا

" اوہ اس کا مطلب ہے ہماری اطلاعات قطعی صحیح ہیں بہرحال اب تمہیں کرنل فریدی سے نپٹنا ہے اور سلور گرل کے متعلق تمام اندیشے ذہن سے کھرچ ڈالو ۔ یہ اتنی بڑی اور اتنی منظم تنظیم ہے کہ پوری دنیا کے جاسوس مل کر بھی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتے اوور ـــــ "

جیمس اٹوارڈ نے طنزیہ لہجے میں کہا

" مجھے یقین ہے جناب میں پوری کوشش کروں گا ـــــ کہ کرنل فریدی کو راستے سے ہٹا سکوں ـــــ "

بھاگل نے جواب دیا

" اوکے اب آپ لوگ جا سکتے ہیں تنظیم کے متعلق تمام کوائف آپ کو مل

جائیں گے کہ آپ نے اپنے اپنے ملکوں میں تنظیم کے ہیڈ کوارٹر سب ہیڈ کوارٹر اور گروپ کیسے تشکیل دینے ہیں اور جو لوگ جرائم کے مختلف پیشوں سے منسلک ہیں انہیں کیسے مربوط کرنا ہے تاکہ یہ تمام نظام ایک سائنٹیفک طریقے سے چل سکے ــــ او اینڈ آل ــــ

آواز آنی بند ہو گئی اور پھر ٹرانسمیٹر میز کے اندر اترتا چلا گیا چند لمحوں بعد میز کی سطح برابر ہو گئی اب کوئی محسوس بھی نہیں کر سکتا تھا کہ اس میز کے اندر اتنا بڑا ٹرانسمیٹر فٹ ہے سب لوگ اپنی جگہ سے اٹھے اور پھر باری باری میٹنگ ہال سے باہر نکل چلے گئے وہ سب آپس میں بڑے مسرت آمیز لہجے سے باتیں بھی کر رہے تھے کیونکہ انہیں اپنا مستقبل شاندار نظر آرہا تھا مگر بھاگل اور پرنس ظفر کسی گہری سوچ میں غرق تھے کیونکہ انہیں علم تھا کہ ان کو کتنی کڑی آزمائش میں ڈال دیا گیا ہے

عمران اور سر سلطان صدر مملکت کے کمرے میں موجود تھے عمران اس وقت نقاب لگائے بیٹھا تھا چند لمحوں بعد صدر مملکت اندر داخل ہوئے۔ سر سلطان تو تعظیماً اٹھ کھڑے ہوئے مگر ایکسٹو نے ذرا سا اٹھ کر صرف شہیدوں میں نام لکھوانا کافی سمجھا

تشریف رکھیے ــــ۔ صدر مملکت نے باوقار لہجے میں کہا سر سلطان نے سرخ رنگ کی ایک فائل صدر مملکت کے سامنے رکھ دی

صدر مملکت نے فائل کا بغور مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔ چند لمحوں تک کمرے میں خاموشی طاری رہی پھر صدر مملکت نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے فائل بند کر دی ــــ

مسٹر ایکسٹو ــــ۔ آپ نے یہ فائل پڑھ لی ہے ــــ صدر مملکت براہ راست عمران سے مخاطب ہوئے۔

"بادشاہ میں نے پڑھ لی ہے میں نے سر سلطان کے ساتھ اس معاملے میں تفصیلی بحث کی ہے صرف آپ کی فائنل رائے لینی تھی ——" عمران نے ایکسٹو کے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر یہ کیس بے حد سیریس ہے مجرموں کی یہ عالمی تنظیم ہر ملک کیلئے زبردست خطرہ ہے اس لئے یو۔ این۔ اے کی سپیشل کرائم برانچ نے اس پر ہنگامی میٹنگ کی اور اس کے فوری سد باب کے لئے چند فیصلے کئے چونکہ یہ پوری دنیا کا مشترکہ مسئلہ ہے اس لئے ہر ملک کی سیکرٹ سروس اس عالمی تنظیم کے خلاف کام کرے گی مگر اس کے ساتھ ہی یو۔ این۔ او نے کامیاب ہونے والی سیکرٹ سروس کو ایک بہت بڑے انعام کا لالچ بھی دیا ہے یعنی تمام دنیا کے بڑے بڑے ممالک کے ایک کا ۵ فیصد اور اقوام متحدہ کا ایک سال کا بجٹ ——"

سر سلطان نے صدر مملکت کو رپورٹ دیتے ہوئے کہا

"واقعی یہ اتنا بڑا انعام ہے کہ شاید اس سے بڑے انعام کا تصور بھی نہ کیا جاسکے ——" صدر مملکت نے متاثر ہو جانے والے لہجے میں کہا

"جی ہاں —— اسی لئے ایکسٹو صاحب کا خیال ہے کہ یہ انعام ہمیں حاصل کرنا چاہیئے ——" سر سلطان نے کہا

"کاش ایسا ہو جائے تو ملک کے تمام دلدر دور ہو جائیں گے ——" صدر مملکت نے حسرت آمیز لہجے میں کہا

"آپ کو اس میں شک ہے ——" عمران نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا

"ظاہر ہے اس لئے کہ پوری دنیا کے ممالک اس انعام کو حاصل کرنے کی جان توڑ

کوشش کریں گے۔ اور پھر بڑے بڑے ممالک کی سیکرٹ سروسز کے پاس جدید ترین آلات ہیں بے شمار منجھے ہوئے جاسوس اور ان کے وسائل بھی لامحدود ہیں اس صورت میں تمام دنیا کو کاٹ کر ہمارا انعام لے جانا خوش فہمی کے سوا اور کیا ہے"

صدر مملکت نے اپنے خدشے کا اظہار پوری تفصیل سے کر دیا

"تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ اس سلسلے میں ایکسٹو سے پُرامید نہیں ہیں" سر سلطان نے سوال کیا۔ عمران خاموش بیٹھا تھا۔

"ناامیدی کی بھی کوئی بات نہیں ہے سلطان ہم کو تو ہر حال میں پُرامید رہنا چاہیئے میں نے تو صرف ایک خدشے کا اظہار کیا تھا ——" صدر مملکت کو احساس ہوا کہ انہوں نے یہ بات کر کے براہ راست ایکسٹو کی توہین کی ہے۔ اس لئے انہوں نے بات پلٹنا چاہا۔

"جناب صدر میں اس سلسلے میں کچھ کہنے کی پوزیشن میں نہیں ہوں یہ تو آئندہ آنے والا وقت بتلائے گا کہ بڑے بڑے وسائل رکھنے والی سیکرٹ سروسز اس کیس میں کامیاب ہوتی ہیں یا ہم —— البتہ اتنا ضرور کہنا چاہتا ہوں کہ وسائل اور آلات ہی سب کچھ نہیں ہوتے انسانی دماغ ان سے کہیں افضل ہے ——"

عمران نے سپاٹ لہجے میں کہا

"مسٹر ایکسٹو آپ میری بات کا بُرا نہ مانیں میں انتہائی صاف گو واقع ہوا ہوں جو کچھ میرے ذہن میں آتا ہے میں اسے لگی لپٹی بغیر کہہ دیتا ہوں میں نے صرف ایک خدشے کا اظہار کیا تھا بہرحال میں سمجھتا ہوں کہ اگر یہ انعام ہمارے ملک کو مل جائے تو یوں سمجھئے کہ ہمارا ملک دنیا کے بڑے ممالک کی صف میں آجائے

گا۔ اسلحے کے لحاظ سے بھی اور اقتصادی ترقی کے لحاظ سے بھی ـــــ اور میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس انعام کو حاصل کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں ـــــ۔ صدر مملکت نے کہا

" آپ حکم دے سکتے ہیں جناب اور آپ سے حکم لینے کیلئے ہم یہاں آئے ہیں " سر سلطان نے مؤدبانہ لہجے میں کہا

" یہ حکم نہیں بلکہ مسٹر ایکسٹو پر پاکیشیا کے پورے عوام کی طرف سے ذمہ داری ہے کہ وہ اس ملک کے عوام کی مفلسی کو خوشحالی میں بدل دیں ـــــ "

صدر مملکت نے ایکسٹو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

" آپ بے فکر رہیں جناب میں اور میرے ساتھی اپنی جان کی بازی لگا کر بھی اس کیس میں کامیاب ہونے کی ہر ممکن کوشش کریں گے۔ "

عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

" آپ یقین کریں مسٹر ایکسٹو پوری قوم کی نیک تمنائیں آپ کے ساتھ ہوں گی اور اس کے علاوہ ملک کے ہر ممکن وسائل آپ استعمال کر سکتے ہیں اس سلسلے میں آپ کو ہر قسم کی آزادی ہوگی آپ اگر چاہیں تو میں اس سلسلے میں ایک سپیشل آرڈر بھی ایشو کرنے کے لئے تیار ہوں ـــــ "

صدر مملکت نے بڑی فراخ دلی سے کہا

" ویسے تو اس کی کوئی خاص ضرورت نہیں لیکن سابقہ صدر نے ایک بار غیر ملکی عناصر کی شہ پر سیکرٹ سروس کو معطل کر دیا تھا چنانچہ اس کے وقار کو خاصا دھچکا پہنچا تھا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایک سپیشل سرکلر ایشو کر دیں کہ سیکرٹ سروس کا

یہ ضرورت پڑنے پر گورنمنٹ نوٹس پر ہر تعاون ملنا چاہیئے ـ " عمران نے کہا

" بہتر ہے میں آج ہی یہ سرکلر ایشو کرا دوں گا اس کے علاوہ اگر کہیں غیر معمولی امداد کی ضرورت پڑے تو میں خود بھی گورنمنٹ نوٹس پر آپ سے تعاون کرنے کیلئے تیار ہوں "

صدر مملکت نے مسکراتے ہوئے کہا

" تھینک یو سر وقت آنے پر آپ کو بھی تکلیف دی جائیگی ـــــ "

عمران نے جواب دیا

" اس میں تکلیف کی بات نہیں جو کام آپ کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں میری زندگی کا مقصد بھی وہی ہے ـــــ " صدر مملکت نے کہا

" اور کے اب آپ سرکاری طور پر یہ کیس میرے محکمہ کو ریفر کر دیں تاکہ میں آج ہی سے اپنی کارروائی شروع کر دوں ـــــ " عمران نے کہا

" بہتر ـــــ " صدر مملکت نے جواب دیا

" اب اجازت دیجئے ـــــ " عمران اٹھ کھڑا ہوا اس کے ساتھ ہی سر سلطان اور صدر مملکت بھی اٹھ کھڑے ہوئے اور پھر عمران اور سر سلطان صدر سے مصافحہ کر کے کمرے سے باہر نکل گئے۔

کرنل فریدی جب میٹنگ ہال سے باہر نکلا تو اس کے بارعب چہرے پر فکر و تردد کے
آثار نمایاں تھے کیونکہ حکومت نے فیصلہ کر لیا تھا کہ کرنل فریدی نے یہ انعام ہر قیمت پر
حاصل کرنا ہے اب یہ ذمہ داری کرنل فریدی کی تھی کہ وہ ہر قیمت پر اپنی حکومت کی
توقعات پر پورا اترے اسے علم تھا کہ اس کیس میں اگر اسے کہیں پریشانی کا سامنا کرنا
پڑا تو وہ صرف عمران کی مداخلت ہوگی اس لئے وہ چاہتا تھا کہ اتنی تیزی اور مستعدی
سے کام کرے کہ عمران کے ٹارگٹ پر پہنچنے سے پہلے وہ ہاتھ صاف کرے صرف یہی
ایک صورت تھی جس سے وہ اپنی کامیابی کو یقینی بنا سکتا تھا۔

میٹنگ ہال سے باہر نکلتے وقت اس کے ذہن میں یہی خیالات گردش کر رہے تھے
پورچ میں پہنچنے تک وہ فیصلہ کر چکا تھا کہ اس نے ہر قیمت پر یہ کیس جیتنا ہے۔

کیپٹن حمید ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھا ایک امریکن رسالے میں گم تھا کرنل فریدی

نے جیسے ہی دروازہ کھولا وہ اس طرح اچھلا جیسے دروازہ نہ کھلا ہو اس کے پیروں کے
بم پھٹ پڑا ہو اچانک اچھلنے کی وجہ سے اس کا سر خاصے زور سے کار کی چھت سے
ٹکرا گیا۔ ہاتھ سے رسالہ نیچے گر چکا تھا۔

کرنل فریدی اس کی طرف توجہ دیئے بغیر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا اور پھر
دوسرے لمحے گاڑی اسٹارٹ ہو گئی۔

کیپٹن حمید چند لمحے اپنے سر پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کنکھیوں سے کرنل فریدی کی
طرف دیکھتا رہا مگر اس تمام اداکاری کا جب اس نے کوئی ردعمل نہ دیکھا تو جھینپتے ہوئے
جھک کر رسالہ اٹھا لیا۔ گاڑی اب پریذیڈنٹ ہاؤس سے نکل کر سڑک پر پہنچ چکی تھی

"کیا بات ہے کیا نصیب دشمناں طبیعت کچھ ضرورت سے زیادہ ٹھیک ہے۔"
کیپٹن حمید نے بڑی معصومیت سے سوال کیا

"خاموش رہو۔ میں سلور گرل کے متعلق سوچ رہا ہوں ——"
کرنل فریدی نے اسے گھورتے ہوئے کہا

"ارے ارے کار روکئے کار روکئے ——" کیپٹن حمید ایک دم چیخ پڑا۔ اس
کا انداز کچھ اس قسم کا تھا کہ کرنل فریدی کا پیر بے اختیار بریک پر پڑ گیا اور ٹائر ایک
طویل چیخ مار کر سڑک کے سینے سے چپٹ گئے

"آپ نے ابھی کیا کہا ہے ذرا ایک بار پھر کہئے یا خدا کیا میرے حواس سلامت
ہیں ——" کیپٹن حمید کی آنکھیں حیرت کی شدت سے پھٹی ہوئی تھیں اور وہ بار
بار اپنے بازو پر چٹکیاں بھر رہا تھا جیسے اطمینان کر رہا ہو کہ وہ خواب تو نہیں
دیکھ رہا۔

کرنل فریدی کو غصہ تو بہت آیا مگر کیپٹن حمید کی اداکاری دیکھ کر وہ مسکرایا

"حواس چیک کرنے کیلئے چٹکیاں نہیں بھری جاتیں فرزند بلکہ جوتا سنگھایا جاتا ہے ——" کرنل فریدی نے کہا اور کار دوبارہ بڑھا دی

"کیا آپ بغیر جوتا سونگھے نہیں تبلا سکتے کہ آیا آپ حواس میں ہیں یا نہیں دراصل یہ شدید قسم کی گستاخی ہے جو امر مجبوری کے بھی کرنے کو جی نہیں چاہتا ——" کیپٹن حمید نے استہزائیہ لہجے میں کہا

"کیا تم خاموش نہیں بیٹھو گے ——"

کرنل فریدی نے کار کو چوک سے دائیں طرف موڑتے ہوئے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا

"جہاں گرل کا ذکر ہو اور پھر وہ بھی سلور یعنی چاندی کی طرح چمکتی ہوئی اور ذکر کرنے والی زبان ہو کرنل فریدی کی وہاں خاموشی چہ معنی دارد اب بتا بھی دیجئے کہ یہ محترمہ آپ کو کہاں ملی تھیں اور ان کا حدود اربعہ کیا ہے ——" کیپٹن حمید نے بڑے اصرار سے کہا

"ابھی ملی کہاں ہے ابھی تو اسے تلاش کرنا ہے تو تمہاری اطلاع کے لئے بتلا دوں کہ عمران بھی اس کی تلاش میں ہے ——"

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا

"کیا وہ احمق بھی اب عشق کرنے چلا ہے۔ خدا کی قدرت —— سلور گرل کیا ہوئی جاسوسوں کی محبوبہ کیلئے اور محبوبہ بھی کیسی پتھر توڑ محبوبہ نہ ہوئی برما ہو گئی اور برما بھی ایسا جو پتھروں میں سوراخ کر دے —— واہ واہ کرنل لارڈ اسٹون کے بیٹے

یہ بی محبوبہ چاہیئے ——"

کیپٹن حمید کی زبان رکنے کا نام ہی نہیں لے رہی تھی

"کیا تم کچھ عرصہ کیلئے اپنی زبان کو لگام نہیں دے سکتے ——" کرنل فریدی نے جھنجھلاتے ہوئے کہا

"جناب کرنل صاحب اب زمانہ ماڈرن ہو گیا ہے —— اب لگام وغیرہ کا دور ختم! چھوڑیئے اتنی بھی کیا رجعت پسندی اب تو بریکوں کا دور ہے اور آپ ابھی تک لگام سنبھالے شخ شخ کرتے پھر رہے ہیں ——"

کیپٹن حمید نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا

"تمہاری زبان بہت کھلتی جا رہی ہے کیا اب تمہیں تمیز بھی سکھانی پڑے گی ——"

کرنل فریدی کو کافی غصہ آ گیا تھا۔

"اوہ معاف کیجئے دراصل زمانہ ہی بے لگام ہو گیا ہے۔ میرا کیا قصور۔ لیکن جناب غصہ دکھا کر مجھے سلور گرل کے موضوع سے ہٹا نہیں سکتے۔ آپ کو بتلانا پڑے گا کہ یہ قوم کہاں پائی جاتی ہیں ——؟"

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے کہا

"جہنم میں ——" کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا

"کمال ہے اب تک وہاں پگھل نہیں ہو گی وہاں تو پتھر پگھل جاتے ہیں بھلا غریب چاندی کا کیا حشر ہوا ہو گا ——"

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے چوٹ کی۔

اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا اچانک ایک دھماکا ہوا اور

کار سڑک پر لڑکھڑانے لگی۔ کرنل فریدی نے بڑی پھرتی سے بریک ماری اور دوسرے لمحہ دروازہ کھول کر باہر چھلانگ لگا دی

کیپٹن حمید بھی اس اچانک پڑ جانے والی افتاد سے گھبرا کر باہر نکل آیا۔

اور اسی لمحے کرنل فریدی کی آنکھوں پر چمک سی پڑی اور کرنل فریدی نے لمحہ ضائع کئے بغیر اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی ـــــ دوسرے لمحہ چٹ کی آواز آئی اور عین اس جگہ گولی ٹکرائی جہاں ایک لمحہ پہلے کرنل فریدی موجود تھا سڑک پر ٹریفک تقریباً نہ ہونے کے برابر تھا۔ سڑک کے دونوں جانب عظیم الشان کوٹھیاں تھیں

پھر کیپٹن حمید تو کار کی آڑ لے چکا تھا

کرنل فریدی کا ریوالور بجلی کی سی پھرتی سے جیب سے باہر آیا اور پھر اس نے ہاتھ سیدھا کیا ہی تھا کہ وہ اچانک رک گیا ـــــ دوسرے لمحہ وہ تیزی سے سڑک پر سے اٹھا اور سامنے دائیں طرف کی تیسری کوٹھی کی طرف دوڑنے لگا۔

"میرے پیچھے آؤ حمید ـــــ"

کرنل فریدی نے حمید کو آواز دیتے ہوئے کہا

اور حمید بھی کار کے پیچھے سے نکل کر اس کوٹھی کی طرف دوڑنے لگا کوٹھی کے مین گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھلی ہوئی تھی چنانچہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید یکے بعد دیگرے اس میں داخل ہو گئے۔

اور پھر جیسے ہی وہ دونوں اندر داخل ہوئے ان کی کار کے بالکل قریبی کوٹھی سے ایک نوجوان باہر نکلا اور تیزی سے کار کی طرف بڑھنے لگا۔ وہ جھکے جھکے انداز میں چل رہا تھا۔ تاکہ [illegible] سری طرف سے اس پر نظر نہ پڑ سکے کار کے قریب پہنچتے ہی

[illegible] نے تیزی سے دروازہ کھولا اور پھر ہاتھ میں پکڑے ہوئے چھوٹے سے ٹائم بم پر [illegible] تین منٹ بعد کا وقت سیٹ کرنے کے بعد اس نے پچھلی سیٹ اٹھا کر نیچے پلاسٹک [illegible] سے چپکا دیا۔ سیٹ دوبارہ برابر کر کے اس نے دروازہ آہستہ سے بند کیا اور [illegible] پیچھے کی طرف رینگنے لگا۔ جلد ہی وہ دوبارہ اس کوٹھی میں داخل ہو گیا جو [illegible] بالکل قریب واقع تھی۔

تقریباً ایک منٹ کے بعد ہی کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اس کوٹھی کی ذیلی کھڑکی سے باہر نکلے اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے کار کی طرف بڑھنے لگے۔

"میں نے اس کوٹھی کی بالکونی پر موجود آدمی کو خود دیکھا ہے اس کی رائفل پر لگی ہوئی دوربین کے شیشے کی چمک نے مجھے پوزیشن سمجھا دی تھی ـــــ" کرنل فریدی نے کہا۔

"مگر آخر یہ احمق تھا کون جس نے اس دھڑلے سے ہم پر حملہ کر دیا ورنہ تو کیپٹن حمید کا نام سنتے ہی بڑوں بڑوں کی سانس کی آمد و رفت بند ہو جاتی ہے ـــــ" کیپٹن حمید نے تعجب آمیز لہجے میں کہا

کرنل فریدی خاموش رہا۔ جب وہ دونوں کار کے قریب پہنچ گئے تو کرنل فریدی نے حمید سے کہا۔

"کیپٹن وہیل تبدیل کرو جلدی ـــــ" اور خود دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

"کون سی سمت وہیل کا رخ تبدیل کروں جناب ـــــ" کیپٹن حمید یوں بولا جیسے کسی بحری جہاز کا کپتان ہے۔

"بہتر ہے جلدی کرو میں اس کے لئے پانچ منٹ سے زیادہ نہیں دے سکتا۔" کرنل فریدی نے الٹی میٹم دیا اور کیپٹن حمید کندھے اچکا کر رہ گیا۔ کرنل فریدی کے موڈ کو سمجھتے ہوئے اس نے تیزی سے کام کرنا شروع کر دیا اور پھر وہ واقعی پانچ منٹ کے اندر اندر ماڈل تبدیل کر چکا تھا۔

ٹائم بم کو آن ہوئے دس منٹ ہو چکے تھے اور اس کے پھٹنے میں دس منٹ کا وقفہ بقایا تھا۔

مجرم نے شاید ماڈل تبدیل کرنے کے وقت کو ذہن میں رکھ کر ہی بیس منٹ کا وقت سیٹ کیا تھا۔ ٹائم بم انتہائی جدید ترین تھا۔ اس میں سے ہلکی سی آواز تک بھی نہیں نکل رہی تھی۔ آتا ہوا ٹائم بم گاڑی میں رکھ کر کیپٹن حمید نے دروازہ کھولا اور پھر اندر آ کر بیٹھ گیا۔ بم اس کی سیٹ کے نیچے موجود تھا۔

کرنل فریدی نے گاڑی آگے بڑھا دی۔ اس بار لنکن کی رفتار خاصی تیز تھی۔ کیپٹن حمید بھی بالکل خاموش بیٹھا کار کی طرف دوڑتی ہوئی سڑک کو بغور دیکھ رہا تھا۔

"کیا سوچ رہے ہو ——" کرنل فریدی کو اس کی خاموشی کچھ غیر فطری سی محسوس ہوئی کیونکہ کیپٹن حمید اور خاموشی کچھ عجیب سا تضاد تھا۔

"سوچ رہا ہوں ہماری کاروں کے اب تک مجرموں نے جتنے ٹائر پھاڑے ہیں ان سب کی کل مالیت کیا ہو گی ——"

کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"پھر کیا اندازہ لگایا ——" کرنل فریدی نے پوچھا

"اس روپے سے ٹائر بنانے والے دو عظیم الشان کارخانے بنائے جا سکتے ہیں ——"

کیپٹن حمید نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"بہتر ہے جتنے ٹائر ہم نے مجرموں کی کاروں کے پھاڑے ہیں ان کا بھی حساب لگا لو ——"

کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔ شاید وہ ذہنی تفریح پر آمادہ تھا۔

"اور کچھ نہیں تو کم از کم دس کارخانے تو ٹک ہی جانے چاہئیں ——" کیپٹن حمید نے لہجہ بدلتے ہوئے کہا۔

اور کرنل فریدی بے اختیار ہنس پڑا۔

ٹائم بم پھٹنے میں اب صرف تین منٹ باقی رہ گئے تھے۔

"آپ جا کہاں رہے ہیں ——" اچانک کیپٹن حمید کو خیال آیا کہ ان کا رخ کوٹھی کی طرف تو نہیں تھا۔

اب وہ شہر سے خاصے دور بندرگاہ کے قریب پہنچ چکے تھے یہاں ایک بہت بڑا ہوٹل سیورن تھا۔ کرنل فریدی نے کار سیورن کے کمپاؤنڈ میں موڑ دی —— پارکنگ شیڈ میں پہنچنے کے بعد کرنل فریدی نے انجن بند کیا اور پھر دروازہ کھول کر نیچے اترنے لگا۔

"تم یہیں رکو میں چند منٹ میں واپس آ رہا ہوں ——" کار سے باہر نکل کر کرنل فریدی نے اسے حکم دیا اور کیپٹن حمید نے اثبات میں سر ہلا دیا —— کرنل فریدی کے جاتے ہی اسے خیال آیا کہ آج اس نے انسپکٹر شرما سے نیا رسالہ لیا تھا چنانچہ اس نے رسالہ نکالنے کے لئے سیٹ سے قدرے اٹھ کر سیٹ اٹھائی۔ وہ ہمیشہ اس قسم کے رسالے سیٹ کے نیچے چھپا دیا کرتا تھا تاکہ کرنل فریدی کی نظر ان پر نہ پڑ جائے۔ جیسے ہی اس نے سیٹ اٹھائی اس کا دماغ بھک سے اڑ گیا۔ رسالے کے قریب ہی ٹائم بم موجود تھا۔ اور اس کا ٹائم پورا ہونے میں صرف چند سیکنڈ رہتے تھے۔ سیکنڈ کی سوئی تیزی سے بارہ کے ہندسے

کی طرف بڑھ رہی تھی - اب اتنا وقت نہیں تھا۔ کہ کیپٹن حمید بم اٹھا کر باہر پھینک دیتا چنانچہ اس نے برق کی سی تیزی سے کار کا دروازہ کھولا اور پھر باہر چھلانگ لگا دی اور تقریباً اسی لمحے ایک ہولناک دھماکہ ہوا اور پھر کار کے پرزے ہوا میں بکھرتے چلے گئے۔ بم انتہائی طاقت ور تھا۔ کہ اس نے لنکن جیسی مضبوط کار کے پرخچے اڑا دیئے تھے اور پہلے دھماکے کے چند سیکنڈ بعد دوسرا ہولناک دھماکہ ہوا۔ یہ کار کی پیٹرول ٹنکی پھٹنے کا تھا۔ کرنل فریدی ابھی کوٹھی کے مین گیٹ تک پہنچا بھی نہ تھا۔ کہ پہلے دھماکے پر اچھل کر مڑا اور پھر لنکن کے پرزوں کو ہوا میں اڑتے دیکھ کر ٹھٹک رہ گیا۔ چند لمحوں بعد پیٹرول ٹنکی پھٹنے کا زوردار دھماکہ ہوا اور کار میں شعلے بھڑک اٹھے۔

کرنل فریدی بے تحاشہ کار کی طرف بھاگا۔ ایک تو اسے کیپٹن حمید کا خیال تھا دوسرا اسے علم تھا۔ کہ کار کی پچھلی نشست کے نیچے خاصہ اسلحہ بھی موجود ہے جس میں ہینڈ بموں کا بھی خاصہ ذخیرہ تھا۔ لیکن ابھی وہ چند قدم ہی بڑھا تھا۔ کہ فضا پے در پے دھماکوں سے گونج اٹھی کار میں سے شعلے یوں بلند ہوئے جیسے آتش فشاں پہاڑ پھٹ پڑا ہو۔ دھماکوں سے زمین لرزنے لگی اور کرنل فریدی تیزی سے وہیں زمین پر لیٹ گیا کیونکہ کار کے پرزے ہوا میں کافی دور دور تک گر رہے تھے۔

بلیو مون میں موجود لوگ۔ ان دھماکوں کی وجہ سے ہال سے باہر نکل آئے اور پھر چاروں طرف ایک عجیب افراتفری سی پھیل گئی۔ پارکنگ سٹینڈ میں موجود دوسری کاریں بھی اب آگ پکڑ چکی تھیں۔

ایک عجیب قیامت کا عالم بپا ہو گیا تھا۔

پھر چند ہی لمحوں بعد فائر بریگیڈ کا سائرن سنائی دیا اور کرنل فریدی نے اطمینان کا سانس

... میں سے ہی کسی نے فون کر دیا تھا۔

... بریگیڈ کے گیٹ میں داخل ہوتے ہی فریدی اپنی جگہ سے اٹھا اور پھر آہستہ آہستہ ... طرف بڑھنے لگا۔ اور پھر اسے کیپٹن حمید بھی نظر آ گیا جو اسے دیکھ کر ہاتھ ہلا رہا تھا ... فریدی سوچ رہا تھا۔ کہ مقابلے کا آغاز ہی بڑا سخت ہوا ہے مجرم بے حد دلیر واقع ہوئے ... ذہن میں تمام پچوئیشن گھوم گئی - مجرموں نے ان کی کار میں بم رکھنے کیلئے فائرنگ ... وہ اپنے منصوبہ میں سو فیصد کامیاب ہو جاتے اگر اسے اچانک بلیو مون جانے کا ... جس آدمی کی جھلک اسنے کوٹھی کی بالکونی میں دیکھی تھی۔ اس کا تعلق بلیو مون ... تھا۔ اور کرنل فریدی اکیلے بلیو مون چلا آیا تھا۔

... بریگیڈ اب آگ پر قابو پا چکا تھا۔

... صاحب لنکن وفات پا گئی ——— اس کے قریب پہنچتے ہی کیپٹن حمید نے ... لہجے میں کہا۔

... تعزیت کر رہا تھا۔

... چارہ لنکن کب سے دوست بن گیا اور یہ پھر یہ کوئی نئی چیز نہیں ابراہیم لنکن کو ... پانچ پانچ صدیاں گزر چکی ہیں آپ اب مجھے اطلاع دے رہے ہیں ——— ... منہ بناتے ہوئے کہا۔

... قیمتی اور پیاری کار یوں تباہ ہو گئی اور آپ کو مذاق سوجھ رہا ہے۔ کیپٹن حمید ... فریدی کے اس بے موقع مذاق پر غصہ آ گیا۔ دراصل وہ واقعی افسردہ تھا۔ کیونکہ لنکن اسے ... پسند تھی۔ دوسرے نہ کیپٹن حمید کے پیچھے شاہی افسردگی، پاکر کرنل فریدی نے مذاق ... دیا تھا۔

"اچھا اب کار والے بھی پیدا ہونے لگ گیا کل کو تم کہو گے احرام مصر سے عشق ہو
ہے پرسوں ایفل ٹاور پر عاشق ہونے کھڑے ہوگے" کرنل فریدی نے اس کا بازو پکڑ کر
ہوٹل کے مین گیٹ کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

"آپکے دماغ پر تو خاصہ اثر ہوا ہے ——" کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے فقرے پر
مشانے کے لئے کہا۔

"چلو آؤ فرزند تم بچ گئے یہ اچھا ہوا کہ یہیں تو اور کئی آجائیں گی فی الحال مجھے بلیو سٹار
مالک مسٹر عاکل سے ملنا ہے۔" کرنل فریدی نے گیٹ کھول کر اندر ہال میں قدم بڑھاتے ہوئے
اور کیپٹن حمید خاموش ہو گیا۔ کیونکہ کرنل فریدی کے لہجے سے ہی وہ سمجھ گیا تھا کہ
کی آج خیریت نہیں ہے۔

عمران جیسے ہی دروازہ کھول کر اندر آیا۔ ہال میں موجود تمام افراد چونک کر اسے دیکھنے
، عمران نے خطرناک غنڈوں والا میک اپ کیا ہوا تھا۔ اور اس وقت وہ اسی روپ میں
ڈا کے مشہور جوئے خانے میں داخل ہوا تھا سینڈرا ہوٹل کا جوا خانہ پورے دارالحکومت
ت ہور تھا۔ وہ زیر زمین مجرموں کا گڑھ تھا۔

ہوٹل کا مالک سینڈرا خاصے اثر و رسوخ کا مالک تھا اسی لئے پولیس آج تک اس
نہ بگاڑ سکی تھی۔ اور عمران کو ان جوئے خانوں سے نپٹنے کی کبھی فرصت ہی نہیں ملی تھی
، خاص طور پر یہاں آیا تھا۔ اس نے چست پتلون اور کتھئی رنگ کی جیکٹ پہنی ہوئی تھی
سرخ رومال پڑا ہوا تھا چہرے پر زخموں کے بیشمار نشانات تھے اس کا چہرہ دیکھ کر
محسوس ہوتا تھا۔ جیسے اس کی تمام عمر لڑائی جھگڑے میں ہی گزری ہو۔ ان زخموں کی وجہ

سے اس کا چہرہ حد درجہ بھیانک ہو گیا تھا۔ اور یہ شاید اس کے چہرے سے برسنے والی وحشت ہی تھی جس نے ہال میں موجود تمام افراد کو چونکنے پر مجبور کر دیا تھا۔

جیسے کاؤنٹروں پر بیٹھے ہوئے افراد اس پر ایک نظر ڈال کر دوبارہ اپنے کھیل میں غرق ہو گئے۔ کیونکہ انہیں سینڈرا اور اس کے ساتھیوں پر مکمل اعتماد تھا۔ کہ وہ بخوبی اسے انہیں بچالیں گے۔ اور پھر آج تک اس جوئے خانے میں کسی نے اونچی آواز میں بات کرنے کی بھی جرأت نہیں کی تھی۔ کیونکہ بڑے سے بڑا بدمعاش بھی سینڈرا کے نام سے کانپتا تھا۔ سینڈرا تھا ہی گینڈا ——— اس کا لمبا قد ——— گینڈے جیسا مضبوط گٹھا ہوا جسم اور چہرے پر لعنت و وحشت آنکھوں میں سانپ کی سی چمک اور زبان چلانے سے پہلے ہاتھ چلانے کا عادی۔ چنانچہ بڑے سے بڑا غنڈہ بھی اس سے کنی کتراتا تھا۔ سینڈرا اس وقت کاؤنٹر پر بذات خود موجود تھا۔ عمران جیسے ہی اندر داخل ہوا اس نے چونک کر اسے دیکھا اور پھر اس کی تیز نظریں عمران پر گڑ سی گئیں ——— عمران اس کے لئے نووارد تھا۔ سینڈرا پورے ملک کے ہر ٹائپ کے بدمعاشوں کو اچھی طرح جانتا تھا۔ عمران شکل و صورت سے خطرناک بدمعاش معلوم ہو رہا تھا۔ مگر سینڈرا کے لئے نووارد تھا اسی بات پر سینڈرا کو حیرت ہو رہی تھی۔

عمران دروازے میں دونوں ٹانگیں پھیلائے کولہوں پر ہاتھ رکھے بڑی تیز نظروں سے ہال میں بیٹھے ہوئے افراد کو دیکھ رہا تھا۔ پھر ہال میں گھومتی ہوئی اس کی نظریں سینڈرا پر پڑیں جو بڑی کینہ توز نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔ عمران کی نظریں جیسے ہی اس سے ملیں سینڈرا کو یوں محسوس ہوا جیسے اسے بجلی کا شاک لگا ہو اور نہ چاہتے ہوئے بھی اسے اپنی نظریں جھکانی پڑیں۔ اور یہ سینڈرا کی عمران کے ہاتھوں اولین شکست تھی

سینڈرا کو اپنی اس شکست پر ملال سا آگیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا پیگ بڑی سختی سے کاؤنٹر پر رکھا۔ اور پھر کاؤنٹر سے باہر نکل کر عمران کی طرف بڑھنے لگا۔

ہال میں موجود سب افراد کی نظریں عمران پر گڑ گئیں ان کی نظروں سے ایسا محسوس ہوتا تھا۔ جیسے انہیں عمران کی مظلومیت پر رحم آ رہا ہو ان کے خیال کے مطابق سینڈرا ایسے آگے بڑھ رہا تھا جیسے قصائی کسی ذبح ہونے والی بکری کی طرف بڑھتا ہے۔

سینڈرا کا اس طرح کاؤنٹر سے نکل کر کسی کی طرف جاتا تھا اور اس کا ایسا رویہ ہی سب پر یہ ظاہر کر دیتا تھا کہ وہ غصے میں ہے۔ اور سینڈرا کے غصے سے تو موت بھی بھاگتی تھی۔

عمران خارش کا مارا بڑی دلچسپ نظروں سے سینڈرا کو اپنی طرف بڑھتے دیکھ رہا تھا۔ اور اس کے انداز میں لاپرواہی تھی۔ اور اس کے اطمینان سے صاف ظاہر ہو رہا تھا کہ وہ سینڈرا کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہیں دے رہا تھا۔ اور سینڈرا جوں جوں آگے بڑھ رہا تھا۔ اس کا پارہ کئی ڈگریاں اوپر چڑھتا چلا جا رہا تھا۔ عمران کی بےخوفی اس کے لئے چیلنج تھی۔ اور اپنے ساتھیوں کے سامنے وہ اس چیلنج سے کیسے ہاتھ اٹھا لیتا۔

عمران سے کوئی دو فٹ دور آ کر وہ رک گیا۔

"کون ہو تم ———" سینڈرا نے پھنکارتے ہوئے لہجے میں کہا جیسے چابک مار دیا ہو

"تم پوچھنے والے کون ہو ———" عمران کا لہجہ مقابلے میں زہر مارنے والا تھا۔

"تم مجھے نووارد معلوم ہوتے ہو کیا تم نے سینڈرا کا کبھی نام سنا ہے۔" سینڈرا

نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"سینڈرا۔ تم سینڈرا ہو ـــــ تیسرے درجے کے بدمعاش ـــــ" عمران نے یوں کہا جیسے سینڈرا کوئی معمولی چور اچکا ہو۔

اور سینڈرا کا دماغ گھوم گیا ـــــ وہ اچانک برق کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور اس نے عمران کی ناک پر بڑی بھرپور ٹکر مارنی چاہی۔ سینڈرا اتنا ضخیم ہونے کے باوجود خاصا پھرتیلا تھا۔ مگر پھرتی میں وہ عمران کا مقابلہ بھلا کہاں کر سکتا تھا۔ چنانچہ عمران بھی برق کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹ گیا۔ اور سینڈرا ناک کی سیدھ میں آگے دوڑتا چلا گیا۔ اور پھر اس نے اپنے دونوں ہاتھ آگے بڑھا کر اپنے آپ کو دروازے سے ٹکرانے سے بچا لیا۔ مگر ابھی مڑا نہیں تھا۔ کہ عمران کی زوردار لات اس کے کولہے پر پڑی اور وہ دھڑام سے دروازے سے ٹکرا گیا۔

ہال میں موجود تمام افراد اچانک اپنی میزوں سے اٹھ کھڑے ہوئے سینڈرا کے ساتھیوں نے جیبوں سے لمبے لمبے چاقو نکال لئے سینڈرا ـــ وات کا کر دروازے سے ٹکرایا ضرور مگر پھر اس تیزی سے مڑا کہ عمران بھی اس کی پھرتی پر عش عش کر اٹھا اس کی آنکھوں میں اپنی اس بے عزتی پر خون اتر آیا تھا اس نے ہاتھ اٹھا کر عمران کی طرف بڑھنے والے ساتھیوں کو روک دیا اب تمام لوگ گھیرا بنا کر عمران اور سینڈرا کے گرد کھڑے تھے۔

ویسے پہلے ہی حملہ کے بعد عمران کے متعلق لوگوں کی رائے بدل گئی تھی۔ اور بیشتر افراد کی آنکھوں میں اس کے لئے تحسین کے آثار نمایاں ہو گئے تھے۔

"اب بھی میرے قدموں میں گر کے معافی مانگ لے نوجوان مجھے تمہاری جوانی پر رحم

تا ہے ـــ"

سینڈرا نے اپنی طرف سے انتہائی محبت کرتے ہوئے کہا۔

"تو بہت بڑے ڈراموں میں مسخرے کا کردار ادا کرتا رہا ہے سینڈرا ـ تمہیں میری جوانی پر ترس آ رہا ہے۔ مگر مجھے تمہارے اس حرام گوشت پر قطعی ترس نہیں آ رہا۔" عمران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

اور پھر کمرے میں جیسے برق سی کوند گئی۔ سینڈرا نے بڑی پھرتی سے عمران کے سینے پر فلائنگ کک ماری تھی۔ لوگوں نے خوف سے آنکھیں بند کر لیں کیونکہ انہیں عمران کی درد و کرب سے پُر چیخ کا یقین تھا۔ مگر جب ایک لمحے تک کوئی چیخ سنائی نہ دی۔ تو انہوں نے آنکھیں کھول دیں اور پھر ان کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں۔

عمران نے بڑی پھرتی سے اپنا پہلو بچا کر سینڈرا کی دونوں ٹانگیں پکڑ لی تھیں اور اب وہ گینڈا عمران کے ہاتھوں پنکھے کی طرح گردش کر رہا تھا۔ اس کے منہ سے مغلظات کا طوفان ابل رہا تھا۔ اور جب عمران نے گردش تیز کر دی اتنی تیز کہ اتنا بھاری بھرکم سینڈرا کا جسم بھی ایک لکیر سی نظر آنے لگا۔ اور دوسرے لمحے سینڈرا کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنی شروع ہو گئیں۔ عمران نے رفتار آہستہ کر کے اچانک اسے ایک طرف پڑے ہوئے صوفوں پر اچھال دیا۔ اور پھر ایک دھماکے سے صوفہ ٹوٹتا چلا گیا۔ سینڈرا اس میں دھنستا گیا۔

عمران نے یوں اطمینان سے ہاتھ جھاڑے جیسے اتنا بڑا معرکہ سرانجام نہ دیا ہو بلکہ کان پر سے مکھی کو اڑا دیا ہو۔ سینڈرا کا یہ حشر دیکھ کر پورے ہال پر موت کی سی

خاموشی سی چھا گئی۔

سینڈرا کے ساتھی بھی عمران سے مرعوب ہو گئے چنانچہ وہ بھی گم سم اپنی جگہ کھڑے اس عجیب و غریب نوجوان کو دیکھ رہے تھے۔ جس نے سینڈرا جیسے بدمعاش کو کھلونے کی طرح اٹھا کر پھینک دیا تھا۔ اور اس کے ماتھے پر شکن تک نہیں آئی تھی۔

اچانک سینڈرا کے ایک ساتھی کا خون جوش میں آیا۔ وہ سینڈرا کے بعد سب سے مشہور لڑاکا تھا۔ اس وقت اس کے ہاتھ میں خنجر نما چاقو تھا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے عمران کی طرف لپکا اس کا خنجر والا ہاتھ اٹھا پھر جیسے بجلی کوندتی ہے۔ اس طرح خنجر عمران کی طرف لپکتا چلا گیا۔

عمران جو بڑے اطمینان سے کھڑا یہ دیکھ رہا تھا اچانک حرکت میں آیا اس نے بڑی پھرتی سے ایک ہاتھ سے اس کی وہ کلائی پکڑی جس میں خنجر دبا ہوا تھا اور پھر بڑی تیزی سے گھوم گیا دوسرے لمحے ہال میں ایک کربناک چیخ گونج اٹھی۔ سینڈرا کا ساتھی فرش پر پڑا تڑپ رہا تھا۔ خنجر تو پہلے ہی اس کے ہاتھ سے چھوٹ چکا تھا۔ اور اب اس کا بازو اپنی جگہ چھوڑ چکا تھا۔ اور عمران اسے بڑی تحقیر آمیز نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

اسی لمحے سینڈرا جس کے حواس اب بحال ہو گئے تھے ٹوٹے ہوئے صوفہ میں سے نکلا اس کی ناک سے خون بہہ رہا تھا۔ نچلا ہونٹ بھی پھٹ چکا تھا ـــــ وہ دھیرے دھیرے قدم اٹھاتا ہوا عمران کی طرف بڑھا

عمران بڑی بے خوفی سے اسے دیکھ رہا تھا وہ سینڈرا کی آنکھوں سے جان

گیا تھا کہ سینڈرا اپنی شکست تسلیم کر چکا ہے۔ اس لئے عمران کے ہونٹوں پر بڑی نرم مسکراہٹ رینگ رہی تھی۔

"میں تمہاری طرف دوستی کا ہاتھ بڑھاتا ہوں نوجوان ـــــ تم واقعی انتہائی بہادر لڑاکا ہو ـــــ"

سینڈرا نے اس کے قریب پہنچ کر نرم لہجے میں کہا ساتھ ہی اس نے مصافحے کے لئے ہاتھ بڑھا دیا تھا۔

"مجھے تمہاری دوستی قبول ہے سینڈرا ـــــ" عمران نے بھی اس کا ہاتھ تھامتے ہوئے بڑے دلفریب لہجے میں جواب دیا۔

"باس اس نے ٹونی کا بازو توڑ دیا ہے اس لئے ـــــ" سینڈرا کے ایک ساتھی نے آگے بڑھ کر احتجاجی لہجے میں کچھ کہنا چاہا۔

شاید وہ عمران اور سینڈرا کی دوستی پر احتجاج کرنا چاہتا تھا۔ مگر ابھی اس نے اپنا فقرہ مکمل بھی نہیں کیا تھا کہ ہال ایک زور دار طمانچے کی آواز سے گونج اٹھا۔ سینڈرا نے مڑ کر پوری قوت سے اپنے ساتھی کے گال پر طمانچہ مارا تھا ضرب اتنی زوردار تھی کہ وہ آدمی باوجود خاصہ لحیم شحیم ہونے کے اچھل کر دور جا گرا تھا۔ اس کے گال پر سینڈرا کی انگلیوں کے نشانات ثبت ہو کر رہ گئے تھے سینڈرا کا چہرہ غصے اور جلال سے سیاہ پڑ گیا تھا۔

"تمہیں یہ جرأت کیسے ہوئی کہ تم میرے کام میں دخل دو ـــــ" سینڈرا نے انتہائی غضب ناک لہجے میں کہا۔

پورے ہال پر موت کی سی خاموشی طاری ہو گئی۔

"آؤ دوست" سینڈرا نے عمران کا بازو پکڑ کر اسے ایک کونے کی طرف کھینچتے ہوئے کہا۔

عمران نے بڑی نرمی سے اپنا بازو اس کی گرفت سے آزاد کرایا۔ اور پھر وہ اس کے ساتھ چلتا ہوا ہال کے کونے کی طرف بڑھتا گیا۔ کونے میں ایک چھوٹا سا دروازہ تھا۔ سینڈرا نے ہینڈل گھما کر دروازہ کھولا اور پھر عمران کو اندر آنے کا اشارہ کرتا ہوا اندر داخل ہو گیا ——

عمران بھی اس کے پیچھے آ گیا۔ یہ ایک خاصہ بڑا کمرہ تھا جس کے فرنیچر سے ظاہر ہوتا تھا کہ اسے بطور آفس استعمال کیا جاتا ہے۔

سینڈرا اندر آنے کے بعد گھوم کر میز کے پیچھے پڑی ہوئی ریوالونگ کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس نے عمران کو بھی میز کی دوسری طرف پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا۔

"کیا پیئو گے ——"

اس نے بڑے دوستانہ لہجے میں پوچھا

"خونِ جگر ——"

عمران نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ شاید اس کی فطرت جاگ اٹھی تھی۔

"کیا مطلب ——" سینڈرا نمایاں طور پر چونکتے ہوئے بولا

"اچھا چھوڑو —— میں نے سوچا دوستی کی ہے تو شاید خون جگر پلانے سے بھی احتراز نہیں کرو گے مگر ......"

عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"خان ہے تمہاری شکل اور تمہارے کارنامے دیکھ کر یہ یقین ہی نہیں آتا کہ تم ایسی بات بھی کر سکتے ہو ——" سینڈرا نے جھینپ مٹاتے ہوئے کہا وہ شاید عمران کا مطلب سمجھ گیا تھا۔

"میں ہر کام کر لیتا ہوں مسٹر سینڈرا سوائے خوشامد اور غلامی کے ——" عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

سینڈرا سر ہلاتے ہوئے اٹھا اور پھر اس نے الماری میں سے وہسکی کی بوتل اور دو گلاس نکال کر میز پر رکھ دیئے۔

"دوسرے گلاس میں مت ڈالنا۔ میں صرف دو چیزیں پیتا ہوں سادہ پانی یا خون جگر —— خون جگر تم پلا نہیں سکتے اور سادہ پانی میں ابھی پینا نہیں چاہتا۔" عمران نے کہا۔

سینڈرا چند لمحے حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا جیسے عمران کی بات اس کی سمجھ میں نہ آ رہی ہو۔ اس کے شاید وہم و گمان میں بھی نہ ہو گا کہ کوئی شخص یا غنڈہ بغیر شراب کے بھی زندہ رہ سکتا ہے۔

پھر اس نے کندھے جھٹکے اور بوتل سے شراب گلاس میں ڈالنے لگا۔ گلاس بھر کر اس نے ایک ہی سانس میں حلق کے اندر انڈیل لیا اور پھر دوبارہ بھر کر اسے سامنے رکھ لیا۔

"تمہارا نام کیا ہے دوست ——" سینڈرا نے گلاس سے چسکی لیتے ہوئے پوچھا۔

"بلیک ایگل ——" عمران نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔

"یعنی کالا عقاب واقعی تم اسم بامسمیٰ ہو ــــ مگر تم اس ملک کے رہنے والے تو نہیں ہو۔"

سینڈرا نے جواب دیا۔

"نہیں ــــ رہنے والا تو میں اسی ملک کا ہوں مگر میں طویل عرصہ سے ہانگ کانگ میں تھا ــــ وطن کی محبت نے کھینچا تو یہاں چلا آیا ــــ" عمران نے جواب دیا۔

"ہانگ کانگ ــــ" سینڈرا نے دہراتے ہوئے کہا۔ ہانگ کانگ کا نام سنتے ہی اسے محسوس ہوا۔ سمگلروں بدمعاشوں اور شورہ پشتوں کا شہر یاد آ گیا ہانگ کانگ جہاں طاقت کا سکہ چلتا تھا۔ بڑے بڑے بدمعاش ہانگ کانگ پہنچ کر بھیڑ ہو جایا کرتے تھے۔ کیونکہ وہاں ان سے بھی دس گنا بڑے بدمعاش گلی کوچوں میں عام ملتے تھے۔ اور یہ نوجوان ہانگ کانگ میں رہتا تھا۔

"کیا وہاں کسی گروہ میں شامل تھے یا آزادانہ ہاتھ مارتے تھے" سینڈرا باقاعدہ انٹرویو لینے پر تل گیا۔

"مجھے کسی گروہ میں شامل ہونے کی کیا ضرورت تھی میں نے تمہیں پہلے بتلایا ہے۔ کہ ناکامی کا لفظ میری لغت میں شامل نہیں ہے۔ ہانگ کانگ میں بلیک اینگل کا نام لوگوں کے ورد زبان رہتا ہے۔ "بلیک اینگل" پورے ہانگ کانگ کے لئے دہشت کا نشان ہے۔" عمران نے تلخ لہجے میں جواب دیا۔

"بہرحال مجھے تمہیں دوست بنا کر خوشی ہوئی ہے۔ اب دارالحکومت میں رہتے ہوئے تمہارا آئندہ پروگرام کیا ہے۔" سینڈرا نے سوال کیا۔

"وہی جو بلیک اینگل کا ہوتا ہے۔ شکار کھیلنا چھوٹے موٹے پرندے نہیں بلکہ بڑے شکار"۔

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"ایک بات کہوں اگر برا نہ مانو تو"۔

سینڈرا کچھ کہنے سے پہلے جھجک سا گیا۔

"کہو میں تمہیں دوست کہہ چکا ہوں اور اب تم سب کچھ کہہ سکتے ہو"

عمران نے نرم لہجے میں کہا۔

"کیا تم میرے کہنے پر ایک آدمی کو قتل کر سکتے ہو"۔

سینڈرا نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"ایک آدمی سے کیا ہوگا۔ پورا مجمع قتل کراؤ۔ پورا شہر تباہ کراؤ۔ ایک آدمی کو قتل کرنا تو یوں ہے جیسے کرکٹ کا مشہور ترین کھلاڑی گلی ڈنڈا کھیلنے لگ جائے۔ معاف کرنا ایک آدمی کو قتل کرنا میں اپنی توہین سمجھتا ہوں۔ ہاں ایسا ہو سکتا ہے وہ آدمی اگر کسی بڑے ہوٹل میں بیٹھتا ہے تو میں وہ ہوٹل اڑا دوں گا۔ تمہارا کام بھی ہو جائے گا۔ اور مجھے بھی کام کرتے ہوئے مسرت ہوگی"

عمران نے بڑے سفاک لہجے میں جواب دیا۔

"تم نہیں سمجھتے بلیک اینگل کہ میں تمہیں جس آدمی کو قتل کرنے کے لئے کہہ رہا ہوں وہ آنا خطرناک چالاک اور عیار ہے کہ اس کو قتل کرنا پورے ملک کو قتل کرنے کے مترادف ہے۔"

سینڈرا نے جواب دیا۔

"اچھا اب دارالحکومت میں ایسے لوگ بھی پیدا ہونے لگے ہیں جو اپنی اتنی اہمیت بنا لیتے ہیں۔"

عمران نے تعجب آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاں بلیک ایگل وہ انتہائی خطرناک شخص ہے۔"

سینڈرا نے قدرے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ کیونکہ بلیک ایگل پر اس بات کا کچھ اثر ہوتا جا رہا تھا۔

"کون ہے وہ ذاتِ شریف جس کی تعریفیں کر کے تم نے میرا اشتیاق بڑھا دیا ہے۔"

عمران نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا

"انٹیلیجنس کے ڈائریکٹر جنرل سر رحمان کا اکلوتا لڑکا علی عمران"

سینڈرا نے باقاعدہ شجرہ نسب بتاتے ہوئے کہا۔

اور عمران حیرت سے اچھل پڑا۔ کیونکہ اس کے ذہن کے بعید ترین گوشے میں بھی یہ تصور نہیں تھا کہ سینڈرا چھوٹتے ہی اس کا اپنا نام لے دے گا۔

"کیا تم اسے جانتے ہو۔"

سینڈرا نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"نہیں بلکہ میں تو اس بات پر حیران ہو رہا تھا کہ تم لوگوں کو اگر خطرہ ہو سکتا ہے تو ڈائریکٹر جنرل انٹیلی جنس سر رحمان سے ہو سکتا ہے۔ اس کے لڑکے سے تمہیں کیا خطرہ ہے۔"

عمران نے استعجابیہ لہجے میں سوال کیا۔

دراصل بات یہ ہے کہ ہمیں ذاتی طور پر عمران سے کبھی شکایت نہیں رہی صرف باہر سے آنے والے غیر ملکی جاسوسوں یا دہشت پسند تنظیموں سے نپٹنا ہے اور اس لحاظ سے وہ اتنا خطرناک آدمی ہے کہ پوری دنیا میں اس کے نام کے چرچے ہیں۔ بڑے بڑے نامی گرامی جاسوس اور اس کے ہاتھوں اپنی گردنیں کٹوا بیٹھے ہیں۔ اس کی نظروں میں ہماری کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اس لئے وہ ہماری طرف توجہ نہیں دیتا۔ مگر یہ سلور گرل کا حکم ہے اور تم جانتے ہو گے کہ سلور گرل کا حکم کیسے ٹالا جا سکتا ہے۔"

سینڈرا نے تفصیل بتلاتے ہوئے کہا۔

"ہماری سلور گرل جس نے ایک مرتبہ میری خدمات حاصل کی تھیں۔"

عمران نے سادگی سے جواب دیا۔

"ارے ہاں مجھے یاد آیا کیا تم بھی سلور گرل کے ممبر ہو۔"

سینڈرا نے پوچھ لیا۔

"ممبر ۔ ؟"

عمران نے لفظ ممبر پر زور دیتے ہوئے کہا۔ "ارے میں ہانگ کانگ کا سی۔ ایس۔ ایچ ممبر ہوں۔ مگر اب وطن واپس آتے ہوئے میں نے یہ عہدہ اپنے ایک ماتحت کو دلا دیا کیونکہ میرا واپس جانے کا ارادہ نہیں تھا۔"

عمران نے بڑی بے نیازی سے کہا۔ جیسے کسی سب ہیڈکوارٹر کا چیف ہونا اس کی نظروں میں کوئی اہمیت ہی نہ رکھتا ہو۔

"کمال ہے عجیب فطرت کے مالک ہو۔ لوگ یہاں پر ایک چیف ہونا فخر سمجھ رہے ہیں

اور تم سب ہیڈ کوارٹر کے چیف کا عہدہ چھوڑ کر چلے آئے"۔

سینڈرا کے لہجے میں شدید تعجب نمایاں تھا۔

"ارے تو کیا ہوا اگر میں نے دارالحکومت میں مستقل رہائش کا فیصلہ کیا تو یہاں
چیف بن جاؤں گا"

عمران نے براہ راست سینڈرا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

"مگر یہاں تو پہلے سے ہی پرنس ظفر بحیثیت چیف کے موجود ہے۔"

سینڈرا نے آخر وہ بات کہہ ہی ڈالی جس کے لئے عمران نے اتنا کھڑاگ
تھا۔ اور جس کے متعلق وہ سینڈرا سے براہ راست سوال نہیں کرنا چاہتا تھا کہ
سینڈرا مشکوک نہ ہو جائے۔

"ارے تو کیا ہوا تم تو چیف نہیں ہو۔ اگر تم چیف ہوتے تو مجھے سوچنا پڑتا
تمہیں میں دوست کہہ بیٹھا ہوں۔ مگر پرنس ظفر تو میرا دوست نہیں۔ پرنس ظفر کو میا
سے ہٹاتے ہوئے مجھے قطعی تکلیف نہ ہوگی"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ارے ایسی بات سوچنا بھی نہیں۔ پرنس ظفر انتہائی خطرناک شخصیت ہے
اگر اس کے کانوں میں تمہاری اس بات کی بھنک بھی پڑ گئی تو تمہارے ساتھ
میری بھی خیریت پوچھنے والا کوئی نہیں ہوگا"

سینڈرا پرنس ظفر سے بے حد مرعوب تھا۔

"سینڈرا میں نے تمہیں دوست ضرور کہا ہے مگر اس بات کی اجازت نہیں
کہ تم بلیک اینگل کو بزدلی کا سبق پڑھانا شروع کر دو۔ تم مجھے اچھی طرح نہیں جانتے۔ ا

لئے ایسی بات کر گزرے ہو۔ اگر تمہاری رہائش ہانگ کانگ میں ہوتی تو تم بلیک اینگل
کے متعلق اتنی بات کرنے کا تصور بھی ذہن میں نہ لاتے اور اب میں تمہیں یہ بتلا
دوں کہ جلد ہی تم یہ بات بھی سن لوگے کہ بلیک اینگل یہاں کا چیف مقرر ہو گیا ہے
اور پھر تم میری دوستی پہ فخر کروگے"

عمران نے فیصلے کن لہجے میں کہا۔

"بہر حال میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ پرنس ظفر کے متعلق میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔
اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔ میں نے دوستی کا فرض ادا کر دیا ہے" سینڈرا
نے مبہم سے لہجے میں کہا۔

"کیا عمران کے قتل کا حکم تمہیں پرنس ظفر نے دیا ہے"

عمران نے پوچھا

"ہاں میں برانچ مینجر ہوں اور یہ ڈیوٹی برانچ مینجر کے ذمے لگائی گئی ہے" سینڈرا
نے جواب دیا۔

"تو پھر تم نے اب تک کیا کارروائی کی ہے۔

عمران نے سوال کیا۔

"ابھی آج ہی تو احکامات ملے ہیں اور ابھی میں سوچ رہا تھا کہ اس کے لئے کیا
لائحہ عمل اختیار کروں کہ تم ٹکرا گئے۔ اور میں نے معاف کرنا اپنا بوجھ تم پہ ڈالنے کی
کوشش شروع کر دی"

سینڈرا نے ندامت آمیز لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں میں نے تمہیں دوست کہا ہے۔ پہلے تم اپنی سی کوشش کر لو اگر تم

کامیاب نہ ہوئے تو پھر مجھے بتلا دینا۔ گو ایک آدھ آدمی کو قتل کرنا میری لائن سے ہٹ کر ہے مگر دوستی کی خاطر اور تمہیں شرمندگی سے بچانے کے لئے یہ بھی کر دوں گا۔"

عمران نے بڑی فراخدلانہ پیشکش کی۔

"ٹھیک ہے اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میں اس اہم کام میں ضرور کامیاب ہو جاؤں گا"

سینڈرا نے پرمسرت لہجے میں جواب دیا۔ وہ واقعی عمران سے بے حد متاثر ہو چکا تھا۔

"ویسے آج کل پرنس ظفر نے ہیڈ کوارٹر کہاں بنا رکھا ہے؟"

عمران نے براہ راست سوال کیا۔

"ہیڈ کوارٹر کا تو مجھے علم نہیں۔ ویسے اس کی رہائش بندرگاہ کے قریب ایک بار "ایڈورڈ" کے اوپر والے کمروں میں ہے۔"

سینڈرا نے جواب دیا۔

"او کے۔ اب میں چلتا ہوں۔ کافی دیر ہو گئی ہے۔ میں نے ایک ضروری کام جانا ہے"

عمران اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔

"تمہاری رہائش کہاں ہے۔"

سینڈرا نے بھی اٹھتے ہوئے پوچھا

"فی الحال تو ہوٹل کنگ سرکل میں ہوں۔ مگر کسی کوٹھی میں شفٹ ہونے کے

صرف سوچ رہا ہوں"

عمران نے اس سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔

اور پھر وہ آفس سے باہر نکلتا چلا گیا۔

اس کے باہر جانے کے بعد چند لمحوں تک سینڈرا بیٹھا کچھ سوچتا رہا۔ پھر اس نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ چند لمحوں بعد ایک نوجوان دروازہ کھول کر اندر داخل ہوا۔

"اس نوجوان کو تم نے دیکھا تھا جو ابھی میرے کمرے سے گیا ہے۔"

سینڈرا نے اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

"جی ہاں باس"

وارد نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اس کا نام بلیک ایگل ہے اور یہ کنگ سرکل ہوٹل میں رہائش پذیر ہے۔ اس کی نقل و حرکت اور دلچسپیوں کی مجھے پوری رپورٹ چاہیئے اور سنو یہ کام انتہائی ہوشیاری سے ہونا چاہیئے۔ انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ اگر اسے ہلکا سا بھی شبہ ہو گیا تو تمہیں موت سے کوئی نہیں بچا سکے گا۔"

سینڈرا نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"آپ بے فکر رہیں باس ہم انتہائی احتیاط سے کام لیں گے۔"

نوجوان نے پر اعتماد لہجے میں کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ۔"

سینڈرا نے اسے ہاتھ سے اشارہ کرتے ہوئے کہا اور وہ خاموشی سے واپس

مر گیا۔

اس کے جانے کے بعد سینڈرا نے میز کی دراز کھولی اور پھر اس میں سے ایک سگریٹ کیس نکال لیا جس پر ایک نیم عریاں عورت کا نقش ابھرا ہوا تھا اور اس نے پن کشن سے ایک پن نکالی اور پھر اس کی نوک لڑکی کی گردن پر ایک مخصوص جگہ پر چبھو دی۔ فوراً ہی ایک پتلی سی راڈ سگریٹ کیس سے باہر نکل آئی۔ اور پھر اس نے پیپر پن کی نوک لڑکی کے سینے پر چبھو دی۔ سگریٹ کیس سے فوراً ہی ہلکی ہلکی سیٹی کی آواز نکلنے لگی، چند لمحوں بعد ایک سخت آواز اس سیٹی پر چھا گئی۔

"یس پرنس ظفر سپیکنگ فرام ہیڈ کوارٹر۔ اوور۔"

"سینڈرا سپیکنگ سر۔ اوور۔"

سینڈرا نے قدرے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"اوہ سینڈرا کیا بات ہے، کوئی خاص بات ہو گئی ہے۔ اوور۔"

پرنس ظفر کے لہجے میں ہلکی سی تشویش تھی۔

"سر آج ایک نوجوان اچانک جوئے خانے میں داخل ہوا۔ اس کا موڈ بے حد جارحانہ تھا۔ میری اس کے ساتھ لڑائی ہوئی اور مجھے شرمندگی ہے باس کہ اس نے مجھے بری طرح شکست دے دی وہ انتہائی دلیر اور طاقتور اور ماہر لڑاکا ہے میں نے مصلحتاً اس سے دوستی کر لی۔ اس نے اپنا نام بلیک ایگل یعنی کالا عقاب بتلایا ہے۔ اور اس کے کہنے کے مطابق وہ زیادہ عرصہ ہانگ کانگ میں رہا ہے اور ابھی چند دن ہوئے وطن واپس آیا ہے۔ اور اب اس کا یہاں مستقل

...کنے کا ارادہ ہے۔ اوور۔"

...نے بڑی تفصیل سے تمام رپورٹ دے دی۔

...یک ایگل .... اس کا حلیہ تفصیل سے بتلاؤ سینڈرا۔ اوور۔"

...ے لہجے میں اس بار نمایاں طور پر اضطراب تھا۔ شاید وہ بلیک ایگل کے کارناموں ...واقف تھا۔

...ور سینڈرا نے عمران کا موجودہ حلیہ انتہائی تفصیل سے بتلا دیا۔

"...وہ کیا اس نے شراب پی تھی۔ اوور۔"

...س ظفر نے اشتیاق آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"نہیں جناب باوجود اصرار کرنے کے اس نے شراب پینے سے انکار کر دیا تھا۔ اوور۔"

...ینڈرا نے جواب دیا۔

"پھر وہ واقعی بلیک ایگل ہو گا اور اس نے یقیناً تمہاری شرمندگی بجا ہے۔ ...ناقابلِ تسخیر تصور کیا جاتا ہے اور انتہائی خطرناک شخص ہے۔ اگر وہ مستقل طور پر یہاں ...ہ ہے تو پھر ہمارے لئے کافی سے زیادہ پریشانیاں کھڑی ہو جائیں گی۔ اوور۔"

...س ظفر کا لہجہ تشویش سے پُر تھا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا باس کہ اسے ہم اپنے گروہ میں شامل کر لیں۔ اس طرح ہمارے ...روپ کی طاقت بڑھ جائے گی۔ اوور۔"

...ینڈرا نے تجویز پیش کی۔

"نہیں وہ کسی گروہ میں شامل نہیں ہو گا۔ یہ اس کی فطرت ہے۔ وہ اپنا علیحدہ ...وہ بنائے گا اور اسی لئے میں پریشان ہوں۔ بہرحال میں سپر گرل بینڈ" سے اس کے

متعلق گفتگو کروں گا۔ اس کے بعد ہی کوئی واضح لائحہ عمل بنایا جا سکے گا۔ اوور"

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

"ہاں میں نے اسے عمران کے قتل کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔ اس لئے کہ اگر وہ کامیاب ہو گیا تو ہمارے لئے بہتری ہوگی اور اگر وہ ناکام ہو گیا تو ظاہر ہے عمران کے ہاتھوں ختم ہو جائے گا۔ میں نے ایک تیر میں دو شکار کرنے کا منصوبہ بنایا تھا اوور"

سینڈرا نے کہا۔

"پھر اس نے کیا جواب دیا۔ اوور"

پرنس ظفر نے اشتیاق آمیز لہجے میں جواب دیا

"اس نے کہا کہ ایک آدمی کو قتل کرنا اس کی توہین ہے۔ وہ صرف بڑے شکار ہے۔ ہاں البتہ اس نے وعدہ کیا ہے کہ اگر ہم لوگ عمران کو قتل کرنے میں ناکام ہوئے تو وہ میری دوستی کی خاطر یہ کام کر دے گا۔ اوور"

سینڈرا نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے اس سے پوری طرح دوستی بڑھائے رکھو۔ مگر اس کی نگرانی کراؤ تاکہ ہمیں اس کی کارروائیوں سے آگاہی ہوتی رہے۔ اوور"

پرنس ظفر نے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"میں نے آدمی اس کی نگرانی کے لئے مقرر کر دیئے ہیں۔ اوور"

سینڈرا نے جواب دیا۔

"ویری گڈ۔ تمہاری یہی ذہانت مجھے پسند ہے۔ اوور"

پرنس ظفر نے مسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"اب عمران کے متعلق کیا حکم ہے۔ اس سے کیسے نپٹا جائے۔ اوور"

سینڈرا نے مزید ہدایات طلب کرتے ہوئے کہا۔

"اس کا پلان تم نے بنانا ہے۔ میں نے اپنے ذمے اس سے بھی مشکل کام لگایا ہے۔ اور وہ ہے ایکسٹو کا قتل۔ اوور"

پرنس ظفر نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مگر ایکسٹو کو تو آج تک کسی نے نہیں دیکھا۔ اسے کیسے قتل کیا جائے گا۔ اوور"

سینڈرا نے تشویش آمیز لہجے میں کہا۔

"میں کوشش کروں گا کہ ایکسٹو منظر عام پر آ جائے۔ میں نے اس کے متعلق ایک مکمل پلان بنا لیا ہے اور میں جلد ہی اس پر عمل شروع کر دوں گا۔ تم اس سے بے فکر رہو۔ تمہیں عمران کو قتل کرنے کا کام سونپا گیا ہے۔ یہ ہر حالت میں ہو جانا چاہئے۔ اوور"

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے۔ میں آج ہی سے کوشش شروع کر دیتا ہوں۔ اوور"

سینڈرا نے جواب دیا۔

"اوور اینڈ آل"

پرنس ظفر نے کہا۔

اور سینڈرا نے ٹیبل پر کی لوک دوبارہ گردن میں جھبوکی۔ اور جب راڈ واپس

سگریٹ کیس میں چلی گئی تو اس نے سگریٹ کیس دراز میں رکھا
اور پھر
میز پر کہنیاں ٹیک کر کسی گہری سوچ میں غرق ہو گیا۔

جیسے ہی فون کی گھنٹی بجی وہ لڑکی چونک کر سیدھی ہو گئی۔ اس نے ایک [illegible] انگڑائی لی اور پھر وہ سامنے لگے ہوئے آئینے میں اپنے پرشباب جسم کو دیکھ کر مسکرا دی چاندی کی طرح چمکتا ہوا سفید رنگ جس میں ہلکی ہلکی سرخی کی جھلک نمایاں تھی سنہری بال خوبصورت نیلی آنکھوں اور تیکھے نقوش کے ساتھ انتہائی پرشباب جسم کی مالک وہ لڑکی ایک فتنہ تھی، قیامت کا مجسم روپ تھی۔ انتہائی حسین ہونے کے ساتھ ساتھ وہ خوفناک ذہین، شاطر، عیار اور حد درجہ ظالم فطرت کی مالک تھی۔ زیر زمین کارروائیوں میں شامل ہوئے اسے تھوڑا ہی عرصہ ہوا تھا، مگر اس نے اس دوران میں اپنی ذہانت اور عیاری سے اس قدر شہرت حاصل کر لی تھی کہ دنیا کے تمام مجرم اس کے نام کا لوہا ماننے لگے تھے اور پھر اس کے شاطرانہ ذہن نے ایک اور عالمگیر پلان بنایا اور یہ تھا مجرموں کی عالمگیر یونین جس کو

نام اس کے اپنے نام "سلورگرل" پر رکھا گیا تھا۔ اور وہ خود اس یونین کی تاحیات صدر گتی تھی۔ اس یونین کی بے حد شہرت ہوئی اور اب تک یورپ اور ایشیا کے تقریباً تمام ملکوں میں اس کی شاخیں باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔ اس کے ذریعے وہ پوری دنیا پر حکومت کرنے کے خواب دیکھ رہی تھی۔ اور اب تک ہونے والے کام کی رفتار سے محسوس ہوتا تھا کہ وہ جلد ہی اپنے خواب کی تعبیر بھی دیکھے گی۔

اس نے بڑی ادا سے رسیور اٹھایا اور صوفے پر کشنز کے سہارے نیم دراز ہو گئی۔

"یس سلورگرل سپیکنگ"

اس کی مترنم آواز گونجی جیسے دور کہیں شہنائی گونج اٹھی ہو۔

"میڈم میں ہیمر شولڈ بول رہا ہوں"

دوسری طرف سے ایک کرخت آواز والے نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"کیا بات ہے ہیمر شولڈ کوئی خاص رپورٹ ہے کیا؟"

لڑکی کے لہجے میں بدستور کھنک تھی۔

"یس میڈم ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ ہماری برانچ نے ایکریمیا کے ایک اور مشہور سیکرٹ ایجنٹ فورکلپ کو ختم کر دیا ہے۔"

ہیمر شولڈ کے لہجے میں ہلکی سی مسرت تھی۔

"گڈ نیوز مسٹر ہیمر۔ مگر کیا بات ہے ہماری ایشیائی برانچ کوئی کارکردگی شو نہیں کر رہی۔ ابھی کرنل فریدی کے خاتمے کی اطلاع ملی ہے اور نہ ہی عمران اور ماکیشو کے متعلق کوئی رپورٹ دی گئی ہے؟"

اس بار سلورگرل کے لہجے میں ہلکی سی تلخی تھی۔

میڈم وہاں ہماری شاخیں ابھی حال ہی میں شروع ہوئی ہیں وہ لوگ کام شروع ... یں۔ یہ تینوں انتہائی خطرناک تصور کیے جاتے ہیں۔ لیکن مجھے امید ہے جلد ہی ... س سلسلے میں بھی کامیابی کی خبر ملے گی۔"

... ہیمر شولڈ نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔ اس کے لہجے سے ایسا محسوس ہو رہا تھا ... یہ وہ خود اس کوتاہی کا ذمہ دار ہو۔

"ٹھیک ہے ہم جلد از جلد اس معاملے میں کامیابی کی خبر سننا چاہتے ہیں اور ... ل سمگلنگ ڈویژن کا کیا حال ہے۔"

... ورگرل کے لہجے میں بدستور سختی عود کر آ رہی تھی۔

"سمگلنگ میں ہم لوگ بے حد کامیاب ہو رہے ہیں۔ اب تمام منڈیاں ہمارے ... رول میں آ گئی ہیں۔ اور ہم جس بھاؤ چاہیں مال بیچ لیں۔ اور جتنا مال چاہیں بیچ ... ۔"

... ہیمر شولڈ نے جواب دیا۔

"گڈ اس کا مطلب ہے جلد ہی وہ وقت آ جائے گا جب پوری دنیا کی معیشت ... ے رحم و کرم پر ہو گی۔ ہم جب چاہیں جس ملک کا بھی چاہیں دیوالیہ نکال دیں۔"

... گرل کا لہجہ سرخوشی سے بھرپور تھا۔ ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ بول نہ رہی ہو ... بلکہ نیچے ٹھیک رہے ہوں۔

"جی ہاں میڈم آپ کا خیال درست ہے۔"

... ہیمر شولڈ نے بھی مسرت سے بھرپور لہجے میں کہا۔

"... یاسی برانچ کو بھی ہدایات کر دو کہ وہ ماسٹر پلان کے مطابق اپنی سرگرمیاں تیز کر دے۔

ہم ہر بڑے ملک میں اپنی مرضی کی حکومتیں چاہتے ہیں۔"
سلور گرل نے کہا۔

" بہتر میڈم میں ابھی انہیں ہدایات جاری کر دوں گا"
ہیمر سٹولڈ نے جواب دیا

" او کے بائی بائی"
سلور گرل نے کہا اور پھر رسیور رکھ دیا۔

رسیور رکھنے کے بعد وہ چند لمحے تک کچھ سوچتی رہی۔ پھر آہستہ سے اٹھ کر کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنی کلائی پر بندھی ہوئی خوبصورت سی گھڑی میں وقت دیکھا اور پھر ڈریسنگ روم میں گھس گئی۔

تقریباً ایک گھنٹے بعد جب وہ باہر نکلی تو اس کا سراپا اور بھی قیامت بن رہا تھا۔ کھلے گلے کا نارنجی رنگ کا سکرٹ اس کے سرخ و سپید جسم پر خوب سج رہا تھا۔ فوق قسم کے میک اپ نے اس کے حسن کو چار چاند لگا دیئے تھے گلے میں کبوتر کے انڈے جتنے بڑے بڑے ہیروں کا ہار پہنا ہوا تھا جن کی چمک پر نظریں نہیں ٹھہر سکتی تھیں۔

اس نے ایک لمحے کے لئے آئینے میں اپنا جائزہ لیا اور پھر مسکراتی ہوئی کمرے سے باہر نکل آئی۔ مختلف گیلریوں اور کمروں سے گزرنے کے بعد وہ پورچ میں آئی وہاں سفید رنگ کی جدید ماڈل کی کار رولس رائس موجود تھی۔ سفید وردی میں ملبوس ڈرائیور نے اسے جھک کر سلام کیا اور پھر دروازہ کھول دیا۔ سلور گرل بڑی ادا سے پچھلی سیٹ پر بیٹھ گئی۔ ڈرائیور نے پھرتی سے دروازہ بند کیا اور پھر کار کا

اگلا دروازہ کھول کر ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا۔

دنیا کی سب سے مہنگی کار کا نفیس ترین بن فضا میں ہلکی سی موسیقی بکھیرتا ہوا جاگ اٹھا۔ اور پھر کار بغیر جھٹکا کھائے آگے بڑھ گئی۔ کار کوٹھی کے آؤٹ گیٹ سے باہر نکل کر جیسے ہی سڑک پر آئی۔ ڈرائیور نے سپیڈ کافی حد زیادہ بڑھا دی مگر کار میں موجود سلور گرل کو ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ ہوا میں تیرتی چلی جا رہی ہو مجال ہے کہ ایک ہلکا سا جھٹکا بھی محسوس ہو رہا ہو۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد کار ایک ہوٹل "سن ڈیو" کی میں عظیم الشان اور پرشکوہ ہوٹل کے کمپاؤنڈ میں مڑ گئی۔ ڈرائیور کار کو سیدھا مین گیٹ کے باہر موجود خوبصورت پورچ میں لیتا چلا گیا۔

جیسے ہی کار رکی ایک خوبصورت باوردی ویٹر نے بڑے مودبانہ انداز میں دروازہ کھولا اور سلور گرل باہر آ گئی۔ اس کے ہاتھ میں سفید رنگ کا پرس موجود تھا۔ اس نے بیگ کھولا اور پھر ایک بڑا سا نوٹ نکال کر ویٹر کے ہاتھ پر رکھ دیا۔ ویٹر نے انتہائی جھک کر سلام کیا اور سلور گرل مسکراتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ ڈرائیور کار پورچ سے لے کر پارکنگ شیڈ کی طرف بڑھ گیا تھا۔

پھر سلور گرل نے جیسے ہی ہال میں قدم رکھا ہال میں موجود تقریباً تمام افراد چونک کر اسے دیکھنے لگے۔ یہاں کے مستقل ممبر چونکہ اسے اچھی طرح پہچانتے تھے اس لئے ان کے چہروں پر بے اختیار مسکراہٹ رینگنے لگی۔ نووارد اس کے حسن جہاں سوز کو حیرت انگیز اور اشتیاق سے تک رہے تھے۔ البتہ ہال میں بیٹھی ہوئی لڑکیاں اسے بڑی کینہ توز نظروں سے دیکھ رہی تھیں۔ جیسے انہیں اس کی جوانی اور دولت پر رشک اور حسد آ رہا ہو۔ اور

واقعی تھا بھی ایسا۔ گو ہال میں ایک سے ایک خوبصورت لڑکی موجود تھی مگر سلور گرل کے سامنے ان کا حسن ایسے ماند پڑ گیا جیسے سورج کے سامنے چراغ۔ ایک تو سلور گرل تھی بھی انتہائی خوبصورت دوسرے اس کے گلے میں پڑے ہوئے ہیروں کی بے پناہ چمک نے اس کے چہرے پر نور کا ایسا پرتو ڈال دیا تھا کہ اس پر آنکھ ٹکنی مشکل ہو رہی تھی

سلور گرل چند لمحے دروازے کے قریب کھڑی بڑی دلچسپ نظروں سے ہال کا جائزہ لیتی رہی پھر وہ دھیرے سے مسکراتے ہوئے آگے بڑھنے لگی۔

جب وہ کسی میز کے قریب پہنچتی میز پر بیٹھے ہوئے نوجوانوں کا چہرہ جوش سے سرخ ہو جاتا مگر جب وہ ان کے قریب سے گزر کر آگے بڑھ جاتی تو ان کے چہرے لٹک جاتے۔ شاید ہال میں موجود ہر مرد کی یہ دلی خواہش تھی کہ وہ اس کا قرب حاصل کر سکیں مگر وہ بڑی بے نیازی سے گزرتی چلی گئی اور پھر آخری کونے میں ایک میز پر بیٹھے ہوئے اکیلے نوجوان کی طرف بڑھنے لگی

جب وہ اس نوجوان کے قریب پہنچی تو کتھئی رنگ کے سوٹ میں ملبوس وہ حسین اور وجیہہ نوجوان اس کے استقبال کے لئے بے اختیار اٹھ کھڑا ہوا۔

"آج میرے مقدر کا ستارہ عروج پر ہے۔ میڈم سلوانا! میں اپنی خوش بختی پر جتنا بھی ناز کروں کم ہے"۔

نوجوان نے جھک کر اس کے بڑھے ہوئے ہاتھ پر بڑے پیار سے بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

"آج تم بھی مجھے سب سے زیادہ وجیہہ نظر آ رہے ہو مسٹر نک بارلو"

مادام سلوانا نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے دل نشیں انداز میں کہا اور نوجوان کے چہرے پر کہکشاں کے رنگ بکھر گئے۔

ہال میں موجود دیگر لوگ دوبارہ اپنی خوش گپیوں میں مصروف ہو گئے۔ یہ اپنے وقت کا مہنگا ترین ہوٹل تھا۔ اس لئے اس میں صرف اب پتی کاروباری ... تی اعلیٰ سوسائٹی کے آفیسرز و حکام ہی داخل ہو سکتے تھے۔ ہال میں چاروں طرف زندگی لہریں لیتی ہوئی محسوس ہو رہی تھی۔ رنگ و نور کا ایک طوفان امڈا ہوا تھا جیسے جنت اسی ہال کا دوسرا نام ہو۔

مادام سلوانا کے بیٹھتے ہی ایک خوبصورت سی ویٹرس بڑے ادب سے قریب آ کر جھک گئی۔

"آپ کیا شوق فرمائیں گی مادام"

نوجوان نک بارلو نے مسکراتے ہوئے سوال کیا۔

"شیری"۔

مادام سلوانا نے بڑی ادا سے بتلایا اور نوجوان اس کے دلکش انداز سے مزید محظوظ ہو گیا۔

"مادام کے لئے شیری اور میرے لئے لائم جوس"

نک نے ویٹرس کو آرڈر نوٹ کرایا۔

"کیوں کیا تم شراب نہیں پیو گے"

سلوانا نے چونکتے ہوئے پوچھا۔ اس کے انداز میں حیرت تھی۔

"نہیں مادام جب سے آپ نے مجھے اپنے قرب کا شرف بخشا ہے میری رگ رگ میں شراب ہلکورے لیتی ہوئی محسوس ہو رہی ہے۔ میں مصنوعی شراب پی کر اس کا سرور ضائع نہیں کرنا چاہتا"

نوجوان نِک نے بڑی ادا سے جواب دیا۔

"کافی اچھی باتیں کر لیتے ہو۔"

مادام سلوانا نے تجسس آمیز لہجے میں کہا

اور نوجوان کی آنکھوں میں موجود چمک کچھ اور بڑھ گئی۔

چند ہی لمحوں بعد ویٹریس نے آرڈر سرو کر دیا اور پھر وہ دونوں اپنے اپنے گلاس سے چسکیاں لینے لگے۔

"مسٹر نِک آج کل اقوام متحدہ میں کس سیٹ پر ہو۔"

مادام سلوانا نے اچانک پوچھا۔

"سپیشل کرائم برانچ کا اسسٹنٹ چیف ہوں مادام"۔

نِک نے قدرے فخریہ لہجے میں جواب دیا

"اوہ تمہیں تو چیف ہونا چاہیئے مسٹر نِک۔ تمہاری فراخ پیشانی تمہاری اعلیٰ ذہانت کی دلیل ہے۔"

مادام سلوانا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جلد ہی چیف بھی بن جاؤں گا مادام۔ میں نے ایک ایسا عظیم منصوبہ مرتب کیا ہے کہ اس کا نتیجہ نکلتے ہی مجھے چیف بننے سے کوئی نہ روک سکے گا۔"

نِک نے آگے جھکتے ہوئے قدرے سرگوشیانہ لہجے میں کہا۔

"کیا منصوبہ ذرا مجھے بھی بتاؤ تاکہ مجھے تمہاری ذہانت کا صحیح احساس ہو سکے۔"

مادام سلوانا نے اشتیاق آمیز لہجے میں پوچھا۔

"وہ دراصل ......"

نِک کچھ تذبذب میں پڑ گیا۔ جیسے فیصلہ نہ کر پا رہا ہو کہ اسے منصوبے سے آگاہ کرے یا نہیں۔

"اچھا رہنے دو اگر مجھ پر اعتماد نہیں ہے تو میں مجبور نہیں کرتی۔ میں تو دراصل تمہاری ذہانت کا اندازہ لگانا چاہتی تھی۔ کیونکہ میں نے جلد ہی شادی کرنے کا فیصلہ کرنا ہے اور تمہیں معلوم ہے نِک کہ میں اپنے ہونے والے شوہر کو حسین۔ وجیہہ اعلیٰ درجے پر فائز ہونے کے علاوہ غیر معمولی طور پر ذہین بھی دیکھنا چاہتی ہوں"۔

مادام سلوانا نے قدرے ناگوار لہجے میں کہا۔

"ارے نہیں مادام ایسی کوئی بات نہیں۔ آپ جیسی شخصیت سے بھلا میں کچھ چھپا سکتا ہوں اور پھر جو دل میں مقیم ہو اس سے دل کی باتیں بھلا کب چھپ سکتی ہیں"۔

نِک نے بے اختیار جواب دیا۔

دراصل مادام نے بڑا خوبصورت جال پھینکا تھا۔ مادام سلوانا جیسی خوبصورت اور دنیا کی امیر ترین عورت کا شوہر ہونا اس کے نزدیک خوشیوں کی معراج تھی۔ اور مادام کی باتوں سے اسے اچھی طرح اندازہ ہو گیا تھا کہ وہ اسے پسند کر رہی ہے۔ اور صرف ذہانت چیک کرنا چاہتی ہے اور اسے علم تھا کہ اگر وہ منصوبہ مادام کو بتلا دے تو پھر مادام بھی اس کی ذہانت کا سکہ مان جائے گی۔ اور اگر اس کی شادی مادام سے ہو گئی تو وہ دنیا

کا خوش نصیب ترین انسان شمار کیا جائے گا۔ چنانچہ جواب میں وہ اپنی ناگواری کا ہلکا سا اشارہ بھی کر گیا تھا۔

"مجھے مت بتلاؤ۔ ہو سکتا ہے یہ ایسا راز ہو جس کا افشا ہونا پوری دنیا کے لئے خطرناک ثابت ہو۔"

مادام سلوانا اب ڈور کھینچ رہی تھی تاکہ شکار کی گردن اچھی طرح پھنس جائے۔

"مجھے معاف کیجئے مادام اگر میرے نادانستہ رویے سے آپ نے بُرا محسوس کیا ہو۔ میں آپ کو منصوبہ بتلا کر فخر محسوس کروں گا۔" ٹک نے معذرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"اچھا بتلاؤ مگر دیکھو مختصر لفظوں میں بتلانا۔ مجھے تفصیل سے الجھن ہوتی ہے۔"

مادام سلوانا نے ایسے پیرائے میں جواب دیا جیسے وہ بہ امر مجبوری اس کا منصوبہ سننے پر راضی ہوئی ہو۔

"مادام حال ہی میں ہماری برانچ کو اطلاع ملی تھی کہ پوری دنیا کے بڑے بڑے مجرموں نے ایک متحدہ آرگنائزیشن بنام "سلور گرل" قائم کر لی ہے اور پوری دنیا کے مجرم متحد ہو گئے ہیں۔ ہماری برانچ کو اس اطلاع نے بے حد مضطرب کر دیا۔ آپ خود سوچیں مادام مجرموں کی یہ تنظیم جب مؤثر ہو گئی تو یہ دنیا کا نقشہ ہی بدل سکتی ہے اور اب تک جو اطلاعات ہمیں مل رہی ہیں اس سے ہمیں معلوم ہوا ہے کہ وہ دن بدن یہ تنظیم مضبوط

ومستحکم ہوتی چلی جا رہی ہے۔ ابھی صبح ہی ایکریمیا کے ایک نامی نامی سیکرٹ ایجنٹ لوسر کلب پر اسرار طریقے پر قتل ہو گیا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایک اور عالمی شہرت یافتہ ایجنٹ یکدم غائب ہو گیا تھا۔ ادھر سمگلنگ، بلیک مارکیٹنگ اور سیاسی ریشہ دوانیوں میں یکدم تیزی آ گئی ہے

ان سب حالات سے صاف معلوم ہو رہا ہے کہ سلور گرل بڑی خوبی سے اپنا جال بچھا رہی ہے۔ اور ہمیں اطلاع ملی کہ سلور گرل نے دنیا کے مشہور جاسوس اور سیکرٹ ایجنٹوں کو ختم کرنے کا ایک باقاعدہ منصوبہ بنایا ہے جس میں یورپ کے ساتھ ساتھ ایشیا کے بھی چند جاسوس شامل ہیں۔"

ٹک منصوبے کی وضاحت کرتے ہوئے چند لمحے کے لئے رکا اور پھر کہنے لگا

"آپ بور تو نہیں ہو رہیں۔"

"نہیں بلکہ مجھے اب احساس ہو رہا ہے کہ یہ انتہائی دلچسپ اور انتہائی خطرناک منصوبہ ہے۔ خدا کی پناہ تم لوگ کتنے ذہین اور جرأت مند ہو جو ان خطرناک منصوبوں کا مقابلہ کر لیتے ہو۔ اب تم مجھے تفصیل سے بتاؤ۔ اب تک تو ناولوں میں ایسے منصوبے پڑھے تھے مگر اب مجھے معلوم ہوا کہ حقیقی دنیا میں بھی ایسا ہو سکتا ہے۔" مادام کے لہجے میں بے حد دلچسپی اور اشتیاق تھا۔

ٹک کو جب معلوم ہوا کہ مادام سلوانا منصوبے میں گہری دلچسپی لے رہی ہے تو اس نے مزید تفصیل بیان کرنا شروع کر دی۔

"تو مادام اس اطلاع کے ملتے ہی ہمارے ڈیپارٹمنٹ میں تشویش کی ایک لہر دوڑ گئی۔ ڈیپارٹمنٹ کا ہر ذمہ دار شخص بے حد پریشان تھا۔ کیونکہ ہم لوگ اس کے

نتائج سے بخوبی واقف تھے اور پھر یہ مسئلہ اعلیٰ سطح کا تھا۔ اگر کسی ایک ملک کا ہوتا تو اسے امداد دے دی جاتی، مگر اب ہمیں تو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ سلور گرل کا ہیڈ کوارٹر کہاں واقع ہے اور ان کی ایگزیکٹو کمیٹی میں کون کون سے مجرم شامل ہیں۔ اور ۔۔۔۔۔"

ٹک ابھی کچھ اور کہنا ہی چاہتا تھا کہ مادام سلوانا نے اس کی بات کاٹ دی۔

"قطع کلامی معاف مسٹر ٹک۔ یہ تبلایئے جب آپ کو ان کی تنظیم کے قیام اور ان کے پہلے منصوبے یعنی مشہور جاسوسوں کے قتل کی اطلاع مل گئی تو تمہیں ان کے ہیڈ کوارٹر اور افراد کے متعلق اطلاع کیوں نہ ملی۔ آخر وہ مخبر جس نے پہلے یہ اطلاعات ہم پہنچائی تھیں، وہ یہ اطلاعات بھی پہنچا سکتا تھا، کیونکہ ظاہر ہے کہ وہ مخبر اس تنظیم میں کوئی اہم مقام رکھتا ہوگا"

مادام سلوانا نے باقاعدہ دلیل دیتے ہوئے کہا۔

"آپ بہت ذہین ہیں مادام۔ واقعی یہ پوائنٹس قابل غور ہیں۔ دراصل میں آپ کو تبلانا بھول گیا کہ جارلڈ وہ مخبر پہلی اطلاعات بھیجنے کے بعد بدقسمتی سے ایک ہوائی حادثے میں ہلاک ہوگیا اور اس کے بعد انتہائی کوشش کے بعد ہم کوئی آدمی ٹریس نہ کر سکے جو سلور گرل کے ہیڈ کوارٹر میں کوئی اہم مقام رکھتا ہو۔ اس لئے ہمیں مزید اطلاعات نہ مل سکیں اور ہم اندھیرے میں بھٹکتے رہ گئے۔"

مسٹر ٹک نے جواب دیا۔

"ہونہہ"

مادام سلوانا نے کہا

اور اس کے تصور میں فوراً ہی جان کارلو آگیا جو تنظیم کے قیام کے آغاز کے

بعد ہی ایک ہوائی حادثے میں ہلاک ہوگیا تھا۔ وہ سوچ رہی تھی کہ اچھا ہوا جان کارلو ختم ہوگیا ورنہ اب تک وہ سب گرفتار ہو چکے ہوتے اور شاید اس وقت یہ پوزیشن نہ ہوتی۔ بلکہ ہو سکتا ہے کہ وہ اس ٹک کے سامنے ملزم کی صورت میں پیش ہوتی۔

"تو اس کے بعد جب ہم اندھیرے میں رہ گئے تو میں نے ایک منصوبہ بنایا اور جب میں نے وہ منصوبہ سپیشل کرائم برانچ کی جنرل میٹنگ میں پیش کیا تو مادام آپ یقین کریں سب لوگ میری غیر معمولی ذہانت پر عش عش کر اٹھے اور وہ منصوبہ غیر معمولی ہونے کے باوجود فوری طور پر منظور کر لیا گیا۔ اس سے آپ خود اندازہ لگا سکتی ہیں کہ وہ منصوبہ کتنی ذہانت سے مرتب کیا گیا ہوگا۔"

"ہاں مسٹر ٹک مجھے احساس ہوتا جا رہا ہے کہ آپ واقعی غیر معمولی طور پر ذہین ہیں بہرحال حتمی رائے تو میں منصوبہ جاننے کے بعد ہی دے سکتی ہوں۔"

مادام سلوانا نے بڑے دلکش انداز میں جواب دیا۔

"سنیئے میرا منصوبہ یہ تھا کہ سپیشل کرائم برانچ پوری دنیا کے اہم ممالک کی سیکرٹ سروسز کو اس تنظیم کے قیام کی اطلاع دے اور جاسوسوں کے خاتمے کے منصوبے کو بھی ان تک پہنچا دے تاکہ وہ لوگ چوکنے ہو جائیں اور بے خبری میں نہ مارے جائیں۔"

مسٹر ٹک نے منصوبہ بیان کرتے ہوئے کہا۔

"یہ تو کوئی بات نہ ہوئی مسٹر ٹک۔ کھودا پہاڑ نکلا چوہا والا محاورہ اس منصوبے پر صادق آتا ہے۔"

مادام سلوانا نے ہلکی سی انگڑائی لیتے ہوئے کہا اور اس کی اس ہلکی سی انگڑائی سے

ہیڈ نک کے دل کی دنیا زیر و زبر ہو گئی۔

"آپ سنیئے تو یہ تو تمہید تھی۔ اس اطلاع کے ساتھ ساتھ اقوام متحدہ کے سپیشل کرائم بیورو نے ایک لالچ بھی شامل کر دیا وہ یہ کہ جس ملک کا جاسوس یا سیکرٹ سروس اس گروہ کے ہیڈ آفس کو تباہ کرے گا اور سلور گرل اور اس کے حواریوں کو زندہ یا مردہ گرفتار کرے گا اس ملک کو بڑے بڑے ممالک کے کل اسلحے کا پانچ فیصد اور اقوام متحدہ کے ایک سال کے بجٹ جتنی رقم بطور انعام دی جائے گی"

ہیڈ نک نے آخر کار منصوبے کا انکشاف کر ہی دیا۔

"کیا اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی اور بڑے بڑے ممالک کی حکومتوں نے اس منصوبے کو تسلیم کر لیا۔ کیونکہ میرے خیال میں کوئی بھی بڑا ملک اپنے اسلحے کا پانچ فیصد کبھی بھی کسی کو دینے کے لئے تیار نہ ہوگا۔ اور پھر اقوام متحدہ کے ایک سال کے بجٹ کی رقم تو اتنی زیادہ ہے کہ تیسرے درجے کے ملکوں نے خواب میں بھی نہ دیکھی ہوگی۔"

مادام سلوانا نے قدرے تلخ لہجے میں کہا۔

"مادام آپ کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ تمام بڑے بڑے ممالک فوراً اس تجویز پر متفق ہو گئے کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ چھوٹے ملکوں کی نسبت یہ تنظیم ان کے لئے زیادہ خطرناک اور تباہ کن ثابت ہوگی۔ یہ ٹھیک ہے کہ بڑے ممالک کے لئے سیکرٹ سروس کے لئے پانچ فیصد اسلحے کی کوئی اہمیت نہیں رکھتا۔ ان کے پاس خود بے شمار اسلحہ ہوتا ہے۔ مگر رقم اتنی زیادہ ہے کہ وہ کسی قیمت پر اسے چھوڑنے کے لئے تیار نہیں ہوں گے۔ اور چھوٹے ملک رقم کے ساتھ ساتھ اسلحہ حاصل کرنے کی بھی انتھک کوشش کریں گے کیونکہ انہیں اپنے دفاع کے لئے اسلحہ چاہیئے اور آپ خود سمجھ کر

یں کہ دنیا کے تمام بڑے بڑے ممالک کے کل اسلحہ کا پانچ فیصد کا مطلب ہے ہر قسم
وں تعداد اسلحہ اور ان کے لئے یہ بہت بڑا لالچ ہے۔"

ہب نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں تمہاری بات تو ٹھیک ہے پھر کیا اس سلسلے میں مختلف ممالک میں کوئی
ردِ عمل ہوا۔"

دام سلوانا نے بڑی دلچسپی سے پوچھا۔

"جی ہاں مادام اس منصوبے کے اعلان ہوتے ہی تمام ملکوں میں تہلکہ مچ گیا اور تمام ممالک کی سیکرٹ سروسز حرکت میں آگئی ہیں۔ ویسے مجھے کامل یقین ہے کہ ایشیا کے ممالک یہ بازی جیت لیں گے اور آپ یقین کریں اتنا بڑا لالچ بھی درپردہ انہی کے لئے رکھا گیا ہے۔"

نک نے جواب دیا۔

"ایشیا کے ممالک کے جاسوس۔ کیا وہ یورپ کے جاسوسوں سے زیادہ ہوشیار ہیں۔"

مادام سلوانا نے بڑی حیرت سے پوچھا۔

"جی ہاں مادام اب ایشیا بہت ترقی کر گیا ہے۔ خاص طور پر نیدر لینڈ کا کرنل فریدی پاکیشیا کا علی عمران اور سیکرٹ سروس کا سربراہ ایکسٹو تو بین الاقوامی شہرت کے مالک ہیں۔ یہ تینوں حضرات جس تنظیم کے پیچھے لگ جائیں سمجھ لیجئے کہ اس کا انجام قریب سے قریب تر ہوتا چلا جائے گا۔ اور ہمیں اطلاع ملی ہے کہ کرنل فریدی علی عمران اور ایکسٹو باقاعدہ اس کیس پر کام شروع کر چکے ہیں۔"

مسٹر نک نے جواب دیا

"ریری گڈ مسٹر نک مجھے بے حد خوشی ہوئی ہے کہ تم نے مجھ پر اس حد تک اعتماد کیا ہے کہ اتنا ٹاپ سیکرٹ پلان مجھے اتنی تفصیل سے بتلا دیا ہے تم یقین کرو کہ تم نے بالکل صحیح فرد کو یہ منصوبہ بتایا ہے۔"

مادام سلوانا کے لہجے میں ہلکا سا طنز تھا۔ جسے نک نہ سمجھ سکا۔

"مادام آپ کیسی باتیں کرتی ہیں۔ آپ پر کس کافر کو اعتماد نہ ہوگا۔ ویسے یہ منصوبہ کیسا رہا۔"

نک شاید جلد از جلد ذہانت کے امتحان کا نتیجہ سننا چاہتا تھا تاکہ خوشگوار اور حسین مستقبل کے خواب دیکھ سکے۔

"ہاں بہت اچھا ہے اور میں تمہاری ذہانت سے بے حد متاثر ہوئی ہوں تم میری دوستی کے لائق ہو۔ آئندہ میں تمہیں باقاعدہ ملاقات کا وقت دیا کروں گی" مادام سلوانا کے لہجے میں شوخی تھی۔ مسٹر نک اس کے ہاتھ میں مخالفین کے راز لینے کا اچھا مہرہ آگیا تھا اور ظاہر ہے سلور گرل اس مہرے کو کیسے ہاتھ سے جانے دیتیں۔

"آپ کی نوازش مادام میں اپنے آپ کو خوش قسمت سمجھوں گا۔"

نک نے بڑے فرمانبردارانہ لہجے میں کہا

اتنے میں ہال کے آرکسٹرا نے ڈانس میوزک بجانا شروع کر دیا اور میزوں پر بیٹھے ہوئے جوڑے اٹھ اٹھ کر ڈانسنگ فلور پر پہنچنے لگے۔

"کیا آپ مجھے اپنا ہم رقص بنانے کا شرف دیں گی۔"

ے نے بڑے مودبانہ لہجے میں درخواست کی۔

سوری نک مجھے اس وقت ایک ضروری کام یاد آگیا ہے۔ میں تمہیں ھر بھی یہ موقع کبھی دوں گی۔ اگر تم کل فارغ ہو تو شام کو میری کوٹھی آ جانا مجھے تمہاری صحبت پسند آئی ہے۔"

ام سلوانا نے اٹھتے ہوئے کہا۔

میں سر کے بل آؤں گا مادام آپ کی اس فراخدلانہ پیشکش کا بے حد شکریہ"

ک نے کھڑے ہو کر کہا

دل ہی دل میں اپنے آپ پر فخر کر رہا تھا۔ اسے اس دعوت کے بعد پورا یقین آگیا تھا کہ وہ جلد ہی مادام سلوانا کا شوہر بننے والا ہے۔ کیونکہ اب تک مادام نے کسی کو بھی کوٹھی پر ملنے کی دعوت نہیں دی تھی۔ اور نک پہلا آدمی تھا جسے یہ دعوت ملی تھی۔ ظاہر ہے اس کی خوش قسمتی سے اب کوئی شائبہ نہیں رہ گیا تھا۔

پھر مادام سلوانا نے اپنا ہاتھ آگے بڑھا دیا اور نک نے بڑی گرمجوشی سے اس کے ہاتھ کی پشت پر بوسہ دیا اور پھر مادام سلوانا واپسی کے لئے مین گیٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔

بلیو مون میں کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کا داخلہ ایک قیامت سے کم ثابت نہ ہوا۔ کیپٹن حمید تو وہاں اکثر آتا جاتا تھا اس لئے اس کی تو ایسی کوئی بات نہیں تھی مگر کرنل فریدی کی آمد ہوٹل کی پوری انتظامیہ کے لئے غیر متوقع اور پریشان کن تھی۔ کیونکہ کرنل فریدی صرف اس وقت ایسی جگہوں پہ جاتا تھا جب وہاں کسی فرد کی شامت آئی ہو۔

چنانچہ اسے دیکھتے ہی کاؤنٹر پہ موجود منیجر کا چہرہ یکدم زرد پڑ گیا۔ اسے تہہ خانے میں ہونے والے جوئے اور بغیر پرمٹ شراب کے ذخیرے کی فکر پڑ گئی اور اس نے پھرتی سے کاؤنٹر کے نیچے ایک بٹن دبا دیا اور پھر زیر لب بولا۔

"باس۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید ہال میں داخل ہوئے ہیں۔"

"چوکنے رہو۔"

ب میں ایک ہلکی سی سرگوشی ابھری

ور منیجر سیدھا ہو گیا۔ کیونکہ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اب کاؤنٹر کے پاس پہنچ

ہ تھے۔

"فرمایئے کرنل صاحب آج کیسے آپ نے تکلیف کی۔"

و نے دانت نکالتے ہوئے بڑے خوشامدانہ انداز میں کہا۔

"ارے میں جب یہاں آتا ہوں تو تم گھاس بھی نہیں ڈالتے۔ آج کرنل صاحب

خوشامدیں ہو رہی ہیں۔"

یپٹن حمید سے جب رہا نہ گیا تو وہ بول پڑا۔

"مسٹر منیجر اس گدھے کو جب بھی یہ یہاں آئے گھاس ڈال دیا کرو۔"

رنل فریدی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"بہت بہتر جناب اعلیٰ قسم کی گھاس ڈالوں گا۔"

منیجر نے کرنل فریدی کی سنجیدگی سے بوکھلا کر کہا اور کیپٹن حمید اس کے جواب

پر خون کے گھونٹ پی کر رہ گیا۔

"مسٹر بھاگل کہاں ہے۔ مجھے اس سے فوری ملنا ہے۔"

فریدی نے اس بار قدرے سخت لہجے میں کہا

"ٹاپ فلور کے آخری کمرے میں ان کا آفس ہے جناب۔ کیا میں انہیں آپ کی

آمد کی اطلاع کر دوں۔"

منیجر نے نروس ہوتے ہوئے کہا۔

"ابھی وہ اتنا اہم آدمی نہیں بنا کہ میں اُسے پیشگی اطلاع دے کر ملوں۔ چلو حمید۔"

کرنل فریدی نے کاٹ کھانے والے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر حمید کا بازو پکڑ کر لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

"آپ جائیں جناب بھاگل سے ملیں جا کے پاگل سے۔ مجھ غریب کو ساتھ کیوں گھسیٹتے ہیں۔ میں آپ کی واپسی تک ہال میں بیٹھ کر دل بہلاؤں گا۔"

کیپٹن حمید نے قریب سے گزرتی ہوئی ایک خوبصورت ویٹرس کو بغور دیکھتے ہوئے کہا۔

"اچھا جاؤ۔"

کرنل فریدی نے اس کا بازو چھوڑتے ہوئے کہا اور خود آگے بڑھ گیا۔

کیپٹن حمید چند لمحے تک تو حیرت سے سن کھڑا کرنل فریدی کو دیکھتا رہا کیونکہ فریدی اتنی آسانی سے اس کی جان چھوڑنے والا کہاں تھا۔ مگر پھر اس نے کندھے اچکائے اور واپس مڑ گیا۔ کچھ بھی ہو وہ کرنل فریدی کی دی ہوئی اس مہلت سے بھرپور فائدہ اٹھانا چاہتا تھا۔

لفٹ نے چند ہی لمحوں میں کرنل فریدی کو ٹاپ فلور پہ پہنچا دیا۔ لفٹ سے اتر کر کرنل فریدی تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری کے آخری کونے کی طرف بڑھنے لگا۔ جہاں آفس کی تختی لگی ہوئی تھی۔

دروازے کے باہر ایک مسلح دربان موجود تھا۔ کرنل فریدی قریب پہنچا تو اس نے شاید کرنل فریدی سے کچھ کہنا چاہا مگر کرنل فریدی اسے ہاتھ سے دھکیلتا

ہوا دروازہ کھول کر اندر داخل ہوگیا۔

یہ ایک کافی بڑا کمرہ تھا جس کو بڑے خوبصورت انداز میں کیسے سجایا گیا تھا ایک بڑی سی میز کے پیچھے بھاگل بیٹھا ہوا تھا۔ کرنل فریدی جانتا تھا کہ وہ ملک کا مشہور سمگلر اور بدمعاش ہے۔ مگر وہ کچھ اس حد تک ہاتھ پیر بچا کر کام کرنے کا عادی تھا کہ ابھی اس کے خلاف ایک بھی ثبوت نہ مل سکا تھا۔ ویسے وہ کرنل فریدی کی لسٹ میں تھا اور کرنل فریدی موقع ملنے کے انتظار میں تھا۔

جیسے ہی کرنل فریدی اندر داخل ہوا بھاگل نے چونک کر اسے دیکھا اس کے انداز میں حیرت تھی۔ ویسے کرنل فریدی پہلی نظر میں ہی تاڑ گیا کہ وہ اداکاری کر رہا ہے۔ وہ جانتا تھا کہ منیجر نے ضرور اسے اس کے آنے کی اطلاع دے دی ہوگی۔ بھلا کرنل فریدی سے زیادہ ان مجرموں کی نفسیات کو اور کون سمجھ سکتا تھا۔

"زہے نصیب کرنل صاحب آج آپ ادھر کیسے بھول پڑے۔ مجھے حکم دیا ہوتا۔ آپ کے پاس حاضر ہو جاتا۔"

بھاگل نے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا

"مسٹر بھاگل تم جانتے ہو مجھے رسمی فقروں سے چڑ ہے۔ اس لئے آئندہ میرے سامنے ایسے فقرے منہ سے مت نکالنا۔ یہ میری آخری وارننگ ہے۔"

کرنل فریدی نے کرسی پہ بیٹھتے ہوئے تلخ لہجے میں کہا

"اگر آپ ناراض ہوتے ہیں تو میں آئندہ احتیاط کروں گا۔ ویسے یہ میرے دل کی آواز تھی۔"

بھاگل نے بھی بیٹھتے ہوئے کہا۔

"مسٹر بھاگل مجھے یہ بتلاؤ کہ ٹوڈی آج کل کس گروہ سے منسلک ہے اور کہاں مل سکتا ہے۔"

کرنل فریدی نے بھاگل کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے کہا۔

ایک لمحے کے لئے بھاگل کی آنکھوں میں تشویش کی لہر ابھری مگر جلد ہی وہ سنبھل گیا۔

"خیریت جناب یہ ٹوڈی کب سے اتنا اہم ہوگیا کہ آپ کو اس کی ضرورت پڑ گئی وہ تو انتہائی کم تر درجے کا بدمعاش ہے۔"

بھاگل نے سنبھلتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا

"جو میں پوچھ رہا ہوں اس کا جواب دو بھاگل تمہارے حق میں یہی بہتر ہے۔"

کرنل فریدی کے لہجے میں تلوار کی سی کاٹ تھی۔

"مجھے معلوم نہیں جناب کہ وہ آج کل کہاں ہے اور کیا کر رہا ہے۔ کافی مدت سے وہ غائب ہے۔"

بھاگل نے اطمینان بھرے لہجے میں جواب دیا۔

"لیکن میری اطلاع کے مطابق ٹوڈی تمہارے گروہ میں شامل ہے۔ اور تمہاری اطلاع کے لئے بتلا دوں کہ ٹوڈی نے آج خوشاب کالونی میں مجھ پر فائرنگ کی اگر مجھے چند لمحے کی دیر نہ ہو جاتی تو اس کے فرشتے بھی بچ کر نہ نکل سکتے۔ اور پھر میری کار میں ٹائم بم رکھا گیا جو یہاں تمہارے ہوٹل

کے کپاؤنڈ میں آکر پھٹا۔ میں بال بال بچ گیا اور تمہیں علم ہے کہ فریدی پر وار کرنے والا ہمیشہ گھاٹے میں رہتا ہے۔"

کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

"مجھے آپ کی کار کی تباہی کی اطلاع مل چکی ہے اور مجھے اس کا بے حد افسوس ہے۔ مگر یقین کیجئے کرنل صاحب اس میں میرا کوئی قصور نہیں۔ نہ ہی ٹوڈی کے متعلق کچھ جانتا ہوں۔ وہ واقعی کافی عرصے سے غائب ہے۔"

بھاگل نے اپنے لہجے پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"تو کیا مجھے سچی بات تمہارے منہ سے نکلوانے کے لئے ٹیڑھی انگلی استعمال کرنی پڑے گی۔"

کرنل فریدی نے زوردار لہجے میں کہا۔

"آپ کی مرضی ہے کرنل صاحب۔ ویسے آپ جب چاہتے ہیں مجھے دھمکیاں دے دیتے ہیں۔ میں ایسی باتیں برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں۔ صرف آپ کے احترام کی وجہ سے برداشت کر گیا ہوں۔ مگر اب احتیاط کیجئے اور یہ بھی سوچ لیجئے کہ آپ بھاگل کے آفس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ بھاگل آپ کے آفس میں نہیں بیٹھا ہوا۔"

اس بار بھاگل کا لہجہ بے حد تلخ تھا۔ اب اس کی آنکھوں میں پراسرار سی چمک ابھر آئی تھی۔

"تو یہ بات ہے چیونٹی کے بھی پر نکل آتے ہیں۔"

کرنل فریدی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔

مگر اس سے پہلے کہ کرنل فریدی مزید کوئی قدم اٹھاتا جاگل نے بڑی پھرتی
سے میز کے نیچے لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا اور پلک جھپکتے ہی سرسراہٹ کی
تیز آواز سے موٹے شیشے کی ایک دیوار سی گرتی ہوئی نیچے فرش میں دھنس
گئی اب کرنل فریدی اور جاگل کے درمیان موٹے شیشے کی دیوار حائل تھی۔

کرنل فریدی بڑی تیزی سے پلٹا مگر جاگل نے دوسرا بٹن دبا دیا اور
پھر جب تک کرنل فریدی دروازے تک پہنچتا دروازے پر فولاد کی مضبوط
چادر گر چکی تھی۔ کرنل فریدی اس چھوٹے سے پارٹیشن میں مقید ہو کر رہ
گیا تھا۔

"کرنل فریدی تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ کر لائی ہے۔ تمہاری موت میرے
ہاتھوں لکھی جا چکی ہے۔ میں نے جان بوجھ کر ٹوڈی کو سامنے کیا تھا تاکہ تم
یہاں میرے پاس کھنچے چلے آؤ۔ پھر کار میں بم بھی رکھ دیا گیا تاکہ اگر داؤ چل جائے
تو راستے میں ہی تمہارا خاتمہ ہو جائے اور مجھے تکلیف نہ کرنی پڑے۔ تم بچ گئے
مگر اب دنیا کی کوئی طاقت تمہیں نہیں بچا سکتی۔ میں نے صرف ایک بٹن دبانا
ہے اور انتہائی زہریلی گیس تمہارے چیمبر میں بھر جائے گی۔ ایک ایسی گیس جو
چند ہی منٹ میں کرنل فریدی کو ہمیشہ ہمیشہ کے لئے خاموش کر دے گی۔
ہا۔ ہا۔"

جاگل نے خوشی سے بھرپور قہقہے مارتے ہوئے کہا۔

کرنل فریدی نے بڑی تیزی سے جیب سے ریوالور نکال کر شیشے کی
دیوار پر فائر کیا مگر وہ دیوار مخصوص بلٹ پروف شیشے کی تھی اس لئے

گولیاں اس پر ہلکا سا نشان بھی نہ چھوڑ سکیں اور جاگل کے مجنونانہ اور خوشی سے
بھرپور قہقہے اور بھی بلند ہوتے گئے۔

"چلو تم چھٹی کرو آج ایک عظیم جاسوس ہمیشہ کی موت مر جائے گا۔ ہا۔ ہا
عظیم جاسوس۔"

جاگل نے ہذیانی انداز میں قہقہہ مارتے ہوئے میز کے کنارے پر لگا تیسرا بٹن
دبا دیا۔ اور دوسرے لمحے اس چیمبر میں جس میں فریدی قید تھا۔ دودھیا رنگ کی گیس
تیزی سے بھرنی شروع ہو گئی۔

جاگل کے قہقہے اب دیواریں توڑ رہے تھے اور چھتیں پھاڑ رہے تھے۔ وہ
خوش تھا۔ بے حد خوش کہ اس نے کتنی آسانی سے کرنل فریدی کا خاتمہ کر دیا۔

کیفے ریڈ ورچ کا دروازہ ایک جھٹکے سے کھلا اور پھر ایک طویل القامت مگر انتہائی سڈول جسم کا نوجوان بڑے وحشیانہ انداز میں اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر چھدری سی سرخ رنگ کی داڑھی تھی اور سر کے بال جن کی رنگت تانبے کی طرح سرخ تھی بے تحاشا بڑھے ہوئے تھے۔ آنکھوں میں سانپ کی سی پراسرار چمک تھی۔ کھدرے رنگ کی چست پینٹ پر وہ چمڑے کی جیکٹ پہنے ہوئے تھا اور گلے میں پڑا ہوا زرد رنگ کا سکارف ٹائی کی طرح جھول رہا تھا۔

وہ دروازے پر کھڑا چند لمحوں تک بغور کیفے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کو دیکھتا رہا۔ ہال میں بیٹھے ہوئے افراد نے اسے ایک لمحہ کے لئے دیکھا اور پھر کوئی غیر ملکی ہی سمجھ کر اسے نظر انداز کر دیا۔ چونکہ یہ کیفے بندرگاہ پر واقع تھا اس لئے دن میں

نجانے کتنے غیر ملکی یہاں آتے جاتے رہتے تھے۔ چنانچہ لوگوں نے اس پر دوسری نظر ڈالنا بھی گوارا نہ کی اور دوبارہ اپنے اپنے شغل میں مصروف ہو گئے۔

نوجوان جو بڑے ڈرامائی انداز میں اندر داخل ہوا تھا کسی کو اپنی طرف متوجہ نہ پا کر ایک لمحے کے لئے بجھ سا گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کی آنکھوں میں موجود پراسرار چمک عود کر آئی۔ اور پھر وہ بڑے با اعتماد اور مضبوط قدموں سے چلتا ہوا ایک میز کی طرف بڑھ گیا جو اتفاق سے خالی پڑی تھی۔ ورنہ ہال میں ایسی کوئی میز نہ تھی جس پر کم از کم دو دو آدمی موجود نہ ہوں۔

نوجوان نے کرسی گھسیٹی اور پھر اس پر یوں دھم سے بیٹھ گیا جیسے مدتوں بعد اسے بیٹھنے کا موقع ملا ہو۔ اس کے بیٹھتے ہی ایک لحیم شحیم بیرہ تیزی سے اس کی طرف بڑھا۔ بیرہ شکل سے ہی غنڈہ لگ رہا تھا اور ویسے کیفے میں بیرا گیری صرف غنڈے ہی کر سکتے تھے جس میں آنے جانے والے زیادہ تر اوباش اور چھٹے قسم کے لوگ ہوں۔

"کیا لاؤں؟"

بیرے نے لاٹھی مارنے والے لہجے میں پوچھا۔

نوجوان ایک لمحے کے لئے بغور بیرے کو دیکھتا رہا۔ پھر اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ رینگ گئی۔

"کیا لا سکتے ہو۔ بولو۔"

اس نے ٹوٹی پھوٹی اردو میں کہا۔ اس کی آواز سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے گلے میں تکلیف ہو مگر لہجہ بے حد دبنگ اور گرجدار تھا۔

"جو کہو جلدی بولو۔"
بیرے نے سپاٹ لہجے میں کہا
وہ نوجوان کے کرخت لہجے سے ذرا بھی مرعوب نہ ہوا تھا۔
"پرنس ظفر کو لے آؤ۔"
نوجوان نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔
اور بیرہ یوں اچھل پڑا جیسے اسے بجلی کا کرنٹ لگ گیا ہو۔ دوسرے لمحے اس کا چہرہ غصے سے سرخ پڑ گیا۔
"ادب سے پرنس کا نام لو نامعقول۔ تم غیر ملکی ہو۔ ورنہ ابھی گردن توڑ دیتا۔"
بیرہ تلخ لہجے میں بولا۔
"شٹ اپ یو فول۔"
نوجوان اچھل کر کھڑا ہو گیا اور دوسرا لمحہ اس بیرے پر بڑا گراں گزرا کیونکہ نوجوان نے اٹھتے ہی بجلی کی طرح حرکت کی تھی اور بیرے کی ٹھوڑی پر پڑنے والے ایک زوردار مکے نے اسے دو فٹ ہوا میں اچھال کر فرش پر چاروں شانے چت گرا دیا تھا۔
اس اچانک دھماکے نے پورے ہال کو چونکا دیا اور دوسرے لمحے سب یوں ساکت ہو گئے جیسے ان سب کو سانپ سونگھ گیا ہو۔ ہال میں موجود دوسرے بیرے حیرت بھری نظروں سے نوجوان کو دیکھ رہے تھے جیسے اس کی اس جرأت پہ متعجب ہوں۔

وہ بیرا فرش پہ گرنے کے چند لمحے بعد ساکت پڑا رہا۔ جیسے وہ خود بھی اس تھپڑ پہ متعجب ہوا اور پھر جیسے ہی اس کے حواس واپس آئے وہ تڑپ کر اٹھ بیٹھا۔ نوجوان ابھی تک خاموش کھڑا اسے سپاٹ نظروں سے دیکھ رہا تھا۔ اس کے چہرے سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے یہ واقعہ اس کے لئے قطعی معمولی رہا ہو۔ بیرے نے اٹھتے ہی تیزی سے جیب میں ہاتھ ڈالا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔ بیرے کی آنکھیں غصے اور توہین سے سرچ لائٹوں کی طرح چمک رہی تھیں۔ وہ غیر ملکی بڑی دلچسپی سے بیرے کو دیکھ رہا تھا۔ بیرے کے ہاتھ میں ریوالور دیکھ کر بھی اس کے چہرے کے تاثرات میں کوئی تبدیلی نہ آئی تھی۔
"حماقت نہ کرو حقیر کیڑے۔ پرنس ظفر سے بات کراؤ۔ ورنہ تمہاری لاش پہ پرنس ظفر بھی آنسو نہ بہا سکے گا۔"
نوجوان غیر ملکی نے بڑی حقارت آمیز لہجے میں بیرے سے مخاطب ہو کر کہا۔
اتنے میں کاؤنٹر پہ بیٹھا ہوا نوجوان بڑی تیزی سے ان کی طرف بڑھا۔ بیرے نے ایک لمحے کے لئے آنے والے کو کن انکھیوں سے دیکھا۔ مگر دوسرے لمحے اس نے ٹریگر دبا دیا۔ ریوالور سے ایک شعلہ سا نکلا۔ مگر غیر ملکی نوجوان بجلی کی طرح اپنی جگہ سے تڑپا اور گولی اس کے قریب سے گزرتی ہوئی پچھلی میز پہ بیٹھے ہوئے ایک شرابی کی کھوپڑی میں گھستی چلی گئی۔ وہ شرابی بغیر کوئی آواز نکالے میز پہ ہی ڈھیر ہو گیا۔
غیر ملکی نوجوان انتہا سے زیادہ پھرتیلا ثابت ہوا۔ کیونکہ اس نے بجلی کی

طرح تڑپ کر نہ صرف اپنے آپ کو گولی سے بچا لیا بلکہ اس نے انتہائی پھرتی سے اپنے دونوں ہاتھ کمر کی طرف سے لے جا کر زمین پر ٹیک دیئے اور پھر پلک جھپکنے میں وہ بیرا اس کی دونوں ٹانگوں پر اٹھتا ہوا دوسری طرف ایک میز پر جا گرا۔ اور غیر ملکی نوجوان دوسرے لمحے سیدھا ہو چکا تھا۔ ریوالور بیرے کے ہاتھ سے نکل کر دور جا گرا تھا اور بیرے کا سر شاید میز کے کونے سے لگا کیونکہ وہ میز کو توڑتا ہوا جب فرش پر گرا تو پھر نہ اٹھ سکا۔ اس کے سر سے خون کی لکیر نکل کر تیزی سے فرش پر اپنا راستہ بناتی چلی جا رہی تھی۔

غیر ملکی نوجوان کے انداز میں کچھ ایسی پھرتی تھی کہ ہال میں موجود لوگ ششدر رہ گئے۔ بس سب کچھ پلک جھپکنے میں ہو گیا تھا۔ اور بعض لوگوں کو تو یوں محسوس ہوا جیسے نوجوان نے کچھ بھی نہ کیا ہو اور بیرا جادو کے زور سے اڑتا ہوا میز کے اوپر جا پڑا ہو۔

کاؤنٹر سے آنے والا نوجوان اب اس غیر ملکی کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے بڑے سخت لہجے میں کہا

"تم کیا چاہتے ہو"

ویسے کاؤنٹر مین کے لہجے میں ہلکا سا ارتعاش تھا جیسے وہ لاشعوری طور پر غیر ملکی سے مرعوب ہو چکا ہو۔

"پرنس ظفر سے ملنا چاہتا ہوں۔"

غیر ملکی نے بڑے اطمینان اور سکون سے جواب دیا۔

"پرنس ظفر یہاں نہیں رہتا۔"

کاؤنٹر مین نے جواب دیا

"جھوٹ مت بولو۔ مجھے یہیں کا پتہ بتلایا گیا ہے۔ اس سے کہدو بلیو برڈ آیا ہے پھر وہ خود ہی یہاں دوڑا چلا آئے گا۔"

غیر ملکی نے لاپرواہی سے کہا اور پھر ہٹ کر کرسی پر بیٹھ گیا۔

کاؤنٹر مین چند لمحے تک سوچتا رہا پھر اس نے دوسرے بیروں کو اشارہ کیا اور پھر بیروں نے تیزی سے بیہوش ساتھی اور اس شرابی کی لاش وہاں سے ہٹانے لگے۔ کاؤنٹر مین واپس کاؤنٹر کی طرف جانے لگا۔ لوگ دوبارہ اپنی اپنی کرسیوں پر بیٹھ گئے تھے مگر پورے ہال کا موضوع وہی غیر ملکی نوجوان تھا۔ سب ہی اس کی دلیری پھرتی اور چستی پر تبصرے کر رہے تھے۔

کاؤنٹر مین نے رسیور اٹھایا اور پھر نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے ویسے اس کی نظریں اسی غیر ملکی پر جمی ہوئی تھیں جو بڑی لاپرواہی سے ہال کی ڈیکوریشن پر طائرانہ نظر ڈال رہا تھا۔

جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"پرنس سپیکنگ۔"

دوسری طرف سے ایک باوقار آواز سنائی دی۔

"میں جان بول رہا ہوں جناب۔ ایک غیر ملکی سا نوجوان آیا ہے اس نے بیرے ساگیکو بیہوش کر دیا ہے"

جان نے تفصیل بتلانی شروع کر دی۔

"شٹ اپ مختصر بات کرو۔"

پرنس نے اسے ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"جناب وہ اپنا نام بلیو برڈ بتلاتا ہے اور آپ سے ملنا چاہتا ہے۔" جان نے خوفزدہ لہجے میں جواب دیا۔

"بلیو برڈ"

پرنس نے نمایاں طور پر چونکتے ہوئے کہا۔

"جی ہاں۔"

جان نے جواب دیا۔ ویسے وہ پرنس کے لہجے سے کھٹک گیا تھا کہ بلیو برڈ کوئی اہم شخصیت ہے۔

"کیا اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔"

پرنس ظفر نے سوال کیا۔

اور جان نے یہ سنتے ہی بغور بلیو برڈ کی طرف دیکھا۔ اس کا دایاں ہاتھ میز پر رکھا ہوا تھا اور ہاتھ کی چھ انگلیاں نمایاں طور پر نظر آ رہی تھیں۔ شاید بلیو برڈ نے اسے دکھانے کے لئے ہی ہاتھ میز پر رکھ دیا تھا۔

"جج۔ جی ہاں اس کے دائیں ہاتھ کی چھ انگلیاں ہیں۔ انگوٹھا ڈبل ہے۔"

جان نے گڑگڑاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

"اسے فوراً میرے پاس لے آؤ۔ جلدی کرو سنو ہال میں کوئی مشکوک شخصیت تو موجود نہیں ہے۔"

پرنس ظفر نے پوچھا

جان نے ایک طائرانہ نظر ہال پر ڈالی اور پھر جواب دیا

"جناب تین اجنبی تو موجود ہیں مگر وہ بے ضرر معلوم ہوتے ہیں۔"

"او کے بلیو برڈ کو بڑی عزت سے میرے پاس لے آؤ۔"

پرنس نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اور رابطہ ختم ہو گیا۔

جان نے رسیور کریڈل پر رکھا اور کاؤنٹر سے نکل کر تیزی سے بلیو برڈ کی طرف بڑھا۔

"تشریف لائیے جناب"

جان نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں بلیو برڈ سے مخاطب ہو کر کہا۔

اور بلیو برڈ دھیرے سے مسکراتا ہوا اٹھ کھڑا ہوا۔

جان کی رہنمائی میں وہ گیلری سے ہوتا ہوا ایک خفیہ لفٹ میں سوار ہوا جو نیچے تہہ خانوں میں اترتی چلی گئی۔

لفٹ رکتے ہی جان نے دروازہ کھولا اور پھر وہ دونوں چلتے ہوئے ایک سٹیل کے دروازے پر جا کر رک گئے۔ جان نے مخصوص انداز میں دروازے پر دستک دی اور دوسرے لمحے دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا۔

"تشریف لے جائیے جناب"

جان نے مؤدبانہ انداز میں ایک طرف ہٹتے ہوئے بلیو برڈ سے کہا۔ اور بلیو برڈ اندر داخل ہو گیا۔

سامنے ایک خاصا بڑا کمرہ تھا جو بہترین انداز میں سجایا گیا تھا۔ درمیان میں ایک بہت بڑی میز تھی۔ اور اس کے پیچھے پرنس ظفر بیٹھا بڑی اشتیاق آمیز نظروں سے بلیو برڈ کو دیکھ رہا تھا۔

بلیو برڈ جیسے ہی اندر داخل ہوا اس کے پیچھے دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

"ویل کم بلیو برڈ"

پرنس ظفر نے اٹھ کر استقبال کرتے ہوئے کہا۔

"تھینک یو"

بلیو برڈ نے مسکراتے ہوئے پرنس ظفر سے مصافحہ کیا۔ اور پھر ایک کرسی کھینچ کر بیٹھ گیا۔

"مجھے افسوس ہے کہ آپ کو مجھ تک پہنچنے میں دشواری کا سامنا کرنا پڑا۔"

پرنس ظفر نے اخلاق برتتے ہوئے کہا۔

"ارے نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔ یہ تو ایک کھیل تھا اور میری زندگی تو ایسے کھیل کھیلتے ہوئے گذر گئی ہے۔"

بلیو برڈ نے جواب میں انکساری برتی

"ویسے کیا آپ مجھے کوڈ بتلائیں گے۔"

پرنس ظفر کو اچانک ایک خیال آگیا۔

"سلور گرل مشن ٹو سپیشل کیلنگ۔"

بلیو برڈ نے اس بارے میں انتہائی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تھینک یو اب مجھے اطمینان ہو گیا ہے۔"

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

"آپ کیا پئیں گے۔"

پرنس ظفر نے پوچھا۔

"یہ تکلفات ختم کریں۔ مجھے اس آدمی کا نام پتہ اور مکمل کوائف بتلائیں جس کیلئے

ہیڈ آفس نے مجھے بھیجا ہے۔"

بلیو برڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

پرنس ظفر نے میز کی دراز کھولی اور پھر ایک فائل نکال کر بلیو برڈ کے سامنے ڈال دی۔

"اس میں اس کی تصویر اور مکمل کوائف موجود ہیں۔"

پرنس ظفر نے کہا۔

بلیو برڈ نے فائل اپنی طرف کھسکائی اور پھر اسے کھول کر دیکھنے لگا۔ پرنس ظفر نے انٹرکام کا بٹن دبایا اور عجان کو کافی بھیجنے کا آرڈر دے دیا۔

بلیو برڈ فائل کے مطالعے میں خاصی دیر تک مصروف رہا۔ پھر جیسے ہی اس نے فائل بند کی دروازہ کھلا اور عجان کافی کی ٹرے لئے اندر داخل ہوا۔ اس نے سائیڈ ٹیبل پر برتن رکھ کر کافی کی دو پیالیاں بنائیں اور لا کر پرنس ظفر اور بلیو برڈ کے سامنے رکھ دیں۔ بلیو برڈ شاید کسی خیال میں غرق تھا کیونکہ پیالی رکھنے کی آواز سن کر وہ چونکا اور اس کا ہاتھ تیزی سے اپنی جیب کی طرف رینگ گیا۔ مگر دوسرے لمحے عجان کی شکل دیکھ کر وہ مسکرایا۔

عجان نے برتن اٹھائے اور کمرے سے باہر نکل گیا۔ جیسے ہی دروازہ بند ہوا بلیو برڈ نے پرنس ظفر سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہ تو بڑا معمولی سا آدمی ہے۔ میں حیران ہوں اس کیلئے ہیڈ آفس نے میرا وقت ضائع کرنا کیوں مناسب سمجھا ہے۔"

بلیو برڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"آپ نے شاید فائل کو بغور نہیں پڑھا۔ ورنہ آپ یہ الفاظ استعمال نہ کرتے۔ اس نے بڑے بڑے جغادری مجرموں کی گردنیں توڑ دی ہیں۔ انتہائی چالاک، عیار اور کائیاں آدمی ہے۔"

پرنس ظفر نے ناگوار لہجے میں جواب دیا۔

"ہونہہ محض پبلسٹی، بعض آدمیوں کو خواہ مخواہ پبلسٹی مل جاتی ہے۔ تم دیکھنا آج رات کو میں اس کی گردن کیسے توڑتا ہوں۔"

بلیو برڈ نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے ویسے مجھے یقین ہے کہ صبح عمران کے متعلق آپ کے خیالات میں خاصی تبدیلی آ چکی ہوگی۔"

پرنس ظفر نے جواب دیا۔

"شٹ اپ تم بلیو برڈ سے پوری طرح واقف نہیں۔ مجھے یورپ کا شیطان کہتے ہیں۔ صرف میرا نام سن کر ہی اچھے اچھے لوگوں کا ہارٹ فیل ہو جاتا ہے اور پھر جہاں خود بلیو برڈ پہنچ جائے وہاں ملک الموت کی موجودگی لازمی ہو جاتی ہے۔"

بلیو برڈ کو غصہ آ گیا۔

"بہرحال ٹھیک ہے اگر آپ اپنے مشن میں کامیاب ہو جائیں تو سلور گرل کے لئے یہ اس صدی کی سب سے بڑی کامیابی ہوگی۔"

پرنس ظفر نے اکتاتے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔ وہ انتہائی ٹھنڈے مزاج کا آدمی تھا اور عمران کے ملک میں اس کی کامیابی کی سب سے بڑی وجہ بھی یہی تھی کہ اس نے

کبھی سامنے آنے کی کوشش نہیں کی تھی اور ایسے لوگوں سے اسے ہمیشہ سے نفرت رہی تھی۔ جو بڑھ چڑھ کر باتیں بناتے ہوں۔

"اچھا میں چلتا ہوں صبح تمہیں میری کامیابی کی اطلاع مل جائے گی"۔

بلیو برڈ نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"آپ کی رہائش ......"

پرنس ظفر نے رہائش کے متعلق کچھ کہنا چاہا۔

"تم فکر نہ کرو ایک رات کی بات ہے کہیں بھی بسر ہو جائے گی۔ کل میں مشن مکمل کر کے واپس چلا جاؤں گا۔"

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ کو چند آدمی دے دوں۔"

پرنس ظفر نے پوچھا

"نہیں میں اکیلے کام کرنے کا عادی ہوں۔ پھر ایک آدمی کی گردن توڑنا تو میرے بائیں ہاتھ کا کھیل ہے۔"

بلیو برڈ نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

"او کے جیسے آپ کی مرضی"۔

پرنس ظفر نے جواب دیا

اور بلیو برڈ اٹھ کھڑا ہوا۔

"ٹھہریئے میں جان کو بلاتا ہوں وہ آپ کو پچھلے دروازے سے باہر نکال دے گا۔"

پرنس ظفر نے کہا۔

اور میز کے کنارے پر لگا ہوا بٹن دبا دیا۔
چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور جان اندر داخل ہوا۔
"ان کو بیک ڈور سے باہر چھوڑ آؤ۔"
پرنس نے جان کو حکم دیتے ہوئے کہا۔
"چلئے جناب"
جان نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔
"اوکے۔ وش یو گڈ لک بلیو برڈ۔"
پرنس ظفر نے بلیو برڈ سے مصافحہ کرتے ہوئے کہا۔
"تھینک یو"
بلیو برڈ نے بڑی لاپرواہی سے جواب دیا
اور پھر جان کے ساتھ کمرے سے باہر نکل گیا۔
ان کے جانے کے بعد پرنس ظفر نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے
شروع کر دیئے۔
جلد ہی رابطہ مل گیا
"ہیلو پرنس سپیکنگ"
پرنس ظفر نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔
"یس باس سپائیس اٹنڈنگ یو"
دوسری طرف سے ایک کرخت آواز گونجی۔
"عمران کے فلیٹ کی نگرانی ہو رہی ہے؟"

پرنس ظفر نے پوچھا
"یس باس ہمارے آدمی فلیٹ کی بڑی کڑی نگرانی کر رہے ہیں۔ مگر عمران
فلیٹ میں موجود نہیں ہے۔"
سپائیس نے جواب دیا
"بہرحال مکمل نگرانی ہونی چاہئے۔ آج رات کو مشن مکمل ہونا ہے۔ ہیڈ کوارٹر
نے خصوصی طور پر بلیو برڈ کو بھیجا ہے۔ اس نے آج رات مشن مکمل کرنا ہے۔
اس کے کام میں کسی قسم کی مداخلت نہ ہو۔"
پرنس ظفر نے تحکمانہ لہجہ میں کہا۔
"اوکے باس ہم خیال رکھیں گے۔"
سپائیس نے جواب دیا۔
اور پرنس ظفر نے رسیور رکھ دیا۔

چیمبر میں گیس کی موجودگی کو محسوس کرتے ہی کرنل فریدی نے فوراً اپنا سانس روک لیا اور پھر اس نے بیہوش ہونے کی ایکٹنگ شروع کر دی۔ اس وقت سوائے اس کے اور کوئی چارہ بھی نہیں تھا اور کرنل فریدی کو کافی دیر تک سانس روکے رکھنے کی خاص پریکٹس تھی۔ اس لئے اسے قوی امید تھی کہ بھاگل اس کے ڈاج میں آجائے گا۔

اور پھر وہی ہوا۔ کرنل فریدی کے فرش پر گرتے ہی بھاگل نے گیس کے اخراج کا بٹن دبا دیا۔ یہ گیس بے حد زہریلی اور زود اثر تھی اور بھاگل کو مکمل یقین تھا کرنل فریدی کی روح اس گیس کے اثر کی وجہ سے چند سنٹ سے زیادہ اس کے جسم میں موجود نہیں رہ سکتی۔ اور اس کا خیال اپنی جگہ پر صحیح تھا گیس واقعی

اتنی زہریلی تھی کو گو کرنل فریدی نے شروع میں سانس روک لیا تھا مگر اس کے باوجود گیس اس پر کسی حد تک اثر انداز ہو چکی تھی۔ کیونکہ اس کے دماغ پر بار بار اندھیرا چھپٹنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ لیکن کرنل فریدی کی مضبوط قوتِ ارادی اس کا راستہ روکے ہوئے تھی۔ کرنل فریدی اچھی طرح جانتا تھا کہ ایک بار بھی اندھیرا اس کے دماغ پر مسلط ہو گیا تو دنیا کی کوئی طاقت اسے موت سے نہیں بچا سکے گی۔

آہستہ آہستہ چیمبر سے گیس خارج ہوتی چلی گئی۔ کرنل فریدی کو سانس روکے ہوئے خاصا وقت ہو گیا تھا۔ اور اب وہ وقت قریب آتا جا رہا تھا جب اس کی قوتِ برداشت جواب دینے والی تھی۔ اس نے آنکھیں بند کر رکھی تھیں کیونکہ اسے علم تھا کہ شیشے کی دیوار کی دوسری طرف بھاگل یقیناً اسے بغور دیکھ رہا ہوگا اور وہ ایک سانس بھی نہیں لینا چاہتا تھا کیونکہ اگر گیس چیمبر میں موجود ہوتی تو یہی ایک سانس اس کی موت کا پروانہ ثابت ہوگا۔

اسے اب سانس روکنے میں خاصی محنت کرنی پڑ رہی تھی اور پھر اس نے دل ہی دل میں اطمینان کا سانس لیا جب اس نے شیشے کی سرسراہٹ کی آواز سنی۔ یقیناً بھاگل نے دیوار اٹھا لی تھی۔ چنانچہ کرنل فریدی نے آہستہ سے سانس لے لیا۔ سانس لیتے ہی اس کے ذہن میں چھانے کی کوشش میں مصروف اندھیرا ایک دم چھٹ گیا اور اب کرنل فریدی مکمل طور پر بھاگل پر جھپٹ پڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔

اچانک اس کے پیٹ میں ایک زوردار ٹھوکر لگی۔ بھاگل شاید اپنا اطمینان کر رہا تھا اور پھر دوسرا لمحہ بھاگل پر بے حد بھاری پڑا۔ کیونکہ کرنل فریدی اچانک چیتے

کی طرح اچھلا اور بھاگل ہوا میں اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔ اس کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور چھوٹ گیا تھا۔

کرنل فریدی اب اپنی جگہ پر کھڑا بڑی کینہ توز نظروں سے بھاگل کو دیکھ رہا تھا جو اٹھنے کی کوشش میں مصروف تھا۔

کرنل فریدی کا چہرہ چٹان کی طرح سپاٹ تھا۔

"تم نے فریدی پر وار کرنے کی جرأت کی ہے اور اس جرأت کا خمیازہ تمہیں کیا تمہاری آنے والی نسلوں کو بھی بھگتنا پڑے گا۔"

کرنل فریدی نے سرد لہجے میں کہا۔

اب بھاگل بھی اٹھ کھڑا ہوا۔ دیوار سے شاید اس کا سر بری طرح ٹکرایا تھا کیونکہ وہ بار بار سر جھٹک کر اپنے حواس مجتمع کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ کرنل فریدی اگر چاہتا تو اس موقع سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا تھا۔ مگر کرنل فریدی کو اس موقع سے فائدہ اٹھانے کی کوئی ضرورت ہی نہیں تھی۔ وہ ایک لمحے میں بھاگل کی گردن توڑ سکتا تھا۔ چنانچہ وہ بڑے اطمینان سے اپنی جگہ پر کھڑا تھا۔

بھاگل کے حواس شاید موقع محل دیکھ کر جلد ہی مجتمع ہو گئے تھے۔ کیونکہ چند لمحوں بعد ہی وہ بھی بڑی نفرت آمیز نظروں سے کرنل فریدی کو گھورنے لگا تھا۔

"تم نے فریدی پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کے پروانے پر دستخط کر دیئے ہیں۔ تم کیا سمجھتے تھے کہ تم فریدی کو اتنی آسانی سے ختم کر لو گے۔ فریدی تم جیسے حقیر کیڑوں کے بس کا روگ نہیں۔"

فریدی کے لہجے میں شدید غراہٹ تھی۔

بھاگل نے کوئی جواب نہ دیا۔ اس کا ذہن شاید تیزی سے اپنے بچاؤ کی تدبیروں پر غور کر رہا تھا۔ کیونکہ اسے اچھی طرح علم تھا کہ اب فریدی اسے آسانی سے زندہ نہ چھوڑے گا۔

فریدی چند لمحے خاموش کھڑا بھاگل کے چہرے پر پیدا ہونے والے تاثرات دیکھتا رہا بھاگل کی نظریں بھی فریدی پر جمی ہوئی تھیں وہ پلک جھپکنا بھی بھول گیا تھا۔ کیونکہ اسے علم تھا کہ پلک جھپکنے کے بعد شاید اسے دوبارہ پلک کھولنے کا موقع ہی نہ ملے۔

"سنبھلو"

فریدی نے کہا اور دوسرے لمحے فریدی نے اس پر چھلانگ لگا دی۔

بھاگل نے بچنے کی بہترین کوشش کی لیکن فریدی کا اندازہ کبھی غلط نہیں ہوا تھا وہ اس قسم کے تمام داؤ جانتا تھا چنانچہ اس نے جیسے ہی چھلانگ لگائی بھاگل نے تیزی سے اپنے جسم کو بائیں طرف موڑنا چاہا۔ مگر فریدی درمیان میں ہی اپنا رخ بدل چکا تھا چنانچہ وہ سیدھا بائیں طرف بھاگل کے اوپر گرا۔ اس کے بھرپور قوت سے بھاگل کے سینے پر پڑے اور بھاگل کے منہ سے بے اختیار اوغ کی آواز نکلی اور وہ اچھل کر ایک دیوار سے جا ٹکرایا۔ فریدی جمپ لے کر سیدھا ہو چکا تھا

بھاگل کی آنکھیں ایک لمحے کے لئے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں اور دوسرے لمحے وہ سیدھا پکڑے پیچھے گھٹتا چلا گیا۔ اس کے جسم نے ایک ہلکا سا جھٹکا کھایا اور پھر اس کے منہ سے خون فوارے کی طرح ابل پڑا۔ اور پھر وہ اوندھے منہ فرش پر ڈھیر ہو گیا۔ اس کا جسم چند لمحے مسلسل جھٹکے کھاتا رہا اور پھر ساکت ہو گیا۔

فریدی جو اپنی جگہ کھڑا بغور اسے دیکھ رہا تھا، اس کے ختم ہوتے ہی تیزی سے میز کی طرف بڑھا اور پھر اس نے میز کے کنارے لگے ہوئے ایک بٹن کو دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی کمرے میں ایک بار پھر شیشے کی دیوار کمرے میں گر گئی۔ فریدی نے برا سا منہ بناتے ہوئے ساتھ والا بٹن دبا دیا اور اس بار دروازے پر پڑی ہوئی آہنی شیٹ تیزی سے اوپر اٹھتی چلی گئی۔

فریدی اب شیشہ اٹھانے والا بٹن دیکھ رہا تھا کہ اچانک ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے ایک نوجوان ہاتھ میں برین گن سنبھالے اندر داخل ہوا۔ اندر داخل ہوتے ہی اس نے کرنل فریدی پر برین گن کا فائر کھول دیا مگر نادانستگی میں گری ہوئی شیشے کی دیوار نے گولیوں کو فریدی تک پہنچنے سے روک دیا۔

فریدی تیزی سے ایک بار پھر بٹنوں پر جھکا اور اس نے بیک وقت دو تین بٹن دبا دیئے

ایک شٹر گرنے کا اور دوسرا زہریلی گیس چھوڑنے کا بڑا سا سرخ بٹن اپنے آپ بتلا رہا تھا کہ وہ خطرناک گیس کا بٹن ہے۔

شٹر برق رفتاری سے دروازے پر گرا اور ساتھ ہی چیمبر میں زہریلی گیس بھی تیزی سے پھیلنے لگی

بٹن دبا کر جب فریدی نے سر اٹھایا تو پریشانی اور حیرت سے اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں کیونکہ کمرے میں اس نوجوان کے ساتھ ساتھ کیپٹن حمید بھی موجود تھا۔ کیپٹن حمید نجانے کس لمحے اندر آ گیا تھا۔ وہ شاید اسی نوجوان کا پیچھا کرتے ہوئے آیا تھا۔

زہریلی گیس نے اب ان دونوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تھا اور وہ دونوں لڑکھڑا کر

نیچے گر رہے تھے اور فریدی جانتا تھا کہ کیپٹن حمید کی سانس روکنے کی مشق نہیں ہے۔ چنانچہ اس کی موت یقینی ہو گئی تھی۔

کرنل فریدی تیزی سے گیس خارج کرنے والا بٹن ڈھونڈنے لگا۔ مگر وہاں اور کوئی بٹن نہیں تھا۔ وہ دیوانہ وار بٹنوں پر ہاتھ پھیر رہا تھا۔ اس کا عظیم دماغ اس لمحے چکرا کر رہ گیا تھا کیونکہ کیپٹن حمید اس کے ہاتھوں موت کے جنگل میں چلا گیا تھا۔ کیپٹن حمید کی لاش کا تصور ہی کرنل فریدی کو دیوانہ کرنے کے لئے کافی تھا اور فریدی جانتا تھا کہ کیپٹن حمید اگر ابھی تک موت کی وادی میں داخل نہیں ہوا تو اس کے قدم ضرور اس وادی میں پڑ چکے ہیں۔

عمران کے فلیٹ پر گہری تاریکی چھائی ہوئی تھی اور سڑک بھی قطعی سنسان تھی دور دور تک کسی ذی روح کا وجود نہیں تھا۔ عمران کے سامنے والی بلڈنگ کے ستون کے پیچھے سے ایک سیاہ پوش نکلا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا ہوا وہ دروازے پر پہنچ گیا۔ چند لمحے تک وہ دروازے کے ساتھ کان لگائے آہٹ لیتا رہا مگر فلیٹ میں قطعی سکون تھا۔ سیاہ پوش نے آہستہ سے دروازے کو دبایا۔ شاید وہ اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ دروازہ کھلا ہوا ہے یا نہیں اور اس کی خوش قسمتی کہ دروازہ اندر سے بند نہیں تھا۔ ہاتھ کا دباؤ پڑتے ہی دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

یہ ڈرائنگ روم کا دروازہ تھا لیکن ڈرائنگ روم میں تاریکی تھی۔ سیاہ پوش نے بجلی کی سی پھرتی سے جیب سے ریوالور نکالا اور پھر کود کر اندر گھس گیا۔ وہ ہر قسم کے متوقع

حملے کے دفاع کے لئے تیار تھا مگر ڈرائنگ روم قطعی خالی تھا۔ سیاہ پوش آہستہ آہستہ چلتا ہوا سامنے والے دروازے کی طرف بڑھا اور پھر جیسے ہی وہ دروازے کے قریب پہنچا وہ چونک پڑا کیونکہ دروازے کی درز سے اسے کمرے میں کسی کی موجودگی کا گمان ہو گیا تھا۔

سیاہ پوش نے آہستہ سے درز سے آنکھ لگائی تو اس نے اندر ایک اور نقاب پوش کو دیکھا جس کے ہاتھ میں پنسل ٹارچ تھی۔ وہ بغور کمرے کی تلاشی لے رہا تھا۔

"ہونہہ مجھ سے پہلے کوئی پہنچا ہوا ہے۔"

سیاہ پوش نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے وہ تیزی سے اندر داخل ہوا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔"

نقاب پوش نے غراہٹ آمیز لہجے میں کہا

ویسے اس نے آواز کو حتی الامکان دبانے کی کوشش کی۔ دوسرے لمحے وہ نقاب پوش بجلی کی سی تیزی سے مڑا

اس نے ٹارچ تیزی سے بجھا دی مگر تو دوسرا سیاہ پوش کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور اندھیرے میں بھی چمک رہا تھا۔

"تم کون ہو۔ عمران تو معلوم نہیں ہوتے۔"

کمرے میں پہلے سے موجود نقاب پوش نے بھی غراہٹ آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"اور تم بھی عمران معلوم نہیں ہوتے کون ہو تم۔"

سیاہ پوش نے حیرت آمیز لہجے میں جواب دیا۔

"کبھی بلیک ایگل کا نام سنا ہے تم نے۔"

نقاب پوش نے غراتے ہوئے کہا

"اوہ تم بلیک ایگل ہو۔ مجھے بلیو برڈ کہتے ہیں۔"

آنے والے سیاہ پوش نے حیرت سے جواب دیا

"تم بلیک برڈ تو ہو سکتے ہو حالانکہ تمہارے پر نہیں مگر بلیو برڈ نہیں ہو سکتے کیونکہ تم نے کپڑے تو کالے رنگ کے پہنے ہوئے ہیں۔"

بلیک ایگل نے مسکراتے ہوئے کہا

"عمران کہاں ہے آج میں اسے موت کے گھاٹ اتارنے آیا ہوں۔"

بلیو برڈ نے اس کی بات نظر انداز کرتے ہوئے کہا

"اچھا چلو پھر اکٹھے ڈھونڈتے ہیں شاید کسی میز کے نیچے چھپا ہوا ہو۔"

بلیک ایگل نے استہزائیہ لہجے میں جواب دیا۔

اور اندر کھلنے والے دروازے کی طرف مڑنے لگا۔

"خبردار اگر حرکت کی مجھے تم بلیک ایگل معلوم نہیں ہوتے، تم ضرور مجھ سے فراڈ کر رہے ہو اور تم جانتے ہو بلیو برڈ سے فراڈ کرنے والا کبھی زندہ نہیں رہا۔"

بلیو برڈ نے سخت لہجے میں کہا۔

"کمال ہے میں تمہیں کہہ رہا ہوں کہ تم بلیو برڈ نہیں اور تم مجھے۔ کیا تم اندھے ہو۔ میرا سیاہ لباس تمہیں نظر نہیں آ رہا۔ اگر کہو تو پر بھی دکھا دوں۔"

بلیک ایگل نے بدستور استہزائیہ لہجے میں جواب دیا۔

مگر بلیو برڈ نے اس بار جواب دینے کی بجائے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ سائلینسر لگے ہوئے ریوالور سے ٹرچ کی آواز نکلی مگر بلیک ایگل کو لگنے کی بجائے سامنے دیوار میں گھستی چلی

گئی۔ بلیو برڈ کی آنکھوں میں غصے کی چمک لہرائی کیونکہ زندگی میں پہلی بار اس کا نشانہ خطا ہوا تھا۔ اس نے غصے میں ٹریگر دبانا شروع کر دیا مگر بلیک ایگل تو واقعی پرندہ بنا ہوا تھا۔ اس کے پیر زمین پر نہیں لگ رہے تھے۔ وہ جیسے ہوا میں ناچ رہا ہو۔ گولیاں اس کے دائیں بائیں سے نکلتی چلی گئیں اور جب اس کے ریوالور سے کھٹ کی آواز نکلی تو بلیک ایگل سیدھا کھڑا ہو گیا۔

"اب تو تمہیں یقین آ گیا کہ میں واقعی بلیک ایگل ہوں، اب تم ثبوت پیش کرو۔"

بلیک ایگل نے کہا

اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

بلیو برڈ کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں، آج تک ایسا کبھی نہیں ہوا تھا کہ اس کی ایک گولی بھی ضائع ہوئی ہو مگر یہاں تو ریوالور خالی ہو گیا مگر بلیک ایگل کو گولی چھوئی بھی نہیں۔

"تت۔ تم کوئی جن بھوت ہو آدمی نہیں ہو۔"

بلیو برڈ نے حیرت سے ہکلاتے ہوئے کہا۔

"میں کب کہہ رہا ہوں کہ میں آدمی ہوں، میں تو بلیک ایگل ہوں"

بلیک ایگل نے جواب دیا۔

بلیو برڈ کے حواس جلد ہی لوٹ آئے۔ کیونکہ اسے موقع کی نزاکت کا احساس ہو گیا تھا۔ وہ دونوں عمران کے فلیٹ میں موجود تھے اور کسی بھی لمحے عمران ان دونوں کے لئے موت کا پیامبر بن سکتا تھا، اس لئے بلیو برڈ نے مصالحت اختیار کرنے کی کوشش کی۔

"مجھے افسوس ہے بلیک ایگل میں نے تم پر شک کا اظہار کیا۔ ہم دونوں کا مشن ایک

ہی ہے۔ لہذا پہلے تمہیں عمران کو ٹھکانے لگانا چاہیئے پھر آرام سے ایک دوسرے کی طاقت کا اندازہ کرلیں گے۔"

بلیو برڈ نے ریوالور ایک طرف پھینک دیا۔

"اوکے مگر تمہارا ریوالور خالی تھا اس لئے تم نے پھینک دیا مگر میرے ریوالور میں ابھی تک گولیاں موجود ہیں۔ اس لئے میں اسے پھینک نہیں سکتا۔ جیب میں البتہ ڈال لیتا ہوں۔"

بلیک ایگل نے ریوالور جیب میں ڈالتے ہوئے کہا۔

مگر دوسرا لمحہ اس پر بھاری پڑا کیونکہ اس نے جیسے ہی ریوالور جیب میں ڈالا بلیو برڈ نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ بلیک ایگل نے بچنے کی کوشش کی مگر بلیو برڈ نے ایسا کوئی موقع نہیں دیا اور اسے چھاپ لیا۔

چنانچہ دوسرے لمحے بلیک ایگل نیچے اور بلیو برڈ اوپر تھا۔

"تم نے مجھے احمق سمجھا تھا۔"

بلیو برڈ نے غراتے ہوئے کہا

مگر اس سے پہلے کہ وہ بلیک ایگل کے پیٹ میں مکہ مارتا وہ گیند کی طرح اچھل کر دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا۔

دیوار کے ساتھ ٹکراتے ہی وہ اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ واقعی وہ انتہائی سخت جان واقع ہوا تھا۔ بلیک ایگل بھی اس دوران کھڑا ہو چکا تھا۔

لیکن اس سے پہلے کہ وہ دونوں ایک دوسرے پر دوبارہ وار کرتے دروازہ پوری قوت سے کھلا اور پھر عمران ہاتھ میں مشین گن لئے اندر داخل ہوا۔

"بس کھیل ختم۔ اپنے ہاتھ اٹھا لو ورنہ تم جانتے ہو مجھے پرندوں کے شکار میں بے حد لطف آتا ہے۔"

عمران نے استہزائیہ لہجے میں کہا۔

وہ دونوں اس پوزیشن میں کھڑے تھے کہ وہ دونوں مشین گن کی زد میں آجاتے تھے۔

"دوسری طرف منہ کر لو۔ جلدی کرو۔"

عمران نے سخت لہجے میں کہا۔

اور پھر سب سے پہلے بلیک ایگل مڑا۔ بلیو برڈ نے بھی اس کی پیروی کی۔

عمران آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے قریب آیا اور پھر اس نے بلیک ایگل کی جیب سے ریوالور نکال لیا۔

"اس دروازے کی طرف چلو۔ خبردار اگر کسی نے حرکت کی تو مشین گن کی گولیاں لحاظ نہیں کریں گی۔"

عمران کے لہجے میں غراہٹ کی بجائے طنز تھا۔

"شکاری صاحب اگر مارنا ہی ہے تو ہمیں مار دو کسی پنجرے میں قید نہ کرنا۔"

بلیک ایگل نے بڑی معصومیت سے کہا

اور بلیو برڈ نے ہونٹ بھینچ لئے۔

دروازے سے نکل کر وہ ایک راہداری میں آئے اور پھر دوسرے لمحے وہ ہکا بکا سے رہ گئے۔ طویل راہداری میں ایک سرسراہٹ سے دونوں طرف دیواریں بن گئیں۔ اب وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ بن گیا تھا۔ ان کے آگے اور پیچھے دونوں طرف دیواریں تھیں۔ اور اس قید خانے کا کوئی دروازہ نہیں تھا۔ دونوں دیواریں ٹھوس فولاد کی تھیں۔

"اسے اس نے ترما قتی پنجرے میں قید کر دیا۔ مگر یہ کیسا پنجرہ ہے جس میں سلاخیں
تک نہیں"

بلیک ایگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"آج تمہاری وجہ سے مجھے ناکامی ہوئی ہے۔ ورنہ میں زندگی میں کبھی ناکام نہیں
ہوا"

بلیو برڈ نے غراتے ہوئے کہا۔

"تم خود ہی مجھ پر جھپٹ پڑے تھے۔ ورنہ عمران کی کیا جرأت کہ وہ بلیک ایگل کے
منہ لگ سکے"

بلیک ایگل نے بھی جواب میں غراتے ہوئے کہا۔

"بلیک ایگل۔ بلیک ایگل مجھے تم کوئی مسخرے لگ رہے ہو۔ بلیک ایگل کی میں
نے باتیں بہت سنی تھیں۔ مگر تم تو ایک دم گھٹیا ہو"

بلیو برڈ نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

"اور میں نے بھی سنا تھا کہ بلیو برڈ بڑا تیس مار خاں ہے۔ مگر تم تو چوہے سے بھی
بدتر نکلے"

بلیک ایگل نے بھی جواب میں جھنجھلاہٹ کا مظاہرہ کیا۔

"شٹ اپ مجھے کچھ سوچنے دو۔ میں یہاں زیادہ دیر نہیں رک سکتا۔ بہرحال مجھے اپنا
مشن پورا کر کے واپس جانا ہے اور کامیابی کی رپورٹ دینی ہے"

بلیو برڈ نے کہا۔

"رپورٹ دینی ہے۔ اس کا مطلب ہے تم کسی کے ماتحت کام کرتے ہو۔ ہونہہ بڑا

جتانے پھرتے ہو جو شخص کسی کے تحت کام کرتے ہیں میں اسے آدمی ہی نہیں سمجھتا"

بلیک ایگل نے طنزیہ لہجے میں جواب دیا۔

بلیو برڈ کی آنکھیں غصے سے سرخ ہو گئیں

"تم کیا سمجھ رہے ہو میں کسی نٹ پونجیئے کی ماتحتی کروں گا۔ میں سلور گرل کے ماتحت
کام کر رہا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے کہ تم بھی سلور گرل کے ماتحت ہو گے۔ لیکن ایک بات
میں سمجھ نہیں سکا کہ جب کریڈ کوارٹر نے عمران کو ختم کرنے کے مشن پر مجھے بھیجا تھا تو تم یہاں
کیسے آ گئے"

بلیو برڈ نے کہا۔

"ارے سلور گرل۔ مارے گئے پھر تو مجھے واقعی یہاں نہیں آنا چاہیئے تھا۔ میں تو کیفے
بلیو موون کے مالک کی منت خوشامد کی وجہ سے عمران کو قتل کرنے یہاں آیا تھا۔ مگر تم ٹپک
پڑے اور نتیجہ میں اس وقت اس پنجرے میں قید ہوں"

بلیک ایگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"تم بھی سلور گرل میں شامل ہو"

بلیو برڈ نے چونکتی ہوئی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

"ہاں میں ہانگ کانگ کا سب انچارج ہوں۔ تفریحاً یہاں آیا تھا تو اس جھگڑے میں
پھنس گیا۔ تم تو مجھے معمولی کارندے نظر آتے ہو۔ کیا عہدہ ہے تمہارا"

بلیک ایگل نے استہزائیہ لہجے میں سوال کیا۔

"اوہ تو سب انچارج بن کر اترا رہے ہو۔ واہ کیسی دال مطلب آگیا۔ بلیو برڈ
اور معمولی کارندہ وہ بری گڈ"

بلیو برڈ کی ہنسی ہی نہیں رک رہی تھی۔

"اچھا اچھا، زیادہ باتیں مت بناؤ مجھے معلوم ہے کہ تم کیا ہو۔ زیادہ سے زیادہ کسی شہر کے انچارج ہو گئے ہیں۔"

بلیک ایگل نے بُرا مناتے ہوئے کہا۔

"پیارے بلیک ایگل میں سلور گرل کی ایگزیکٹو کمیٹی کا ممبر ہوں۔ سمجھے"

بلیو برڈ نے بڑے فخر سے بتلایا۔

"ارے باپ رے مرا۔ ایگزیکٹو کمیٹی کے ممبر۔ اس کا مطلب ہے تم تو ہیڈ کوارٹر کے آدمی ہو۔ بھئی مجھے معاف کرنا میں نے تمہاری شان میں کافی گستاخیاں کی ہیں۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ تم اتنی اونچی پوسٹ پر ہو۔"

بلیک ایگل نے ندامت آمیز لہجہ میں کہا

"ارے کوئی بات نہیں میں ہیڈ کوارٹر میں جا کر تمہاری سفارش کر دوں گا۔ سلور گرل میری بات مانتی ہے۔ تمہیں بھی کوئی اچھا سا عہدہ دلا دوں گا۔"

بلیو برڈ نے حاتم طائی کی قبر پہ لات مارتے ہوئے کہا۔

"ہیڈ کوارٹر تو کافی بڑا ہو گا۔ دراصل ہانگ کانگ میں تو افواہ اڑی ہوئی ہے کہ بلیک سٹی میں سلور گرل کا ہیڈ آفس ہے وہ تو بہت بڑی بلڈنگ ہے۔"

بلیک ایگل نے کہا۔

"ارے بکتے ہیں ہو بہو بلیک سٹی بلڈنگ۔ ہمارا ہیڈ کوارٹر تو ڈائمنڈ ہاؤس میں ہے اور ماورام سوانا جو اصل میں سلور گرل ہے وہیں پر رہتی ہے۔"

بلیو برڈ نے جواب دیا۔

"وہاں کوڈ چلتے ہوں گے ظاہر ہے بغیر کوڈ کے وہاں کون گھس سکتا ہے۔"

بلیک ایگل کے لہجے سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ بلیو برڈ کی شخصیت سے بے حد مرعوب ہو چکا ہے۔ اس وقت وہ کسی ایسے بچے کی طرح معلوم ہو رہا تھا جو استاد کے سامنے بیٹھا ہو۔

"ارے تم بالکل کھامڑ ہو۔ اتنی بڑی تنظیم کا ہیڈ کوارٹر ہو اور وہاں کوئی ایسے گھس جائے وہاں ہر آدمی کا علیحدہ کوڈ مقرر ہے مثلاً میرا کوڈ ہے "پیڈ سپاٹ" اسی طرح ہر آدمی کا علیحدہ کوڈ ہے۔ میں تمہیں وہاں لے گیا تو یقیناً تمہارا کوڈ "احمق" ہو گا۔"

بلیو برڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

"جی ہی تم احمق۔ تمہارا باپ احمق۔ تمہارے باپ دادا احمق۔ تم مجھے احمق کہہ رہے ہو اپنے باپ کی ناخلف اولاد۔"

بلیک ایگل اچانک اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے برسنے لگے۔

"میں تمہیں احمق نظر آ رہا ہوں۔"

بلیک ایگل نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے چہرے پر ہاتھ مارا اور چہرہ ایک جھلی اس کے منہ سے اترتی چلی گئی۔ اب وہاں بلیک ایگل کی بجائے عمران کھڑا تھا۔

"تت تم عمران"

بلیو برڈ کی حیرت کے مارے آنکھیں پھٹی ہوئی تھیں۔

"سلیمان"

اچانک عمران نے چیخ کر کہا

اور دوسرے لمحے ایک دیوار تیزی سے ہٹتی چلی گئی۔ اب وہاں سلیمان ہاتھ میں ہنٹر لئے کھڑا تھا۔

"مگر وہ پہلے والا عمران"

بلیو برڈ ابھی تک حیرت زدہ تھا۔

"تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ یہ میرا باورچی ہے"

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا

اور پھر جھپٹ کر سلیمان کے ہاتھ سے برین گن لے لی۔

"اپنا منہ دوسری طرف کر لو"

عمران نے سپاٹ لہجے میں بلیو برڈ کو حکم دیا اور بلیو برڈ جو اس سچویشن سے خاصا پریشان تھا عمران کا حکم ماننے کی بجائے اچانک اس پر الٹ پڑا۔ اس کے اچانک حملے سے عمران کے ہاتھوں سے برین گن نکلتی چلی گئی اور وہ خود بھی لڑکھڑاتا ہوا فرش پر جا گرا۔ ضرب اچانک خاصی زوردار لگی تھی۔ عمران فرش پر گرتے ہی تیزی سے اٹھ کھڑا ہوا مگر بلیو برڈ نے اسے سنبھلنے کا موقع نہیں دیا اور اس کے بوٹ کی زوردار ضرب عمران کے جبڑے پر لگی۔

بلیو برڈ لڑنے کے معاملے میں برق تھا۔ اس کے جسم میں خون کی بجائے پارہ دوڑتا تھا۔ یہ بلیو برڈ ہی تھا جو عمران کے جبڑے پر ٹھوکر مار سکا تھا۔ جبڑے پر ٹھوکر پڑتے ہی عمران پلٹ کر گرا۔ بلیو برڈ نے اس کی کمر میں ایک اور بھرپور ضرب لگانی چاہی مگر اب عمران اسے کہاں موقع دیتا تھا۔ جیسے ہی عمران بجلی کی طرح مڑا اور دوسرے لمحے اس کا زوردار مکہ بلیو برڈ کی بائیں پسلی پر پوری قوت سے لگا اور بلیو برڈ کے منہ سے بے اختیار چیخ نکل گئی۔ پسلی ٹوٹنے کی آواز اس کی چیخ میں دب کر رہ گئی تھی۔ مکے کی ضرب میں کچھ اتنی شدت تھی کہ بلیو برڈ تقریباً اڑتا ہوا دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا تھا۔

"عمران کے چہرے پر ٹھوکر مارنے والا اپنا دوسرا قدم زمین پر نہیں رکھ سکتا۔"

عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

اس کے منہ سے خون کی ایک پتلی سی لکیر رینگ رہی تھی۔

پھر اس سے پہلے کہ بلیو برڈ دوبارہ سنبھلتا عمران نے پوری قوت سے فلائنگ کک اس کے سینے پر ماری اور اس بار بھی یک وقت اس کے سینے سے کئی ہڈیوں کے ٹوٹنے کی آوازیں نکلیں۔ بلیو برڈ کے منہ سے ایسی غراہٹ نکلی جیسے وہ سکرات کے عالم میں مبتلا ہو۔

عمران چند لمحے کھڑا فلائنگ کک کا رد عمل دیکھتا رہا۔ بلیو برڈ آہستہ آہستہ اوپر اٹھا وہ چند لمحے تک کھنچی کھنچی نظروں سے عمران کو دیکھتا رہا۔ اس کے منہ اور ناک سے بیک وقت خون کی دھاریں نکل رہی تھیں جس سے اس کا چہرہ خاصا بھیانک ہو گیا تھا اس کی گینڈے جیسی چوڑی چھاتی آہستہ آہستہ سکڑ رہی تھی۔ وہ یک ٹک عمران کو دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھوں میں عجیب سی نفرت تھی جسے الفاظ کا جامہ نہیں پہنایا جا سکتا۔

عمران بھی اپنی جگہ چوکنا کھڑا تھا۔ اسے اچھی طرح علم تھا کہ بجھتے ہوئے دیئے کی لو آخری بار ضرور بھڑکتی ہے اور وہی ہوا۔ بلیو برڈ نے اچانک اپنی جگہ سے چیتے کی طرح جست لگائی اور ساتھ ہی اس کے منہ سے ہو کی خوفناک آواز بھی نکلی اور وہ اڑتا ہوا عمران پر آیا۔ اس بار اس کا ایکشن ایسا تھا اور اس کی جست میں اتنی شدت تھی کہ عمران اگر اس کے داؤ میں آ جاتا تو یقیناً اس کے جسم کی ایک ہڈی بھی سلامت نہ بچتی۔ عمران اپنی جگہ سے ہلا بھی نہیں، جیسے ہی بلیو برڈ اڑتا ہوا اس پر آیا عمران نے اپنے جسم کو ہلکا سا جھٹکا دیا اور پھر اس کے جسم نے بندر کی طرح قلابازی کھائی

ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں اس کے ہاتھ فرش پر اور ٹانگیں فضا میں تھیں اور یہ وہی لمحہ تھا جب کہ بلیو برڈ کا جسم اس کے عین اوپر تھا۔ پھر عمران کے دونوں پیر بلیو برڈ کے جسم سے ٹکرائے۔ عمران نے اپنی ٹانگوں کو ہلکا سا جھٹکا دیا اور بلیو برڈ اس کی ٹانگوں سے دوبارہ اچھلا اور اس بار وہ گولی کی طرح سائیڈ کی دیوار کی طرف پلٹا اور پھر ایک زوردار دھماکے سے وہ دیوار سے ٹکرا چکا تھا۔ عمران اپنی قلابازی مکمل کر کے سیدھا ہو چکا تھا۔ بلیو برڈ کا سر پوری قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا اور بلیو برڈ کے منہ سے نکلی ہوئی آخری چیخ میں خرخراہٹ بھی شامل ہو گئی۔ اس کا سر خربوزے کی طرح پھٹ کر کئی قاشوں میں بٹ چکا تھا

سلیمان نے جو کھڑا یہ سب تماشا دیکھ رہا تھا بلیو برڈ کا یہ حشر دیکھ کر اپنی آنکھوں پہ ہاتھ رکھ لیا۔

عمران نے بڑے اطمینان سے ہاتھ جھٹکے اور پھر وہ سلیمان کی طرف مڑا۔

"اس کی لاش کو اٹھا کر میک اپ روم میں لے آؤ۔"

اس کے لہجے میں ایسی غراہٹ تھی جیسے برف باری کے موسم میں بھیڑیئے غراتے ہیں اور خود مڑ کر میک اپ روم کی طرف بڑھ گیا۔

جلد ہی سلیمان بلیو برڈ کی لاش اٹھا کر میک اپ روم میں لے آیا۔ عمران اس دوران کرسی پہ بیٹھا بلیو برڈ کا میک اپ کرنے میں مصروف تھا۔ تقریباً دو گھنٹے تک وہ اس کام میں مصروف رہا۔ جب وہ فارغ ہوا تو اسے دیکھ کر کوئی نہیں کہہ سکتا تھا کہ وہ بلیو برڈ نہیں ہے۔ اس نے میک اپ میں اپنا سپیشل فارمولا استعمال کیا تھا۔ یہ فارمولا اس کی اپنی ایجاد تھی۔ اس میں خصوصیت تھی کہ اس سے چہرے پہ تاثرات بھی باقاعدہ نمایاں ہوتے

تھے اور یہ امونیا تو ایک طرف رہا میک اپ واشر مشین سے بھی نہیں دھل سکتا تھا۔ اس نے مصنوعی طور پر دائیں ہاتھ کا انگوٹھا بھی ڈبل کر لیا۔

اس کے بعد اس نے بلیو برڈ پر اپنا میک اپ کرنا شروع کر دیا۔ لیکن ابھی اس نے آدھا میک اپ ہی کیا تھا کہ اچانک ایک خیال سے وہ رک گیا۔ دوسرے لمحے اس نے میک اپ کا سامان سمیٹنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے جھک کر بلیو برڈ کی لاش اٹھائی اور اسے لے کر وہ ڈرائنگ روم میں آ گیا۔ ڈرائنگ روم کی دائیں دیوار کی ایک مخصوص جگہ پر اس نے دو تین بار مخصوص انداز میں ہاتھ پھیرا اور دیوار درمیان سے شق ہو گئی۔ اب وہاں ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ عمران لاش لئے اندر چلا گیا۔ اس نے لاش کمرے کے درمیان میں پڑی بڑی سی میز پہ رکھی اور پھر اس کے کپڑے اتارنے لگا۔ تمام کپڑے اتار کر اس نے سائیڈ میں لگا ہوا ایک بٹن دبایا تو میز کے سامنے دیوار میں ایک بڑا خانہ کھل گیا۔ اندر ایک بہت بڑی برقی بھٹی نظر آ رہی تھی۔ بھٹی آہستہ آہستہ گرم ہوتی جا رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد بھٹی کا اندرونی ماحول دوزخ کا دہانہ نظر آنے لگا۔ عمران نے ایک اور بٹن دبایا تو میز فرش پہ بچھی ہوئی پٹڑی پہ دوڑتی ہوئی دہانے کی طرف بڑھنے لگی۔ دہانے کے ساتھ جیسے ہی میز کا کنارا لگا میز کا پچھلا حصہ آٹومیٹک انداز میں اٹھتا چلا گیا اور بلیو برڈ کی لاش ایک جھٹکے سے بھٹی میں جا گری۔ ایک زبردست شعلہ اٹھا اور پھر وہاں راکھ کا ایک ڈھیر بلیو برڈ کی یادگار رہ گیا۔ عمران نے بٹن بند کیا اور کمرے سے باہر نکل آیا۔

ڈرائنگ روم سے ہوتا ہوا وہ سیدھا پرائیویٹ ٹیلیفون والے کمرے کی طرف بڑھ گیا

اس نے نمبر ملائے اور جلد ہی رابطہ مل گیا۔

"جولیا سپیکنگ"

دوسری طرف سے جولیا کی مترنم آواز سنائی دی۔

"ایکسٹو"

عمران نے مخصوص خشونت آمیز لہجے میں کہا

"یس سر"

جولیا کا لہجہ اس بار گھبرایا ہوا تھا۔

"جولیا تمام ممبران کو کہہ دو کہ وہ شنگاگو جانے کی فوری تیاری کرلیں اور شام کو دانش منزل رپورٹ کریں اور کیپٹن شکیل جو کیفے ریڈ برج میں بیرے کی حیثیت سے کام کر رہا ہے اسے ٹرانسمیٹر پر آرڈر دے دو کہ وہ مجھے فوری ٹیلیفون کر کے رپورٹ کرے" عمران نے اسے ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر سر میرے لئے کیا حکم ہے۔ کیا میں بھی تیاری کروں"

جولیا نے ڈرتے ڈرتے سوال کیا۔

"جولی تم روز بروز احمق ہوتی چلی جا رہی ہو۔ تمام ممبران سے صاف ظاہر ہے کہ تمہیں بھی جانا ہوگا۔ کیا تم ممبران سے علیٰحدہ ہو"

عمران نے سخت غصے کے عالم میں کہا۔

"سوری سر"

جولیا کا گھبرایا ہوا لہجہ ٹیلیفون پر صاف محسوس ہو رہا تھا۔

عمران نے رسیور رکھتے ہوئے باقاعدہ دیوار کو آنکھ ماری، اس کے لبوں پر بڑا

دلآویز تبسم تھا۔

"سلیمان"

اس نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے بڑے سنجیدہ لہجے میں سلیمان کو آواز دی اور پلک جھپکتے ہی سلیمان وہاں پہنچ گیا، وہ اب بھی میک اپ میں تھا اور ہاتھ میں سٹین گن پکڑی ہوئی تھی۔

"فرمائیے جناب"

سلیمان نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا

سلیمان عمران کے موڈ کو اچھی طرح پہچانتا تھا اور مذاق صرف اسی وقت کرتا تھا جب وہ عمران کو مذاق کے موڈ میں محسوس کرتا۔ اب عمران کے لہجے سے اسے اندازہ ہو گیا کہ عمران بےحد سنجیدہ ہے اس لئے اس نے بھی بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تم یہ میک اپ اتار دو اور سنو میں آج یہاں سے ایک لمبی مدت کے لئے جا رہا ہوں جو کوئی بھی آئے اسے کہہ دینا کہ مجھے کوئی علم نہیں ہے۔"

عمران نے اسے سنجیدگی سے سمجھایا۔

"کیا علم نہیں"

سلیمان نے بڑی معصومیت سے جواب دیا

عمران نے جواب دینے کی بجائے سلیمان کو گھورنا شروع کر دیا۔ عمران کی آنکھوں میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔ سلیمان گھبرا گیا۔

"جج۔ جناب"

اس سے گھبراہٹ میں بات نہ کی جا سکی

"سلیمان۔ میں بات دہرانے کا عادی نہیں ہوں۔ جاؤ جو کچھ میں نے کہا ہے ویسا ہی کرنا، ورنہ......"

عمران نے دانستہ طور پر ورنہ پر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"اچھا۔ جی۔ جناب"

سلیمان تیزی سے واپس مڑ گیا۔ وہ عمران کے خطرناک موڈ سے خاصا خوفزدہ ہو گیا تھا۔ اتنے میں میز پر پڑے ہوئے چھوٹے سے ٹرانسمیٹر سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا دیا۔ اس میں لگا ہوا سرخ رنگ کا بلب جلنے بجھنے لگا۔ سیٹی کی آواز نکلنی بند ہو گئی اور کیپٹن شکیل کی آواز ابھر آئی

"شکیل اسپیکنگ اوور"

"ایکسٹو"

عمران نے مخصوص لہجے میں کہا۔

"سر! مجھے جولیا نے فون کیا تھا کہ آپ سے رابطہ قائم کروں۔ اوور"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"کیپٹن شکیل۔ پرنس ظفر اس وقت کہاں ہے۔ اوور"

عمران نے سوال کیا۔

"وہ اس وقت اپنے کمرے میں موجود ہے سر۔ اوور"

کیپٹن شکیل نے جواب دیا

"اچھا سنو۔ میں ایک آدمی وہاں بھیج رہا ہوں کوڈ ایکسٹو ہوگا۔ اس نے پرنس ظفر کی جگہ لینی ہے۔ تم پرنس ظفر کو بیہوش کر کے دانش منزل لے آنا۔ اوور"

عمران نے کیپٹن شکیل کو ہدایت دیتے ہوئے کہا

"بہتر جناب میں اس آدمی کا منتظر رہوں گا۔ کیا کوئی ممبر ہوگا۔ اوور"

کیپٹن شکیل نے جواب دیا

"کیپٹن کیا کیمپ میں دو دن ہیرا گیری کرنے سے تمہاری عقل گھاس چرنے چلی گئی ہے۔ جب میں کہہ رہا ہوں کہ وہ تمہیں کوڈ بتائے گا تو پھر ممبر کیسے ہو سکتا ہے۔ اوور"

عمران نے انتہائی سخت لہجے میں کہا۔

"سوری سر۔ میں سمجھا کہ شاید میرے میک اپ کی وجہ سے کوڈ بتلاتے گا۔ اوور"

کیپٹن شکیل نے معذرت آمیز لہجے میں کہا۔

"او۔کے۔ اوور اینڈ آل"

عمران نے جواب دیا اور ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

ٹرانسمیٹر کو اٹھا کر اس نے ایک خفیہ الماری میں رکھا اور پھر ڈریسنگ روم میں چلا گیا۔ ضروری چیزیں جیب میں ڈالنے کے بعد وہ وہاں سے نکلا اور پھر دروازے سے سے ہوتا ہوا وہ فلیٹ سے باہر نکل آیا۔ چونکہ وہ بلیک برڈ کے میک اپ میں تھا اس لئے سامنے کے دروازے سے باہر آیا۔

فلیٹ سے نکل کر وہ جیسے ہی سڑک پر آیا ایک آدمی ستون کی آڑ سے نکل کر تیزی سے اس طرف بڑھا۔

"کام ہو گیا!"

اس نے عمران سے سوال کیا۔

"ہاں۔ عمران ختم ہو گیا۔"

عمران نے بلیو برڈ کے لہجے میں جواب دیا۔ ویسے لہجہ کاٹ کھانے والا ہی تھا۔

وہ آدمی اتنا سنتے ہی تیزی سے دوبارہ ستون کی آڑ میں چلا گیا۔ شاید وہ پرنس ظفر کو رپورٹ دینے گیا تھا۔

عمران تیزی سے ایک گلی میں مڑا اور پھر جلد ہی دوسری بڑی سڑک پر پہنچ گیا۔ ٹیکسی بھی جلد ہی اسے مل گئی۔ اس لئے تقریباً دس منٹ بعد وہ دانش منزل پہنچ گیا۔

اس نے ایک خفیہ بٹن دبا کر گیٹ کی ذیلی کھڑکی کھولی اور اندر داخل ہو گیا۔ اسے علم تھا کہ بلیک زیرو آپریشن روم میں بیٹھا اسے چیک کر رہا ہو گا اور چونکہ وہ بلیو برڈ کے میک اپ میں ہے۔ اس لئے ظاہر ہے بلیک زیرو اسے ٹریپ کرنے کا پروگرام بنا رہا ہو گا۔

چنانچہ عمران نے اندر داخل ہوتے ہی دایاں ہاتھ سر سے اونچا کر کے ایک مخصوص اشارہ کیا۔

اور پھر تیزی سے آپریشن روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب کم از کم بلیک زیرو اسے بغیر پوچھے گولی نہیں مارے گا۔

چنانچہ جیسے ہی وہ آپریشن روم میں داخل ہوا۔ بلیک زیرو کی مشین گن کا رخ حسب توقع اس کے سینے کی طرف ہی تھا۔

"ہینڈز اپ۔"

بلیک زیرو نے سخت لہجے میں کہا

"ارے گولی نہ مار دینا ورنہ میں شہید کا لاحقہ کہلاؤں گا اور صفر کے لاحقوں مرنا تو حرام موت ہے۔ ہاں کوئی کرنل روکر وڈ مارے تو بات بھی بنے۔"

عمران نے اپنے اصل لہجے میں کہا

اور بلیک زیرو نے مشین گن جھکا لی۔

"عمران صاحب آپ اس حلیئے میں"

بلیک زیرو کے لہجے میں شدید حیرت تھی۔

"تو کیا تمہارا چون نہیں بدلی۔ رنگ ہی تو بدلا ہے۔ بلیک ایگل کی بجائے بلیو برڈ ہی بنا ہوں۔ رہا تو پرندے کا پرندہ ہی"

عمران نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

اور بلیو برڈ کا نام سن کر بلیک زیرو بھی چونک پڑا۔

"یہ کیا چکر ہے عمران صاحب"

بلیک زیرو نے بھی اب کرسی سنبھال لی تھی۔

"چکر وکر چھوڑو میری بات غور سے سنو۔ وقت تھوڑا ہے اور کام بہت زیادہ"

عمران نے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔

اور بلیک زیرو بھی چونک کر سیدھا ہو گیا۔

"تم نے پرنس ظفر کی نگرانی کرنی ہے اور میں بعد لبران کے شکاگو جا رہا ہوں۔ سلور گراہم کا ہیڈ کوارٹر وہیں ہے۔ میں کرنل فریدی سے پہلے وہاں پہنچنا چاہتا ہوں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ میں وہاں جھک مارتا رہ جاؤں اور کرنل فریدی اس چاندی کی لڑکی سے شادی رچا بیٹھے۔"

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

اور پھر عمران تفصیل سے پرنس ظفر اور سمگلر کے متعلق تمام معلومات جو اس نے بلیو برڈ سے حاصل کی تھیں، بلیک زیرو کو بتلانے لگا۔

"آپ نے بلیو برڈ پر کیسے قابو پایا۔ یہ تو یوں لگتا ہے جیسے آپ نے بلیو برڈ کو ہپناٹائز کر کے تمام معلومات لے لی ہوں۔"

بلیک زیرو اتنی تفصیلی معلومات پر شدید حیرت زدہ تھا۔

اسی لئے تو مجھے ایک باقاعدہ ڈرامہ کھیلنا پڑا۔ کیونکہ میں بلیو برڈ جیسے مجرموں کی نیچر کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ یہ لوگ بڑے اطمینان سے اپنی بوٹی بوٹی علیحدہ کروا سکتے ہیں، مگر ایک لفظ بھی نہیں بتلاتے۔ ان سے معلومات لینے کا یہی ایک نفسیاتی طریقہ تھا جو میں نے استعمال کیا"

عمران نے جواب دیا۔

"آپ کا ہی دماغ ہے جو ایسے مجرموں سے نبٹ لیتا ہے۔"

بلیک زیرو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب باتیں ختم۔ تم پرنس ظفر کا میک اپ کر لو اور پھر کیفے ریڈ برج میں کیپٹن شکیل سے مل لو۔ وہ بیرے کے روپ میں ہے تم اسے قد و قامت کے لحاظ سے پہچان جاؤ گے۔ کوڈ ایکسٹو استعمال کرنا۔"

عمران نے جیب سے پرنس ظفر کا فوٹو نکال کر بلیک زیرو کو دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"

بلیک زیرو فوٹو لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

"تم میک اپ کرا آؤ۔ پھر میں تمہیں مزید ہدایات دوں گا۔"

عمران نے کہا

اور پھر آنکھیں بند کر لیں۔

بلیک زیرو میک اپ روم کی طرف مڑ گیا۔

مادام سلوانا جیسے ہی گاڑی سے اتری۔ ایک ملازم نے تیزی سے اس کے پاس آکر کہا

"ایمرجنسی کال مادام"۔

"اوہ"

مادام سلوانا نے چونک کر جواب دیا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی ہوئی کوٹھی کے اندرونی کمروں میں داخل ہو گئی۔ مختلف کمروں سے ہوتی ہوئی وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں آئی اور اندر داخل ہو کر اس نے دروازہ بند کر کے چٹخنی چڑھا دی۔ اس کے بعد اس نے دروازے کی سائیڈ پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبایا اور دوسرے لمحے وہ پورا کمرہ نیچے دھنسنا شروع ہو گیا۔ کمرہ کسی ماڈرن لفٹ کی طرح نیچے اترتا چلا جا رہا تھا۔

مادام ایک کرسی پر بیٹھ گئی وہ بغور دروازے کو دیکھ رہی تھی۔ تقریباً بیس منٹ کے بعد کمرہ ساکت ہو گیا۔

مادام تیزی سے اٹھی اور پھر اس نے چٹخنی اتار کر دروازہ کھول دیا۔ آگے ایک چھوٹی سی راہداری تھی۔ مادام راہداری میں چلتی ہوئی ایک دروازے کے سامنے رکی اور اس کے رکتے ہی دروازہ خودکار انداز میں کھلتا چلا گیا۔ یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں بےشمار خودکار ٹرانسمیٹر کام کر رہے تھے۔ ہال کے درمیان میں ایک بہت بڑی میز کے گرد رکھی ہوئی کرسیوں میں سے ایک پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے چہرے پر قدرے پریشانی کے آثار نمایاں تھے۔

مادام کو اندر داخل ہوتے دیکھ کر وہ تیزی سے اٹھا اور پھر مؤدبانہ انداز میں جھکتا چلا گیا۔

"ہیمر شولڈ کیا پوزیشن ہے۔"

مادام نے ایک بڑی کرسی پر بیٹھتے ہوئے انتہائی سخت سخت لہجے میں پوچھا

"مادام ایسٹ ونگ سے انتہائی پریشان کن خبریں آ رہی ہیں۔ نیدرلینڈ میں ہیڈ کوارٹر کا انچارج مسٹر نیلا گل اپنے دفتر میں مردہ پایا گیا۔ معلوم ہوا کہ کرنل فریدی اور اس کا اسسٹنٹ اس سے ملنے گئے تھے۔ کافی دیر بعد جب وہ واپس ہوئے تو نیلا گل کو مرے کافی عرصہ گزر چکا تھا۔ اب کرنل فریدی اور کیپٹن حمید دونوں کیمسر غائب ہیں۔ ان کا کوئی پتہ نہیں چل رہا خیال ہے کہ وہ نیدرلینڈ سے باہر چلے گئے ہیں۔"

ہیمر شولڈ نے مؤدبانہ انداز میں تفصیل بتلائی۔

"ویری بیڈ"

مادام سلوانا نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"اور پاکیشیا میں ایکسٹو کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ پرنس ظفر کی خصوصی دعوت پر میں نے بلیو برڈ کو وہاں بھیجا تھا۔ بلیو برڈ نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ عمران کو قتل کر چکا ہے مگر عمران کی لاش نہیں مل سکی۔ بلیو برڈ کے کہنے کے مطابق عمران کی لاش اس نے فلیٹ میں چھوڑ دی تھی۔ پرنس ظفر کے آدمی عمران کے فلیٹ کی نگرانی کر رہے تھے۔ بلیو برڈ اندر گیا اور تقریباً تین گھنٹے بعد واپس آیا نگرانی اس کے بعد بھی جاری رہی اور کوئی شخص فلیٹ سے باہر آیا اور نہ اندر گیا۔ مگر صبح چیکنگ کے بعد معلوم ہوا کہ عمران غائب ہے۔ صرف اس کا باورچی سلیمان وہاں تھا۔ اس کے کہنے کے مطابق عمران کا کوئی پتہ نہیں۔"

"بلیو برڈ اب کہاں ہے۔"

مادام نے سوال کیا۔

"پاکیشیا میں موجود ہے اور آپ کی دوسری ہدایت کا منتظر ہے۔"

ہیرشولڈ نے مودبانہ انداز میں جواب دیا

"اس سے بات کراؤ۔"

مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"او۔ کے"

ہیرشولڈ نے کہا اور اس نے پھرتی سے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا۔ سامنے لگے ہوئے ٹرانسمیٹرز کی لمبی قطار میں سے چوتھے ٹرانسمیٹر میں سے ہلکی سی سیٹی کی آواز سنائی دی اور پھر ٹرانسمیٹر کے اوپر فٹ بڑی سی سکرین روشن ہوگئی۔ سکرین پر بجلی کے

کوندے لپک رہے تھے۔ مگر چند لمحوں بعد سکرین صاف ہوگئی اور اب وہاں بلیو برڈ کی تصویر نظر آرہی تھی۔

"ہیلو بلیو برڈ سلور گرل ہیڈ کوارٹر کالنگ۔ اوور"

ہیرشولڈ نے میز کی دراز سے ایک چھوٹا سا مائیکروفون نکال کر اس کی سائیڈ میں لگے ہوئے بٹن کو دباتے ہوئے کہا۔

"یس بلیو برڈ آن دی لائن سر۔ اوور"

دوسری طرف سے بلیو برڈ کے ہونٹوں کو حرکت ہوئی۔

"کوڈ پلیز۔ اوور"

ہیرشولڈ نے بھرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"سکس نائن مشن ٹو سپیشل کیٹگ۔ اوور"

بلیو برڈ نے جواب دیا

"او کے سلور گرل سے بات کرو۔ اوور"

ہیرشولڈ نے مائیکروفون مودبانہ انداز میں مادام کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

"یس میڈم۔ اوور"

بلیو برڈ کے لہجے میں بے حد انکساری تھی۔

"بلیو برڈ کیا تم اپنے مشن میں کامیاب ہوگئے۔ اوور"

سلور گرل کے لہجے میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔ اس وقت اس خوبصورت چہرے کے تمام نقوش یکسر بدل چکے تھے۔ اس کی آنکھوں سے شعلے لپک رہے تھے اور چہرے کے نقوش سخت ہوگئے تھے۔ چٹان کی طرح سخت۔

"یس میڈم، میں نے ماسٹ عمران کو قتل کر دیا ہے ۔ اوور"

بلیو برڈ نے جواب دیا

" کیا واقعی بلیو برڈ تم جانتے ہو جھوٹ بولنے کی سزا کیا ہے ۔ اب بتلاؤ کیا واقعی

تم اپنے مشن میں کامیاب رہے ۔ اوور"

سلور گرل کا لہجہ پہلے سے بھی زیادہ بھیانک ہو گیا ۔

" یس میڈم آپ یقین کریں میں تنظیم کے ساتھ جھوٹ بولنے کا تصور بھی نہیں

کر سکتا ۔ میں نے واقعی عمران کو قتل کر دیا ۔ اوور"

بلیو برڈ کے لہجے میں ادب کے ساتھ ساتھ مکمل اعتماد بھی تھا ۔

" مگر ہمیں رپورٹ ملی ہے کہ اس کی لاش غائب ہے جب کہ اس کے فلیٹ

کی مکمل نگرانی ہو رہی تھی ۔ اوور"

مادام نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا ۔

" مادام اس بارے میں میں کیا کہہ سکتا ہوں ۔ میرے ذمے صرف یہ ڈیوٹی تھی کہ

میں اسے قتل کر دوں ۔ چنانچہ میں نے اپنی ڈیوٹی ادا کر دی ۔ اب لاش کہاں ہے میں کیا

کہہ سکتا ہوں ۔ اوور"

بلیو برڈ نے جواب دیا ۔

" ہونہہ تم کل ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرو ۔ اوور اینڈ آل" ۔

مادام سلوانا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا ۔ اور مائیکروفون ہیر شولڈ کی طرف بڑھا دیا ۔

ہیر شولڈ نے بٹن بند کر کے ٹرانسمیٹر آف کر دیا

" پرنس ظفر سے بات کراؤ ۔"

نے ہیر شولڈ کو حکم دیتے ہوئے کہا ۔

او کے ۔"

ر شولڈ نے جواب دیا

اور پھر ایک بٹن دبا دیا ۔ اس بار ایک اور ٹرانسمیٹر جاگ پڑا ۔ جلد ہی اس کی سکرین

رنس ظفر کی تصویر ابھر آئی

" ہیلو پرنس ظفر سلور گرل ہیڈ کوارٹر کالنگ یو ۔ اوور"

ر شولڈ نے سخت لہجے میں کہا ۔

" یس پرنس ظفر سپیکنگ ۔ اوور"

سری طرف سے پرنس ظفر کی مودبانہ آواز سنائی دی ۔

" کوڈ پرنس ظفر ۔ اوور" ۔

ر شولڈ نے کہا ۔

" ایس ۔ جی نمبر الیون چیف آف ایس ۔ ایچ کیو پاکیشیا ۔ اوور" ۔

نس ظفر نے کوڈ دہراتے ۔

" او ۔ کے سلور گرل سے بات کرو ۔ اوور" ۔

ر شولڈ نے تسلی ہونے کے بعد مائیکروفون مادام کی طرف بڑھا دیا ۔

" پرنس ظفر عمران کی لاش کہاں ہے ۔ اوور" ۔

ام نے سپاٹ لہجے میں سوال کیا ۔

" مادام فلیٹ میں کوئی لاش موجود نہیں ہے اور نہ ایسے اثرات وہاں موجود ہیں جس سے

پہلے کر وہاں کسی قسم کا جھگڑا ہوا ہے ۔ میرے آدمی تمام رات فلیٹ کی مکمل نگرانی کرتے

رہے ہیں۔ صرف بلیو برڈ وہاں گیا ہے اور وہی تین گھنٹے بعد واپس آیا
جب اس نے مجھے رپورٹ دی کہ وہ عمران کو قتل کر آیا ہے تو میں نے فلیٹ
چیک کرایا مگر وہاں صرف عمران کے باورچی کے اور کچھ نہ تھا۔ اوور"

پرنس ظفر نے تفصیل بتلائی۔

"تمہارا کیا خیال ہے کہ بلیو برڈ کے جانے سے پہلے وہاں عمران موجود تھا۔ اوور"

مادام نے چیختے ہوئے لہجے میں سوال کیا

"یس مادام۔ آئی ایم شیور عمران فلیٹ میں موجود تھا۔ اوور"۔

پرنس ظفر نے پراعتماد لہجے میں جواب دیا

"پھر آخر وہ کہاں گیا۔ کیا وہ یا اس کی لاش ہوا میں غائب ہو گئی۔ آخر
کیا پرابلم ہے۔ تم کہتے ہو عمران موجود تھا۔ بلیو برڈ کہتا ہے میں نے اسے قتل
تم کہتے ہو تمہارے آدمی وہاں مکمل نگرانی کرتے رہے اور اب عمران یا اس
کی لاش غائب ہے آخر وہ گیا کہاں۔ اور سنو کیا تم نے اس کا ٹیلیفون
ٹیپ کیا تھا۔ اوور"۔

"میں کیا کہہ سکتا ہوں مادام۔ ویسے وہ ایسا ہی عجیب و غریب آدمی
ہر بات جو بظاہر ناممکن نظر آتی ہے اس کے لیے ممکن ہے اور مجھے
اس بات پر بھی شبہ ہے کہ بلیو برڈ نے اسے قتل بھی کیا ہے یا نہیں۔ کیونکہ
اتنی آسانی سے قتل ہونے والوں میں سے نہیں۔ ٹیلیفون ٹیپ کیا گیا تھا مگر وہ
قطعی خاموش رہا۔ اوور"

"تم ہیڈکوارٹر کے آدمی پر شبہ کر رہے ہو پرنس ظفر۔ یاد رکھو اگر آئندہ
ایسا سوچا بھی تو موت تمہارے قریب موجود ہو گی۔ اوور"
نے انتہائی سخت لہجے میں کہا

ور سکرین پر پرنس ظفر کا چہرہ خوفزدہ نظر آنے لگا۔

معافی چاہتا ہوں مادام اوور"

ظفر نے بڑے انکسارانہ لہجے میں جواب دیا۔

ایکسٹو کے متعلق تمہیں کہاں تک کامیابی ہوئی۔ اوور"

م نے ایک اور سوال کیا۔

میرے آدمی اس کی تلاش میں ہیں مادام۔ ایک دفعہ وہ ٹریس ہو جائے
ہیں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔ اوور"

ل ظفر نے جواب دیا

جتنی جلدی خوشخبری سناؤ گے اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا سمجھے۔ اوور
آل"

م نے کہا اور پھر مائیکرو فون سپیر شولڈ کی طرف بڑھا دیا۔ سپیر شولڈ نے بٹن
کر کے مائیکروفون میز پر رکھ دیا۔

تمہارا کیا خیال ہے سپیر شولڈ۔ عمران کی لاش کہاں غائب ہوئی ہو گی"۔

م نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

میرا خیال ہے مادام عمران کے باورچی نے لاش کہیں تہہ خانے میں چھپا
ہو گی"۔

ہیمر شولڈ نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"نہیں اس کے باورچی کو ایسا کرنے کی کیا ضرورت تھی۔ وہ لاش چھپانے کی بجائے یقیناً ٹیلیفون پر کسی کو اطلاع کرتا۔ جب کہ پرنس ظفر کے کہنے کے مطابق ٹیلیفون قطعی خاموش رہا۔"

مادام نے جواب دیا۔

چند لمحے تک خاموشی رہی۔

پھر مادام نے سکوت توڑا۔

"ہیمر شولڈ کل جب بلیو برڈ ہیڈ کوارٹر رپورٹ کرے اسے فوراً میرے سامنے پیش کیا جائے اور ہاں بھاگل کے بجائے نیدرلینڈ میں تم نے کوئی چیف مقرر کیا۔"

مادام نے سوال کیا۔

"یس مادام میں نے بھاگل کی جگہ وہاں کے اسسٹنٹ چیف ٹرنٹ کو چیف مقرر کر دیا ہے۔ وہ بھاگل کے بعد سب سے اہم آدمی ہے اور ایک خفیہ رپورٹ کے مطابق بھاگل بھی دراصل ٹرنٹ کے بل بوتا پر کام کر رہا تھا۔ اس لئے میرا خیال ہے ٹرنٹ بھاگل سے زیادہ کام کا آدمی ہے۔ میں نے اسے ایمرجنسی طور پر کرنل فریدی کی تلاش کا کام بھی دے دیا ہے۔"

ہیمر شولڈ نے تفصیل بتلائی۔

"اوکے"

مادام کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔ "بہت زیادہ ہوشیاری کی ضرورت ہے ایشیا ونگ ہماری توقعات سے زیادہ سخت ثابت ہو رہا ہے۔ میں یہ ہرگز برداشت نہیں کروں گی کہ ایشیائی جاسوسوں کی وجہ سے ہماری مقدس تنظیم کو کوئی نقصان پہنچے"۔

"بے فکر رہیں مادام ایسا نہیں ہوگا۔"

ہیمر شولڈ نے جواب دیا

اور مادام سر ہلاتی ہوئی باہر چلی گئی۔

فریدی نے جنونیوں کے انداز میں میز کے کنارے پر لگے ہوئے تمام بٹن بیک وقت دبا دیئے۔ گیس والا بٹن دوبارہ دبتے ہی گیس کا اخراج تیزی سے کم ہونے لگا۔ ساتھ ہی شیشے کی دیوار اور دروازے پر پڑا ہوا آہنی شٹر بھی بیک وقت اٹھتا چلا گیا۔ کرنل فریدی شیشے کی دیوار اٹھتے ہی سانس روک کر تیزی سے کیپٹن حمید کی طرف بڑھا۔ اس کا انداز جنونی تھا۔ اسے کیپٹن حمید کی موت کا شدید خطرہ تھا۔ مگر جیسے ہی وہ کیپٹن حمید کے قریب پہنچا کیپٹن حمید نے تیزی سے آنکھیں کھول دیں اور پھر کرنل فریدی کو اپنے سر پر موجود دیکھ کر بڑے سٹائل سے اُسے آنکھ مار دی۔

کرنل فریدی کے روئیں روئیں میں مسرت کی لہریں دوڑنے لگیں۔ کیپٹن حمید

نہ صرف زندہ تھا بلکہ پوری طرح ہوش و حواس میں بھی تھا۔ حمید کی طرف سے مطمئن ہونے کے بعد کرنل فریدی دوسرے آدمی کی طرف مڑا وہ آدمی ختم ہو چکا تھا۔ کرنل فریدی کو حیرت تھی کہ حمید بچ کیسے گیا۔ وہ حمید کی طرف مڑا تو حمید اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ اس سے پہلے کہ کرنل فریدی اس سے کچھ پوچھے حمید نے منہ کھولا اور دوسرے لمحے ببل گم کا غبارہ اس کے منہ سے باہر نکل آیا اور کرنل فریدی نے ایک طویل سانس لی۔ کیپٹن حمید کے بچ جانے کی وجہ اب اس کی سمجھ میں آ گئی تھی

کیپٹن حمید نے نیچے کاؤنٹر سے ببل گم خریدی اور جب وہ کمرے میں داخل ہوا تو ببل گم اس کے منہ میں تھی۔ اس سے بننے والے غبارے نے چونکہ منہ بند کر دیا تھا اس لئے گیس کا فوری اثر اس پر نہ ہو سکا اور گیس کو محسوس کرتے ہی چند لمحوں کے لئے تو کیپٹن حمید بھی سانس روک سکتا تھا۔ کرنل فریدی کو بھی صرف یہی خطرہ تھا کہ گیس کا فوری اثر کیپٹن حمید کے لئے مہلک ہو گا۔

کیپٹن حمید کی طرف سے اطمینان ہونے کے بعد کرنل فریدی نے تیزی سے بھاگل کے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی اور پھر اس کی آفس ٹیبل کی ایک خفیہ دراز سے اسے چند ایسی دستاویزات مل گئیں جن سے سلور گرل کے ہیڈکوارٹر اور اس کی تنظیم کے متعلق خاصی معلومات مل سکتی تھیں۔ کرنل فریدی نے دستاویزات جیب میں ڈالیں اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل آیا۔ کیپٹن حمید بھی اس کے پیچھے تھا۔ کیپٹن حمید سے پہلے اندر آنے والا وہ مسلح دربان تھا جو بھاگل کے کمرے کے باہر موجود تھا۔ وہ دونوں لفٹ کے ذریعے گراؤنڈ فلور پر آئے اور پھر کاؤنٹر کے

سامنے سے ہوتے ہوئے ہوٹل سے باہر نکل آئے۔ کاؤنٹر پر موجود کاؤنٹر مین انہیں دیکھ کر سخت حیرت زدہ رہ گیا شاید اسے بھاگل کے پروگرام کا علم تھا اور کرنل فریدی کا یوں زہریلی گیس سے بچ کر نکل آنا ہی اسے حیرت زدہ کئے ہوئے تھا۔ وہ تو شاید کچھ اور سمجھے ہوئے تھا۔

ان کی کار تو چونکہ تباہ ہو چکی تھی اس لئے وہ ٹیکسی میں بیٹھ کر کوٹھی پہنچ گئے۔

پھر دونوں جیسے ہی ڈرائنگ روم میں داخل ہوئے وہاں قاسم کو بیٹھے دیکھ کر چونک پڑے۔ قاسم کے چہرے پر جلال کا عالم تھا۔ مگر کرنل فریدی کو دیکھ کر اس کے چہرے پر خوف کے آثار پیدا ہوگئے۔ وہ شاید کیپٹن حمید کا انتظار کر رہا تھا۔

"کیا بات ہے قاسم"۔

کرنل فریدی نے اس کے چہرے پر خوف اور غصے کے ملے جلے تاثرات دیکھتے ہوئے قدرے نرم لہجے میں کہا۔

"فف۔ فف فریدی صاحب میں حمید کو کتل کر دوں گا"۔

اس کے منہ سے بڑی مشکل سے یہ الفاظ نکلے۔

"ارے تو پھر اس میں غصے کی کیا بات ہے بس تم مجھے پھونک مار دو میں یقیناً دیوار سے ٹکرا کر مر جاؤں گا"۔

کیپٹن حمید نے جو کرنل فریدی کے پیچھے موجود تھا اسے چڑاتے ہوئے کہا۔

"واہ پھر کتل تو نہ ہوا۔ میں تو تمہیں کتل کر دوں گا"۔

قاسم چیخ پڑا۔

اور کرنل فریدی مسکراتا ہوا ڈرائنگ روم سے نکل کر اپنے مخصوص کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

"تمہیں پتہ ہے کرنل فریدی قاتل کو کیا سزا دیتے ہیں"۔

کیپٹن حمید نے بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

"کیا سجا دیتے ہیں"۔

قاسم نے بڑے معصوم لہجے میں پوچھا

"وہ قاتل کی بوٹی بوٹی علیحدہ کر کے چیل کوؤں کو کھلا دیتے ہیں"

کیپٹن حمید نے اسے بتایا۔

"ارے باپ رے"۔

قاسم شدید خوفزدہ ہو گیا۔ مگر دوسرے لمحے اس کے ذہن میں نہ جانے کیا آیا

"تو تم مجھے کتل کر دو۔ خدا کے لئے مجھے کتل کر دو"۔

قاسم نے باقاعدہ گڑگڑاتے ہوئے کہا۔ اس کی آنکھوں میں مسرت کی مخصوص چمک تھی۔

"ارے مگر وہ کیوں"

حمید اس کی اس اچانک کایا پلٹ پر حیرت زدہ رہ گیا

"تاکہ فریدی صاحب تمہاری بوٹیاں کر کے چیل کوؤں کو کھلا دیں"

قاسم نے اپنے فیصلے کی وجہ بتلاتے ہوئے کہا اور حمید نے گلے سے نکلنے والے بے ساختہ قسم کے قہقہے کو بڑی مشکل سے روکا۔

"مگر تم مجھے کیوں قتل کرنا چاہتے تھے۔

حمید نے بڑی سنجیدگی سے پوچھا

"تم نے چھپکلی بیگم کو فون پر غلط کیوں بتایا تھا کہ میں نے نئی سیکرٹری رکھی ہے۔"

قاسم نے بڑی معصومیت سے جواب دیا

"ارے تو یہ بات ہے دراصل مسئلہ یہ ہے کہ تمہاری چھپکلی بیگم نے مجھے تمہاری جاسوسی کرنے کے لئے پانچ ہزار روپے دیئے تھے۔"

حمید نے بڑی معصومیت سے کہا۔

"کیا کہا تمہیں پانچ ہزار روپے دیئے یعنی کہ اس نے میری کئی حلال کی کمائی حرام کر دی میں ابھی اسے قتل کر دوں گا۔"

قاسم ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کا چہرہ غصے سے سرخ ہو رہا تھا۔

"ایک بڑی تگڑی سی فل فلوٹی آج تمہارا پوچھ رہی تھی۔"

اچانک حمید نے کہا

"مذاق نہ کرو ہی ہی"

قاسم کا تمام غصہ ہوا ہو گیا۔ اس نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا بس ذہنی رو تھی پلٹ گئی اور حمید تو اس کی رگ رگ سے واقف تھا۔

"صحیح کہہ رہا ہوں آج شام کو کلیسٹی ہوٹل چلو اور ملوا دوں گا بڑی تگڑی فل فلوٹی ہے خدا کی قسم"

حمید نے بڑے عاشقانہ انداز میں آنکھ مارتے ہوئے کہا

"ہی ہی تم میرے بڑے اچھے دوست ہو"

قاسم اب باقاعدہ خوشامد پر اتر آیا

اتنے میں ملازم نے آ کر حمید سے کہا کہ فریدی صاحب اسے اپنے کمرے میں بلا رہے ہیں۔

"تم اب جاؤ قاسم شام کو کلیسٹی ضرور آنا۔ میں ملوا دوں گا"

حمید نے اٹھتے ہوئے کہا

"اچھا۔"

قاسم نے کہا

مگر دوسرے لمحے وہ چونک پڑا۔ کوئی گھپلا تو نہیں ہے اس کے لہجے میں تشویش تھی

"ارے نہیں میں اسے بہن بنا دوں گا تم بے فکر رہو۔"

حمید نے اسے تھپکی دیتے ہوئے کہا

"پھر ٹھیک ہے"

قاسم مطمئن ہو گیا اور پھر خاموشی سے چلا گیا۔ اسے شاید جاتے وقت یاد بھی نہ رہا ہو گا کہ وہ کس مقصد کے تحت آیا تھا۔

حمید جب فریدی کے کمرے میں گیا تو فریدی ٹرانسمیٹر آگے رکھے خاموش بیٹھا تھا۔ اس کے چہرے پر معمول سے کچھ زیادہ ہی سنجیدگی تھی۔

حمید خاموشی سے قریبی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اتنے میں ٹرانسمیٹر میں سے سیٹی کی آواز نکلی۔ فریدی نے بٹن آن کر دیا

"ہیلو ہیلو ہارڈسٹون الیون زیرو سپیکنگ اوور"

دوسری طرف سے بھرائی ہوئی آواز نکلی

"یس ہارڈسٹون سپیکنگ اوور۔"

فریدی نے بڑے سخت لہجے میں جواب دیا

"عمران کو بلیو برڈ نے قتل کر دیا ہے اور بلیو برڈ بھی ملک سے چلا گیا ہے۔ اوور"

الیسون زیرو نے تبلایا۔

"عمران کو قتل کر دیا ہے۔ کیا عمران کی لاش تم نے خود دیکھی ہے۔ اوور"

فریدی نے حیرت زدہ لہجے میں کہا

حمید جو قریب ہی بیٹھا تھا وہ بھی عمران کے قتل کا سن کر بری طرح چونک پڑا۔ واقعی یہ ایک ناممکن امر تھا کہ عمران اتنی آسانی سے قتل کر دیا جائے۔

"نہیں جناب، اس کی لاش کا کوئی پتہ نہیں چل رہا۔ بلیو برڈ کے کہنے کے مطابق اس نے لاش عمران کے فلیٹ میں چھوڑ دی تھی۔ مگر اب لاش نہیں ہے۔ اوور"۔

زیرو الیون نے جواب دیا۔

"کیا سلور گرل نے اس بات پر یقین کر لیا ہے اوور"

فریدی نے سوال کیا۔

"جی ہاں بلیو برڈ کی واپسی سے صاف ظاہر ہے کہ انہوں نے بلیو برڈ کی بات پر یقین کر لیا ہے اوور"

زیرو الیون نے جواب دیا۔

"تو پھر سلور گرل احمقوں کا ادارہ ہے۔ تم فوری طور پر پتہ کرو کہ ایکسٹو کی ٹیم کے باقی ممبران کہاں ہے اور کیا کر رہے ہیں۔ ان کی کارکردگی سے عمران کی کارکردگی کا اندازہ ہو جائے گا۔ اوور"

فریدی نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب میں ابھی پتہ کرتا ہوں۔ اوور"

زیرو الیون نے جواب دیا۔

"ایک گھنٹے بعد مجھے رپورٹ دینا۔ یہ ایمرجنسی ہے۔ اوور اینڈ آل"۔

فریدی نے جواب دیا اور پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن آف کر دیا۔

"کیا معلوم واقعی عمران قتل کر دیا گیا ہو۔ آخر انسان ہے کوئی غیر فانی ہستی تو نہیں"

حمید نے اپنی رائے پیش کی۔

"تم عمران کو نہیں جانتے حمید۔ میں عمران کی رگ رگ سے واقف ہوں تم عمران کے قتل کی بات کر رہے ہو مجھے یقین ہے کہ عمران بلیو برڈ کا میک اپ کر کے سلور گرل کے ہیڈ کوارٹر میں پہنچ گیا ہوگا"۔

فریدی نے رائے پیش کرتے ہوئے کہا

"بلیو برڈ کے میک اپ میں۔ یعنی آپ کا مطلب ہے بلیو برڈ نے عمران کو قتل نہیں کیا بلکہ وہ خود عمران کے ہاتھوں قتل ہو گیا"۔

حمید نے چونکتے ہوئے کہا۔ واقعی بات کے اس پہلو پر اس نے غور بھی نہیں کیا تھا۔

"ہاں لاش کی گمشدگی سے یہ صاف ظاہر ہوتا ہے اور میں نے اس لئے زیرو الیون کو ایک گھنٹے میں رپورٹ دینے کے لئے کہا ہے۔ اگر سیکرٹ سروس کے ممبران بھی غائب ہیں تو پھر سمجھ لو کہ عمران بلیو برڈ کے میک اپ میں سلور گرل کے ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا ہے۔ چنانچہ ہمیں میدان مارنے کے لئے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر جانا پڑے گا۔ ورنہ عمران موقع سے فائدہ اٹھا جائے گا"۔

فریدی نے کہا۔

"تو کیا سلور گرل کے ہیڈ کوارٹر کا آپ کو علم ہو گیا ہے"۔

حمید نے چونک کر پوچھا

"ہاں بھاگل کے دفتر سے ایسی دستاویزات مجھے مل گئی ہیں جن سے ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع کا اشارہ ملتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر شکاگو میں ہے۔ ہمیں وہاں جانا ہوگا"۔

فریدی نے جواب دیا

"تو کیا میں جانے کی تیاری شروع کردوں"

حمید نے مسرت بھرے لہجے میں کہا

شکاگو کا سیزن آج کل شاندار تھا اور حمید نے تو ظاہر ہے تفریح ہی کرنی تھی کام کرنے کے لئے فریدی موجود تھا

"ہاں شروع کردو میں سوچ رہا ہوں اس بار تمہیں اکیلا وہاں بھیج دوں آخر تم بھی تو ہاتھ پیر ہلاؤ۔ سلور گرل کے ساتھ ساتھ جب عمران بھی وہاں مقابلے میں ہوگا تو تمہاری صلاحیتوں کا مجھے صحیح اندازہ ہو جائے گا۔"

فریدی نے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

"مارے گئے بے موت"

حمید جو شکاگو جانے پر خوش ہو رہا تھا دھم سے کرسی پر لیٹ گیا۔ اسے ساری تفریح کا بیڑا غرق ہوتا نظر آ رہا تھا۔

"کیوں کیا ہوا آخر تم نے کام کرنا ہے یا مفت کی روٹیاں توڑتے رہو گے"۔

فریدی نے بدستور سنجیدگی سے جواب دیا۔

"تو کیا روٹیاں درختوں پر لگی ہوتی ہیں وہاں سے توڑنی پڑتی ہیں جناب ہوٹل میں

جانا پڑتا ہے وہاں رقم ادا کرنی پڑتی ہے۔ تب روٹی ملتی ہے۔ بڑی محنت کا کام ہے"۔

حمید نے مذاق میں بات بدلنی چاہی۔

"لیکن میں تو فیصلہ کر چکا ہوں اور تمہیں علم ہے کہ میں فیصلہ بدلا نہیں کرتا اور یہ بھی بتا دوں کہ اگر تم کامیاب نہ ہوئے تو تمہاری لاش ہی اس ملک میں داخل ہو سکتی ہے۔ ملک کی عزت کے مقابلہ میں کسی رشتے کا لحاظ نہیں کرتا"۔

فریدی کے لہجے میں بے پناہ سنجیدگی تھی۔

اب تو حمید باقاعدہ طور پر بوکھلا گیا۔

"ارے ارے فیصلہ میں تھوڑی سی ترمیم کر لیجئے۔ میں ضرور کامیاب ہوں گا اگر آپ وہاں موجود ہوں۔ آپ کے زیر سایہ کام کرنے میں بڑا لطف آتا ہے۔ انسان کا محنت کرنے کو بھی جی چاہتا ہے۔ بس آپ اتنا کیجئے کہ شکاگو میرے ساتھ چلئے بس پھر آپ سامنے بیٹھ کر تفریح کرنا اور میں کام کروں گا۔ بس اتنی سی بات ہے۔ بے شک آپ فیصلہ نہ بدلیں آپ کو اختیار ہے"۔

حمید نے بڑے خوشامدانہ لہجے میں کہا

فریدی حمید کی بات پر بے اختیار ہنس پڑا۔

"بڑے سور ہو تم"۔

فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"جناب آپ میری شان میں گستاخی کر رہے ہیں۔ بڑے تو آپ ہیں"

حمید نے جواب دیا۔

اور وہ مسرت لئے تیزی سے اٹھ کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ وہ جانتا تھا کہ ایک

ند میں بیٹھا رہا تو شامت آجائے گی۔

کمرے سے نکل کر وہ سیدھا ڈرائنگ روم میں گیا اور پھر اس نے ریسیور اٹھا کر قاسم کے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔ دو تین جگہ رنگ کرنے کے بعد آخر قاسم سے رابطہ قائم ہو گیا۔

"ہیلو قاسم دی گریٹ کیا حال ہیں۔ میں حمید بول رہا ہوں"

حمید نے بڑے دوستانہ لہجے میں کہا۔

"کیسے ہیلو ہو گیا۔ میں جڑا مصروف تھا۔ ایک نل فلوڈ مجھے بڑی میٹھی نظروں سے دیکھ رہی تھی کہ تم نے گھپلا کر دیا"

قاسم کے لہجے میں تلخی تھی۔

"ارے تو کیا ہوا لعنت بھیجو اس نل فلوٹی پر۔ میں تمھیں وہاں لے جاتا ہوں جہاں سے نل فلوٹیاں تم جیسے شہ زور پر بارش طرح گرتی ہیں۔ جتنا چاہو عیش کر لو"

حمید نے بڑے لگاوٹ آمیز لہجے میں کہا۔

"ہیں سچ کہہ رہے ہو جلدی بتاؤ۔"

قاسم کا لہجہ مسرت سے بھرپور تھا۔

"بتاتا ہوں، بتاتا ہوں ذرا صبر کرو۔"

حمید نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا۔

"اچھا نہ بتاؤ۔ میں سمجھتا ہوں تم مجھے احمق سمجھتے ہو سالے تم مجھے مروانے کی فکر میں ہو تم دوست نہیں دشمن ہو۔"

قاسم کے لہجے میں دوبارہ تلخی عود کر آئی۔

"ارے ارے کیا ہوا۔ اتنی جلدی پینترے بدل جاتے ہو۔"

حمید نے بوکھلا کر جواب دیا۔

"ہاں سالے۔ نل فلوٹیاں جہاں بارش کی طرح ٹپکتی ہیں وہ تو جنت ہی ہو سکتی ہے۔"

قاسم دور کی کوڑی لایا۔

"تو کیا ہوا جنت میں جانے میں آخر کیا حرج ہے۔"

حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں تم چاہتے ہو کہ میں بھوت ہو جاؤں اور پھر قبر میں پڑا سوتا رہوں اور تم میری دوا پر قبضہ کر لو اور سالے عیش کرتے رہو۔"

قاسم نے جواب دیا۔

"ارے میری بات تو سنو۔ میں اس جنت کی بات نہیں کر رہا۔ دنیا کی جنت کی بات کر رہا ہوں اور وہ جنت ہے شکاگو میں۔ شکاگو جہاں نل فلوٹیاں تم جیسے شہ زور مرد کو ڈھونڈتی پھر رہی ہیں۔ میں نے بتا دیا ہے۔ پھر نہ کہنا کہ دوست ہو کر بھی نہیں بتلایا۔"

حمید نے اسے پچکارتے ہوئے کہا۔

"واقعی سچ بول رہے ہو۔ کہیں گھپلا تو نہیں۔"

حمید نے کہا

"پھر کب چل رہے ہو؟"

قاسم نے پوچھا

"تو پھر تم کب چل رہے ہو"

قاسم نے جواب دیا

"میں تو آج ہی جا رہا ہوں تم بھی آج کل میں وہاں پہنچ جاؤ اور ہوٹل سنی مون بک کروا لینا۔ وہیں ملاقات ہوگی۔"

حمید نے جواب دیا

"ہنی مون۔ واہ واہ کیا اچھا نام ہے۔ واقعی تم میرے پیارے دوست ہو۔"

قاسم ہوٹل کا نام سن کر ہی چہکنے لگا۔۔

"تو یہ پروگرام پکا"

حمید نے پوچھا

"بالکل پکا، بلکہ سیمنٹ کا، لوہے کا، فولاد کا"

قاسم نے جواب دیا۔

"ارے ارے اتنا پکا نہ کرو، کچھ گنجائش رہنے دو"

حمید نے مسکراتے ہوئے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

اب اسے یقین تھا کہ قاسم کل ہی سنی مون ہوٹل پہنچ جائے گا۔ اور وہ چاہتا بھی یہی تھا۔ کہ شکاگو میں ذرا تفریح رہے۔

ابھی وہ رسیور رکھ کر کرسی سے اٹھا ہی تھا کہ فریدی کمرے میں داخل ہوا

"تیاری کرو حمید۔ ہم آج ہی شکاگو جا رہے ہیں۔ پوری سیکرٹ سروس غائب ہے یقیناً عمران اپنی ٹیم سمیت وہاں پہنچ گیا ہے۔ اگر ہم نے ذرا بھی دیر کر دی تو عمران مار جائے گا۔"

"ٹھیک ہے، میں تیار ہوں" حمید نے جواب دیا

اور فریدی آگے بڑھ گیا۔

شکاگو کی ایک رہائشی کوٹھی کے ہال میں سیکرٹ سروس کے تمام ممبران موجود تھے وہ آج ہی ایک خصوصی طیارے کے ذریعے یہاں پہنچے تھے اور ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق وہ مقامی سیکرٹ سروس کے ہیڈکوارٹر میں پہنچ گئے تھے۔ یہ کوٹھی شکاگو میں سیکرٹ سروس کا ہیڈکوارٹر تھا۔ شکاگو میں الفرڈ عمران کے ملک کی سیکرٹ سروس کا انچارج تھا۔ وہ یہاں بظاہر ایک بہت بڑے تاجر کا روپ دھارے ہوئے تھا اس وقت الفرڈ بھی ان کے ساتھ ہی ہال میں موجود تھا۔

عمران ان کے ساتھ نہیں آیا تھا۔ ویسے ایکسٹو کی ہدایت کے مطابق انہوں نے ان عمران کی ہدایت پر ہی کام کرنا تھا۔ اور عمران نے انہیں یہیں آکر ملنا تھا اور اس وقت وہ اسی کے انتظار میں بیٹھے تھے۔

ابھی تھوڑی سی دیر گزری تھی کہ اچانک ہال کا دروازہ کھلا، دوسرے لمحے ایک خوش ناپ نوجوان اندر داخل ہوا۔

اس کے اندر داخل ہوتے ہی ہال میں موجود سب لوگ چونک پڑے۔ الفرڈ نے بجلی کی طرح حرکت کی اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"بیٹھ جاؤ آپ"

الفرڈ نے انتہائی کرخت لہجے میں کہا۔

"آرام سے بیٹھو الفرڈ۔ ویسے مجھے تمہارے حفاظتی انتظامات پر سخت افسوس ہے جب میں یہاں اتنی آسانی سے داخل ہو سکتا ہوں تو کوئی اور بھی آ سکتا ہے۔"

نوجوان عمران کے لہجے میں بولا اور ہال میں موجود باقی ممبران کے چہرے مسرت سے چمک اٹھے۔

الفرڈ چونکہ اس سے پہلے کبھی عمران سے نہیں ملا تھا اس لئے اسے اس کے لہجے کا کوئی علم نہیں تھا مگر ممبران کے چہرے دیکھ کر وہ سمجھ گیا کہ آنے والا عمران ہی ہے۔ چنانچہ اس نے ریوالور جیب میں رکھ لیا۔

"مجھے حیرت ہے کہ اتنے سخت حفاظتی انتظامات کے باوجود آپ اندر کیسے آ گئے"

الفرڈ نے کہا۔

"یہ تمہارے سوچنے کی بات ہے۔ ظاہر ہے میں نے سلیمانی ٹوپی تو نہیں اوڑھ رکھی تھی"

عمران نے اطمینان سے کہا اور ایک کرسی پر بیٹھ گیا۔

الفرڈ واقعی پریشان ہو گیا تھا۔ اپنی طرف سے اس نے واقعی خاصے معقول انتظامات کر رکھے تھے مگر عمران کے سامنے سب انتظامات دھرے کے دھرے رہ گئے تھے۔

"الفرڈ صاحب آپ پریشان نہ ہوں عمران کو کوئی نہیں روک سکتا۔ انہوں نے واقعی سلیمانی ٹوپی پہن رکھی ہے۔"

صفدر نے الفرڈ کو پریشان دیکھا تو جواب دیا۔

"ارے صفدر کیوں میرے فیشن ایبل بالوں کے دشمن ہو گئے ہو۔ اتنے فیشن ایبل بال رکھ کر بھی میں ٹوپی اوڑھوں گا۔ لاحول ولا قوت۔ تم بھی یار گھامڑ ہی ہو۔" عمران نے جواب دیا اور ہال میں موجود سب لوگ ہنس پڑے عمران نے واقعی اس میک اپ میں جدید فیشن کے بال بنائے ہوئے تھے۔

"ہاں تو دوستو بخیریت پہنچ گئے۔ راستے میں کسی نے تنگ تو نہیں کیا خاص طور پر جولیا کے بارے میں بتلاؤ۔"

عمران نے پوچھا۔

"جب تنویر ساتھ ہو تو بھلا کس کی مجال ہے کہ جولیا کو کوئی چھیڑ سکے۔"

کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیپٹن صاحب میں آپ کا احترام کرتا ہوں مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ آپ مجھ پر ذاتی حملہ شروع کر دیں"

تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیپٹن صاحب۔ آپ کو ذاتی نہیں بد ذاتی حملہ کرنا چاہیئے تھا"

عمران نے تنویر کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"میں کہتا ہوں بکواس مت کرو"

تنویر غصے سے اکھڑ گیا

"عمران ہم یہاں کام کرنے آئے ہیں یا ایک دوسرے سے لڑنے"

جولیا نے عمران کو ڈانٹتے ہوئے کہا۔

"اچھا اب تم تنویر کی حمایت میں بولوگی۔ سچ ہے ہوا کا رخ اور عورت کے بدلتے دیر نہیں لگتی۔ اسی لئے تو بزرگ کہتے ہیں بھینس کو کھونٹے سے باندھ رکھنا چاہیئے۔ کھلا چھوڑنے سے اپنا ہی نقصان ہے"

عمران نے اسے اور چڑا دیا

"شٹ اپ یو نان سنس"

جولیا بھی عمران کے فقرے کو برداشت نہ کر سکی۔

"عمران صاحب جانے دیجئے ہمیں بتایئے کہ ہم نے کیا کرنا ہے"

صفدر نے بیچ بچاؤ کراتے ہوئے کہا

"کام کیا ہے شکاگو کی عورتوں میں چوڑیاں پہننے کا رواج پیدا کرنا ہے تاکہ ہم چوڑیاں یہاں برآمد کر کے ملک کے لئے معقول زر مبادلہ کما سکیں"

عمران نے کام کی نوعیت بتلانا شروع کی۔

الفرڈ بڑے غور سے عمران کے چہرے کو دیکھ رہا تھا۔ جب عمران نے سنجیدگی سے چوڑیوں والا مسئلہ چھیڑا تو اس کے چہرے پر حیرت کی شدت سے

زلزلے کے سے آثار پیدا ہو گئے۔ آخر اس سے رہا نہ جا سکا تو وہ بول پڑا۔

"عمران صاحب مجھے ایکسٹو صاحب کی کال ملی تھی کہ ایک انتہائی اہم بین الاقوامی نوعیت کے کام کے سلسلے میں وہ آپ کو اور ٹیم کو یہاں بھیج رہے ہیں اور آپ بتلا رہے ہیں کہ یہاں کی عورتوں کو چوڑیاں پہنانی ہیں"

تمام ممبر الفرڈ کی بات سن کر بے اختیار زیر لب مسکرا دیئے۔ وہ جانتے تھے کہ الفرڈ کا عمران سے نیا نیا واسطہ پڑا ہے۔ اس لئے وہ حیرت کی شدت سے اگر مر بھی جائے تو کوئی نئی بات نہیں۔

"الفرڈ صاحب آپ کا کیا خیال ہے کہ بین الاقوامی اہم کام کونسا ہو سکتا ہے۔"

عمران نے بڑی سنجیدگی سے الفرڈ سے پوچھا

"میرا خیال تھا کہ یہ معاملہ سمگلر گرل سے متعلق ہوگا"

الفرڈ نے جواب دیا

"گرل سے مراد آپ کی عورت ہی ہے نا"

عمران نے پوچھا۔ جیسے استاد کسی بچے کو سمجھاتا ہے۔

"جی ہاں"

الفرڈ نے بھی بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ ویسے ان وضاحتوں سے اس کے چہرے پر حیرت صاف جھلک رہی تھی۔

"تو مشرقی لفظ لگا دے عورت کا کام ہے کہ چوڑیاں پہن کر گھر میں بیٹھے اور بچے پالے۔ یہ نہیں کہ مجرموں کا گروہ بنا کر پوری دنیا کو نگنی کا ناچ نچانا شروع

کر دے ۔ ایک آدھ مرد کو نچاتے تو وہ حیرت کی بات نہیں، برداشت کیا جاسکتا ہے مگر اس سے زیادہ جائز نہیں۔ تو میں نے کیا غلط بات کی تھی کہ جارا مشن یہ ہے کہ یہاں کی عورتوں کو چوڑیاں پہنانے کا رواج ڈالیں تاکہ انہیں احساس ہو کہ ان کا کام گھر میں روٹی پکانا ہے۔"

عمران نے اپنی بات کی طویل ترین وضاحت کرتے ہوئے کہا

اس کی اس توجیہہ پر تمام ممبران کھلکھلا کر ہنس پڑے اور الفرڈ شرمندہ سا ہو کر رہ گیا

"عمران صاحب دور کی کوڑی لانا تو کوئی آپ سے سیکھے۔"

نعمانی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مفت تو میں سکھانے سے رہا۔ تین چار من مٹھائی کھلاؤ ایک دو تھان پگڑی بندھواؤ تب تمہیں شاگردی میں لوں گا۔"

عمران نے بڑی فراخدلی سے شاگردی کی شرائط پیش کر دیں۔

اس سے پہلے کہ کوئی جواب دیتا میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی

عمران نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس"

عمران نے بدلی ہوئی آواز میں پوچھا

"پرنس آف ڈھمپ سے بات کرنی ہے۔"

دوسری طرف سے ٹائیگر کی آواز سنائی دی

"یس پرنس آف ڈھمپ بول رہا ہوں۔"

عمران اب اصل لہجے میں بولا۔

"عمران صاحب میں نے ڈائمنڈ ہاؤس کا پتہ چلا لیا ہے۔ شہر کے مشرقی حصے میں ایک قلعہ نما پرانی عمارت ہے ۔ اور اس کے پھاٹک پر مادام سلوانا کی نیم پلیٹ لگی ہوئی ہے ۔ اور پھاٹک پر ایک مسلح دربان موجود ہے۔"

ٹائیگر نے تفصیل بتلائی ۔

"کیا خیال ہے حفاظتی انتظامات صرف دربان تک ہی محدود ہیں یا کوئی اور چکر بھی ہو سکتا ہے"

عمران نے سوال کیا۔

"بظاہر تو معاملہ سیدھا سادھا نظر آتا ہے ۔ اب یہ تو اندر گھسنے پر پتہ چلے گا۔ اگر آپ حکم دیں تو میں کوشش کروں"

ٹائیگر نے تجویز پیش کی

"نہیں تم مادام سلوانا کی نگرانی کرو اور اس کی تمام مصروفیات کی مجھے رپورٹ دو"۔

عمران نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"بہتر جناب"

ٹائیگر نے مودبانہ لہجے میں جواب دیا

"اور سنو آئندہ رپورٹ واچ ٹرانسمیٹر پر دینا"

عمران نے کہا

"بہتر جناب" ٹائیگر نے جواب دیا۔

اور عمران نے رسیور رکھ دیا۔ پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے تمام ممبران پر ایک اچٹتی ہوئی نظر ڈالی اور پھر بڑی سنجیدگی سے الفرڈ کو مخاطب ہوا۔

"مسٹر الفرڈ تمہارے پاس کتنے آدمی ہیں۔"

"دس جناب"

الفرڈ نے جواب دیا۔

"ہوں۔ سنو میرا پروگرام یہ ہے کہ تم اپنے دس آدمی ،تنویر، کیپٹن شکیل، نعمانی، چوہان اور جولیا کو ساتھ شامل کر کے سلور گرل کی تنظیم کے نام پر کام شروع کر دو۔" اس نے جیب سے ایک کارڈ نکال کر الفرڈ کو دیتے ہوئے مزید کہا "اس جیسے مزید کارڈ چھپوا لو اور پھر شہر میں اعلیٰ پیمانے کی وارداتیں شروع کر دو۔ جولیا اس مشن کی سربراہ ہوگی اور سلور گرل کا روپ بھی یہی دھارے گی۔"

عمران نے پروگرام کی تفصیل بتلائی۔

"مگر اس سے کیا فائدہ ہوگا۔"

شکیل نے سوال کیا

"فائدہ یہ ہوگا کہ لوٹ مار میں خاصی رقم بچے گی اور زرمبادلہ کمانے کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں۔"

عمران نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا

کیپٹن شکیل کا منہ لٹک گیا۔ اسے احساس ہوا کہ اس نے بیگانہ سوال پوچھا ہے

عمران نے جب کیپٹن شکیل کا منہ لٹکتے دیکھا تو بول پڑا۔

"سنو کرنل فریدی بھی اپنی بلیک فورس کے ساتھ یا تو شکاگو پہنچ گیا ہوگا یا پہنچنے والا

ہوگا۔ اسے میری موت کی خبر کا ہرگز یقین نہیں آئے گا۔ بلکہ میری موت کی خبر سنتے ہی وہ سب کچھ سمجھ جائے گا۔ اس کو الجھانے کے لئے اس سے بہتر اور کوئی طریقہ نہیں کہ ہم اصل سلور گرل کے مقابلے میں ایک اور جعلی سلور گرل میدان میں لا کھڑا کریں۔ اس سے پہلے یہ فائدہ ہوگا کہ ہم اطمینان سے اصل سلور گرل کے پیچھے پڑے رہیں گے اور دوسری بات یہ کہ اصل سلور گرل بھی بوکھلا جائیگی نتیجے میں بوکھلاہٹ کی وجہ سے اس سے غلطیاں ہوں گی اور یہ غلطیاں ہمارے لئے آسانیاں پیدا کریں گی۔"

عمران نے تفصیل بتلائی۔

اور تمام ممبران کے چہرے کھل اٹھے۔ واقعی عمران کا پروگرام بے حد شاندار تھا۔ الفرڈ بھی بڑی حیرت سے عمران کی شکل دیکھ رہا تھا اسے عمران کی ذہانت پر رشک آ رہا تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ احمقانہ باتیں کرنے والا کوئی شخص اتنا شاندار پلان بھی سوچ سکتا ہے۔

"اور صفدر اور صدیقی کے ذمہ یہ ڈیوٹی ہے کہ انہوں نے کرنل فریدی، کیپٹن حمید سے متعلق انکوائری کرنی ہے۔ اگر وہ ان کا پتہ چلا لیں تو پھر ہمیں کرنل فریدی کی مصروفیات جانچنے میں آسانی رہے گی۔"

عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے ہم آج ہی کام شروع کر دیتے ہیں۔ صدیقی ہوٹل چیک کرے گا۔ اور میں ہوائی اڈے پر ڈیوٹی دیتا ہوں۔ امید ہے کرنل فریدی کا پتہ چل جائے گا۔"

صفدر نے کہا۔

"سنو صفدر کیپٹن حمید کے دوست قاسم کو جانتے ہو وہ جو ابوالہول کی طرح بلند و بالا اور دیوار چین کی طرح وسیع و عریض ہے"۔

عمران نے صفدر سے پوچھا

"جی ہاں اچھی طرح جانتا ہوں"

صفدر نے جواب دیا

"تو ٹھیک ہے تم ہوٹل چیک کرو۔ ہوائی اڈے صدیقی چیک کرے گا۔ اگر کرنل فریدی یہاں پہنچ گیا ہے تو کیپٹن حمید بھی ضرور ساتھ ہوگا اور کیپٹن حمید یقیناً قاسم کو بھی اپنے ساتھ گھسیٹ لائے گا۔ قاسم ایسی شخصیت ہے جو کسی قیمت پر نہیں چھپ سکتی۔ اگر قاسم تمہیں کہیں نظر آجائے تو پھر فریدی تک پہنچنا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔"

عمران نے بڑی تفصیل سے ہدایات دیں

"ویری گڈ آپ نے بڑا آسان راستہ بتلا دیا۔"

صفدر نے خوش ہوتے ہوئے کہا

"فریدی کو ختم نہ سمجھو اسے بعض اوقات الہام بھی ہو جاتا ہے اور اگر اسے تمہاری موجودگی کا علم ہوگیا تو وہ ہماری چال ہم پر الٹ دے گا۔ وہ تمہارے ذریعے مجھ تک پہنچ جائے گا"

عمران نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں پورا خیال رکھوں گا"

صفدر نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"اور سنو میرا تم سب لوگوں سے رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہوگا۔ سلور گرل کے سلسلے میں جولیا سے رابطہ رہے گا۔ اور باقی صرف صفدر سے۔"

عمران نے مزید ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔"

سب نے حمایت میں کہا

"اچھا اب میں جاتا ہوں۔ سپردم بتو مایۂ خویش را۔ تو دانی حساب کم و بیش را"

عمران نے باقاعدہ فارسی کا شعر پڑھ دیا۔ اور دوسرے لمحے وہ دروازہ کھول کر کمرے سے باہر جانے لگا۔ اس کے باہر جانے کے بعد صفدر اور صدیقی بھی اٹھ کر باہر چلے گئے۔

باقی ممبران سلور گرل کے سلسلے میں ایک باقاعدہ پروگرام تشکیل دینے میں مصروف ہو گئے۔ وہ کوئی ایسا منصوبہ بنانا چاہتے تھے جس سے سلور گرل کی ملک میں دھوم پڑ جائے۔

ایک بہت بڑے ہال میں کانفرنس ہو رہی تھی۔ دروازے کے باہر سرخ بلب جل رہا تھا اور دو مسلح آدمی بڑی مستعدی سے پہرہ دے رہے تھے۔ ویسے بھی ہال کی حفاظت کے لئے جدید ترین سائنسی انتظامات کئے گئے تھے۔ ہال کے اندر ایک بہت بڑی میز کے گرد بارہ آدمی منہ پر سرخ رنگ کے نقاب چڑھائے بیٹھے تھے۔ درمیان میں پڑی ہوئی ایک کافی بڑی کرسی خالی تھی۔ ہال میں موجود سب لوگ خاموش بیٹھے تھے۔ اچانک ہال کی عقبی دیوار میں سے ایک انتہائی متناسب جسم کی لڑکی اندر داخل ہوئی۔ اس کے چہرے پر چاندی کی طرح چمکتا ہوا نقاب تھا اور جسم بھی سفید رنگ کے چست لباس میں ملبوس تھا۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی تمام نقاب پوش احتراماً اٹھ کھڑے ہوئے پیچھے دیوار دوبارہ برابر ہو چکی تھی۔ یہ

سلور گرل تھی۔ سلور گرل نے خالی کرسی سنبھالی اور پھر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی کرسی پر بیٹھ گئی

چند لمحوں تک گھمبیر خاموشی طاری رہی۔ پھر سلور گرل کی بھرائی ہوئی گونج سے ہال گونج اٹھا۔

"جنرل رپورٹ پیش کی جائے۔"

اس کے قریب ہی بیٹھے ہوئے ایک نقاب پوش نے سامنے پڑی ہوئی سرخ رنگ کی فائل کھولی اور پھر بولنا شروع کیا۔

"مادام ہماری تنظیم تیزی سے کامیابی کے مراحل طے کرتی جا رہی ہے۔ یورپ اور افریقہ کے تمام اہم ممالک کی معاشیات اب ہمارے کنٹرول میں ہے۔ وہاں موجود ہماری راہ کے تمام کانٹے نکال پھینکے گئے ہیں۔ ان ممالک میں کام کرنے والی تمام مجرم تنظیمیں اب ہمارے کنٹرول میں کام کر رہی ہیں اور ان ممالک میں موجود ہمارے دفاتر بڑی کامیابی کے ساتھ چل رہے ہیں۔ البتہ ایشیا کے دو ممالک نیدرلینڈ اور پاکیشیا میں ہمیں کوئی نمایاں کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ نیدرلینڈ میں ہمارے دفتر کا انچارج مسٹر جاگل قتل ہو چکا ہے اور کرنل فریدی کی تلاش میں ہمیں بری طرح ناکامی ہوئی ہے۔ ہمارے ایجنٹوں نے فریدی کو تلاش کرنے کی ہر ممکن کوشش کی ہے مگر وہ کہیں بھی دستیاب نہیں ہو سکا۔ وہاں کی مجرم تنظیمیں اب بھی کرنل فریدی سے بے حد خوفزدہ ہیں اور سلور گرل میں علی الاعلان کام کرنے کے لئے ان سب کی بنیادی شرط یہ ہے کہ سلور گرل کرنل فریدی کو ختم کرے۔ پاکیشیا میں صورت حال قدرے اچھی ہے۔ وہاں کی ایک خطرناک شخصیت علی عمران کو ہمارے

مرڈر سیکشن کے ایجنٹ بلیو برڈ نے قتل کیا ہے۔ مگر اس کی لاش ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکی۔ دوسری اہم ترین شخصیت الیکشو ہنوز تاریکی میں ہے۔ پولیس طلرا جی بھرپور کوشش کے باوجود الیکشو یا اس کے کسی ممبر کا پتہ نہیں چلا سکا۔ بلکہ آج تو ایک خبر ملی ہے کہ وہاں کی ایک سمگلنگ تنظیم پر جس کا ہم سے رابطہ تھا آج انٹیلیجنس نے چھاپہ مارا اور پوری تنظیم انٹیلی جنس کے ہاتھوں گرفتار ہو گئی۔ اہم ترین ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ اس کی مخبری بھی الیکشو نے کی تھی"

نقاب پوش نے کہا اور پھر فائل بند کر دی۔

"کیا بلیو برڈ کا بیان لیا جا چکا ہے"۔

مادام نے سوال کیا۔

"جی ہاں۔ آج بلیو برڈ ہمارے انوسٹی گیشن بیورو کے سامنے پیش ہوا تھا۔ مگر وہ کسی کو مطمئن نہیں کر سکا۔ بلکہ چند ممبران نے اپنی رپورٹ میں اس کی شخصیت کو بھی مشکوک قرار دیا ہے"

اسی نقاب پوش نے جواب دیا۔

"پھر کیا اس کی شخصیت کو چیک کیا گیا"

مادام نے بھراتے ہوئے مگر سخت لہجے میں سوال کیا۔

"یس مادام اسے باقاعدہ چیک کیا گیا اور چیک اپ سیکشن نے رپورٹ دی ہے کہ وہ صحیح آدمی ہے"

نقاب پوش نے جواب دیا

"چیک اپ سیکشن کی رپورٹ مجھے دکھاؤ"۔

مادام نے حکم دیا

اور نقاب پوش نے فائل میں سے ایک کاغذ نکال کر بڑے ادب سے مادام کے سامنے رکھ دیا۔

مادام نے بڑے غور سے اسے پڑھا اور پھر ایک طویل سانس لیتے ہوئے دوبارہ میز پر رکھ دیا۔

"ہم اس مسئلے پر بعد میں بحث کریں گے۔ آج کی میٹنگ میں نے ایک اور سلسلے میں طلب کی ہے۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ اقوام متحدہ کی سپیشل برانچ نے سلور گرل کے خلاف ایک خطرناک منصوبہ بنایا ہے میں نے آج اس منصوبے کی تفصیلات بتلانے کے لئے آپ کو یہاں طلب کیا ہے تاکہ ہم فوری طور پر اس کا سدباب کر سکیں۔

"سپیشل کرائم برانچ"

تمام ممبران کے منہ سے بے اختیار حیرت آمیز آوازیں نکلیں۔

"ہاں۔ تو سنو سپیشل کرائم برانچ نے دنیا کے تمام اہم ممالک کو سلور گرل کے قیام کی اطلاع دی ہے۔ انہوں نے یہ اطلاع بھی دی ہے کہ سلور گرل نے تمام سیکرٹ سروسز کے چیدہ چیدہ جاسوسوں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا ہے"

مادام نے انکشاف کیا

"مگر سلور گرل کے اس پروگرام کی سپیشل کرائم برانچ کو اطلاع کیسے ملی"۔

ایک نقاب پوش نے حیرت آمیز لہجے میں سوال کیا۔

"اچھا سوال ہے۔ میں نے اس کا بھی پتہ چلا لیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ جب

یہ تنظیم نئی نئی عمل میں آئی تھی تو جان کارلو ہمارا بنیادی ممبر تھا اور جو بعد میں ایک نفسانی حادثے میں ختم ہو گیا تھا۔ سپیشل کرائم برانچ کو اطلاعات فراہم کرنے والا بھی جان کارلو تھا۔ اچھا ہوا کہ جان کارلو جلد ہی ختم ہو گیا۔ ورنہ سلور گرل آغاز کار میں ہی ختم ہو جاتی"۔

مادام نے جواب دیا۔

"اوہ یہ بات ہے"۔

تمام ممبران جان کارلو کا نام سن کر حیران رہ گئے۔

"اور سنو بات یہیں پر اگر ختم ہو جاتی تو ہمارے لئے کوئی مسئلہ نہیں تھا۔ سپیشل کرائم برانچ نے سلور گرل کو ختم کرنے کے لئے ایک غیر معمولی اقدام کیا ہے۔ انہوں نے سلور گرل کو ختم کرنے والے جاسوس ادارے کے لئے جو انعامات رکھے ہیں وہ بھی سن لیں۔ جس ملک کا جاسوس یا سیکرٹ سروس سلور گرل کے ہیڈ کوارٹر کو ختم کر دے گا اس ملک کو اقوام متحدہ کے ایک سال کے بجٹ کے مطابق رقم اور پوری دنیا کے اسلحے کا پانچ فیصد دیا جائے گا"۔

مادام نے انعامات کی تفصیل تبلائی

"یہ تو بہت بڑا انعام ہے"۔

سب ممبران کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

"ہاں آپ تصور کریں چھوٹے ممالک کے لئے یہ پیش کش کتنی شاندار ہے۔ وہ لوگ تو یہ انعام حاصل کرنے کے لئے اپنی جان پر کھیل جائیں گے"۔

مادام نے کہا۔

"مگر مادام گستاخی معاف ہم نے چیدہ چیدہ جاسوسوں کو تو ختم کر دیا ہے اور پھر ہماری تنظیم اب اتنی مضبوط ہو گئی ہے کہ اسے ایک جاسوس یا کسی ایک ملک کی سیکرٹ سروس کسی بھی طرح ختم نہیں کر سکتی اور یہ انعام بھی ہمارے حق میں زیادہ بہتر رہے گا۔ کیونکہ ہر ملک یہ چاہے گا کہ اس خطیر انعام کا وہ بلا شرکت غیرے خود مالک بن جائے۔ اس لئے کوئی بھی ملک اس جنگ میں ایک الگ حیثیت سے کوشش کرے گا اور اس طرح ہمیں ان سے ٹکرانے میں آسانی رہے گی"۔

ایک ممبر نے اپنی رائے پیش کی۔

"ہاں تمہارا خیال کسی حد تک صحیح ہے مگر ایک اور بات بھی سامنے آئی ہے کہ سپیشل کرائم برانچ کو پوری دنیا میں صرف دو ممالک کی سیکرٹ سروس سے توقع ہے کہ وہ ہم پر فتح حاصل کریں گے اور دراصل یہ خطیر انعام بھی صرف انہیں اکسانے کے لئے رکھا گیا ہے"۔

مادام نے کہا

"وہ ممالک کون سے ہیں"۔

سب ممبروں کی سوالیہ نگاہیں مادام پر جم گئیں۔

"نیدرلینڈ اور پاکیشیا"

مادام نے جواب دیا۔

اور سب ممبران حیرت سے ایک دوسرے کو دیکھنے لگے۔ ان کی حیرت اپنی جگہ بجا تھی۔ کیونکہ یہ دونوں ممالک ایشیائی تھے اور ایشیائی ممالک کو وہ کسی خاطر میں

بھی نہیں لاتے تھے۔ ان کو اگر خطرہ تھا تو روسیاہی اور ایکریمین سیکرٹ سروسز سے تھا۔ جو انتہائی منظم جدید ترین سائنسی آلات سے مزین اور انتہائی وسیع اور مفید طاقتیں۔

"آپ لوگوں کی حیرت بجا ہے۔ لیکن اب ایشیا بے حد ترقی کر گیا ہے۔ اور آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ نیدلینڈ کے کرنل فریدی اور پاکیشیا کے ایکسٹو اور علی عمران سے دنیا کی تمام مجرم تنظیمیں کانپتی ہیں۔ بے شمار اعلیٰ صلاحیتوں کی حامل تنظیمیں ان کے ہاتھوں موت کے گھاٹ اتر چکی ہیں۔"

مادام نے کرنل فریدی، علی عمران اور ایکسٹو کی اہمیت بتاتے ہوئے کہا۔

"اگر ایسی بات ہے تو پھر ہمیں اپنا پورا زور ان تینوں کو ختم کر دینے پر لگا دینا چاہیئے۔"

ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

"ہاں اسی لئے ہم نے مرڈر سیکشن کے نامور ایجنٹ بلیو برڈ کو علی عمران کو قتل کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اس کی رپورٹ یہ ہے کہ اس نے علی عمران کو ختم کر دیا ہے۔ مگر اس کی لاش غائب ہے۔ جس سے معاملہ مشکوک ہو گیا ہے۔ ایکسٹو کی شخصیت ہمیشہ سے اندھیرے میں رہی ہے۔ اس کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا کہ وہ کون ہے اور کہاں رہتا ہے اس لئے اسے قتل کرنا بے حد مشکل ثابت ہو رہا ہے۔ کرنل فریدی کے متعلق تازہ رپورٹ آپ نے سن ہی لی ہے کہ وہ اپنے ملک سے غائب ہے۔"

مادام نے بتلایا۔

"اوہ اس طرح تو معاملہ خطرناک ہے۔ اس کا کوئی فوری حل سوچنا چاہیئے۔"

ایک ممبر نے کہا۔

"میرے خیال میں سب سے پہلے بلیو برڈ کی رپورٹ کے متعلق فیصلہ کیا جائے کہ آیا وہ صحیح کہتا ہے یا غلط۔ کیونکہ اگر وہ صحیح کہتا ہے تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا ایک دشمن تو ختم ہو چکا ہے۔ پھر ہماری توجہ باقی دو کی طرف ہو جائے گی۔"

ایک ممبر نے تجویز پیش کی اور باقی ممبران نے بھی متفقہ طور پر اس کی حمایت کی۔

"جیسا کہ آپ نے رپورٹ سنی انویسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ نے بلیو برڈ کی شخصیت کو مشکوک قرار دیا ہے۔ مگر چیف اپ ڈیپارٹمنٹ نے اسے صحیح آدمی قرار دیا ہے۔ اب اس کا فیصلہ کیسے کیا جائے۔"

مادام نے کہا۔

"آپ بلیو برڈ کو یہاں بلوائیے۔ میں اسے انتہائی قریب سے جانتا ہوں۔ یہاں ہم سب اس سے سوالات کریں گے اور میں آپ کو بتلا دوں گا کہ بلیو برڈ واقعی صحیح کہہ رہا ہے یا غلط۔"

ایک ممبر نے کھڑے ہو کر کہا

مادام نے باقی ممبران کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا جیسے ان کی رائے معلوم کرنا چاہتی ہو۔

سب ممبران نے باری باری اس تجویز کی حمایت کر دی۔ چنانچہ مادام نے میز کے کنارے سے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دیتے ہی سامنے کی دیوار میں لگی ہوئی

ایک سکرین روشن ہو گئی اور پھر سکرین پر ایک نوجوان کی شکل ابھر آئی۔

"یس مادام"

نوجوان کے لب ہلے اور آواز کمرے میں گونج اٹھی

"بلیو برڈ کو فوراً جنرل میٹنگ ہال میں بھجوا دو۔ یہ خیال رہے کہ وہ قطعی غیر مسلح ہو۔"

مادام نے نوجوان کو آرڈر دیا اور بٹن آف کر دیا

سکرین تاریک ہو گئی۔

تقریباً پندرہ منٹ تک ہال میں گھمبیر خاموشی طاری رہی پھر اچانک ہال میں ایک ہلکی سی سیٹی بج اٹھی۔ مادام نے میز کے کنارے لگا ہوا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی سامنے والا دروازہ بے آواز کھلتا چلا گیا۔

دروازہ کھلتے ہی سامنے بلیو برڈ کھڑا تھا۔ وہ اندر داخل ہوا تو اس کے پیچھے دروازہ بند ہو گیا۔ بلیو برڈ آہستہ آہستہ چلتا ہوا ان کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس نے جھک کر سلام کیا اور پھر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس کا چہرہ بالکل سپاٹ تھا

تمام ممبران چند لمحوں تک بغور بلیو برڈ کا جائزہ لیتے رہے۔

"یور کوڈ"

مادام نے سکوت کا پردہ چاک کرتے ہوئے کہا

"ریڈ سپاٹ"

عمران نے جو اس وقت بلیو برڈ کے میک اپ میں تھا بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔

"یور ریڈ کوڈ"

اس ممبر نے سوال کیا جس نے بلیو برڈ کو طلب کرنے کی تجویز پیش کی تھی۔

"ریڈ کوڈ! وہ کیا ہوتا ہے؟"

بلیو برڈ نے حیرت آمیز لہجے میں سوال کیا

"گڈ"

ممبر نے جواب دیا

اس نے دراصل بلف کیا تھا۔ ریڈ کوڈ کا کوئی وجود ہی نہیں تھا۔

"علی عمران کے قتل کی رپورٹ پیش کرو!"

مادام نے تحکمانہ لہجے میں کہا

"ہیڈ کوارٹر کی ہدایت کے مطابق میں پاکیشیا گیا۔ وہاں سے علی عمران کا فوٹو اور اس کے فلیٹ کا پتہ حاصل کر کے میں نے رات کو علی عمران کے فلیٹ پر چھاپہ مارا۔ علی عمران سو رہا تھا چنانچہ میں نے اسے گولی مار دی۔ جب مجھے اس کی موت کا یقین ہو گیا تو میں باہر آیا اور میں نے پرنس ظفر کے آدمی کو رپورٹ دے دی میرا کام ختم ہو گیا اور بعد میں پتہ چلا کہ علی عمران کی لاش غائب ہو چکی ہے"

بلیو برڈ نے تفصیل بتلائی۔

"تم سلور گرل میں کس تاریخ کو شامل ہوئے تھے؟"

ایک ممبر نے سوال کیا

"مجھے صحیح تاریخ یاد نہیں"

بلیو برڈ نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا

"تم پاساگورتے میں جیل میں تھے۔ سلور گرل نے تمہیں وہاں سے رہائی دلا کر اپنے گروہ میں شامل کیا۔ کیا تمہیں یاد ہے"۔

اسی ممبر نے سوال کیا۔

"نہیں یہ غلط ہے میں کبھی جیل نہیں گیا"۔

بلیو برڈ نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا

دراصل عمران نے بلیو برڈ کی فائل پاراگوتے سے سرکاری طور پر منگوا کر پڑھ لی تھی اس لئے اسے علم تھا کہ بلیو برڈ آج تک پولیس کے ہاتھوں گرفتار نہیں ہوا۔

"تمہاری بیوی کا کیا نام ہے"۔

اس ممبر نے سوال کیا جس نے بلیو برڈ کو قریب سے جاننے کا دعویٰ کیا تھا۔

"میری کوئی بیوی نہیں ہے"۔

عمران نے جواب دیا

"مادام یہ صحیح آدمی ہے چیک اپ مشین نے صحیح رپورٹ دی ہے"۔

ممبر نے اپنی رائے مادام کو پیش کردی۔

"اس کا مطلب ہے عمران واقعی قتل ہو چکا ہے۔"

مادام نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ کسی نے کوئی جواب نہ دیا۔

اور ہال میں چند لمحوں تک خاموشی طاری رہی۔ اچانک مادام چونک پڑی اس نے بغور عمران کو دیکھا اور پھر میز پر پڑے انٹرکام کا بٹن دبا دیا۔

"یس مادام"

دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"پاکیشیا کے علی عمران کی فائل بھیج دو"

مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"او کے۔"

جواب ملا اور مادام نے بٹن آف کر دیا۔

چند لمحوں بعد ہال میں سیٹی کی آواز گونجی۔ مادام نے میز کے کنارے سے لگا ہوا بٹن دبا دیا اور دروازہ کھلتا چلا گیا۔

ایک نقاب پوش ہاتھ میں فائل اٹھائے اندر داخل ہوا اور بڑے مؤدبانہ انداز میں فائل مادام کے سامنے رکھ دی اور پھر باہر نکلتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ باہر نکلا دروازہ بند ہو گیا۔ مادام نے فائل کھولی اور اس کا بغور مطالعہ کرنا شروع کر دیا۔

اس کی نظریں فائل میں لکھے ہوئے ایک جملے پر بار بار دوڑنے لگیں۔ علی عمران کی مخصوص شناخت کے تحت یہ کہا گیا تھا کہ "علی عمران فنگ آرٹ کا ماہر ہے اور ایک ریوالور تو کیا دو ریوالور بردار شخص اگر مختلف سمتوں سے اس پر فائرنگ کر دیں تو ایک گولی بھی اسے نہیں چھو سکتی"۔

مادام کچھ دیر سوچتی رہی اور پھر اس نے سامنے رکھی ہوئی پنسل اٹھائی اور اس فقرے کو انڈر لائن کر دیا۔ پھر وہ آگے بڑھتی چلی گئی۔ اس کی نظریں ایک اور فقرے پر جم گئیں کہ علی عمران میک اپ کا ماہر ہے اور وہ کوئی بھی روپ اتنی آسانی اور مہارت سے بدل لیتا ہے کہ اسے پہچاننا ناممکن ہوتا ہے۔

"ایسا ہو سکتا ہے۔"

ذہن مادام کے ذہن میں ایک نیا خیال دوڑ گیا کہ ہو سکتا ہے کہ دراصل بلیو برڈ نے علی عمران کو قتل نہ کیا ہو بلکہ علی عمران نے بلیو برڈ کو قتل کر دیا ہو اور خود بلیو برڈ کا روپ دھار کر یہاں آ پہنچا ہو۔ اس طرح لاش غائب ہونے والی الجھن بھی دور ہو سکتی ہے۔ جیسے جیسے مادام اس خیال پر غور کرتی رہی یہ خیال اس کے ذہن پر جمتا چلا گیا۔ اس نے عمران کو شناخت کرنے کا فیصلہ کر لیا۔

ایک طویل سانس لیتے ہوئے اس نے فائل بند کر دی اور پھر میز پر لگا ہوا ایک سرخ رنگ کا بٹن دبا دیا۔ بٹن دبتے ہی اچانک ہال کے مختلف سمتوں سے دروازے کھلے اور پھر مشین گنیں اٹھائے تقریباً ۲۰ نوجوان اندر داخل ہو گئے۔

ہال میں موجود تمام ممبران صورت حال کی اچانک تبدیلی پر حیران رہ گئے۔ عمران بھی چونک پڑا۔

جب مشین گن برداروں نے ہال کو چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا تو مادام نے کہا

"سنو مجھے معلوم ہو گیا ہے کہ یہ شخص بلیو برڈ نہیں بلکہ بذات خود علی عمران ہے جو بلیو برڈ کے روپ میں ہیں۔"

مادام کا کہنا تھا کہ ہال میں موجود سب لوگ بری طرح اپنی کرسیوں سے اچھل پڑے اس پہلو پر تو ان میں سے کسی نے بھی غور نہیں کیا تھا۔

"مگر مادام یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ اگر یہ علی عمران ہے تو چیک اپ سیکشن نے رپورٹ کیسے دی۔ اس کے میک اپ کا بھرم تو ہر قیمت پر کھل جاتا۔"

کسی ممبر نے کہا جس نے بلیو برڈ کے صحیح ہونے کی رپورٹ دی تھی۔

"ایسا میک اپ بھی ایجاد کیا جا سکتا ہے جسے ہماری مشینیں نہ چیک کر سکیں۔"

مادام نے بات ختم کر دی۔

اب سب خاموش ہو گئے۔

"سنو نوجوان اب بھی وقت ہے کہ تم صحیح بتا دو کہ آیا تم علی عمران ہو یا بلیو برڈ اگر تم علی عمران ہو تو میں تمہیں فوری طور پر قتل نہیں کروں گی۔ اگر تم نے بلیو برڈ ہونے پر اصرار کیا تو یہی ہال تمہاری قتل گاہ بن جائے گا۔"

مادام نے علی عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"مادام آپ کو غلط رپورٹ ملی ہے میں بلیو برڈ ہوں اور عمران قتل ہو چکا ہے۔"

عمران نے بڑے پُر اعتماد لہجے میں کہا

"او۔ کے ابھی فیصلہ ہو جاتا ہے۔ علی عمران کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ وہ ڈاجنگ آرٹ جانتا ہے یعنی ایک یا دو ریوالوروں کی گولیاں اسے نہیں چھو سکتیں۔ اگر تم علی عمران ہو تو اپنی جان بچانے کے لئے فطری طور پر ڈاجنگ آرٹ استعمال کرو گے اگر نہیں تو پھر مارے جاؤ گے اور اپنا شک دور کرنے کے لئے میں بلیو برڈ کو قربان بھی کر سکتی ہوں۔"

مادام نے فیصلہ سنا دیا۔

"مادام بلیو برڈ مرڈر سیکشن کا ایک اہم رکن ہے۔ میں درخواست کروں گا کہ اسے یوں ایک معمولی سے شک پر ضائع نہ کیا جائے۔ اس کا کسی اور طرح امتحان لے لیا جائے۔"

ایک ممبر نے مودبانہ لہجے میں کہا

" سنو یہ شک معمولی نہیں۔ اگر یہ علی عمران ہے تو تم جانتے ہو یہ اس وقت کہاں کھڑا ہے اور کتنی آسانی سے یہاں پہنچ گیا ہے۔ اس کو اگر چند دن کا ادر وقفہ مل گیا تو ہماری پوری تنظیم ختم ہو سکتی ہے اور اگر یہ طیو پرو ہے تو اتنی بڑی تنظیم کے لئے ایک ممبر کی قربانی کوئی اہمیت نہیں رکھتی۔"

مادام نے انتہائی کرخت لہجے میں جواب دیا

اور پھر اس سے پہلے کہ کوئی اور بولتا مادام نے اشارہ کیا اور ایک شین گن بردار آگے بڑھا

" شین گن رکھ دو اور ریوالور نکال کر اس پر فائر کر دو۔ تمہیں اپنے نشانے پر بڑا فخر ہے آج تمہاری صلاحیت کا امتحان ہے۔"

مادام نے کہا

اور پھر اس سے پہلے کہ عمران کچھ سنبھلتا نوجوان نے سٹین گن پھینکی اور بجلی کی سی تیزی سے ریوالور نکال لیا۔

" میرے ریوالور کی گولی سے آج تک کوئی نہیں بچا۔ مادام آپ دیکھیں گی کہ پہلی گولی ہی اسے زندگی سے دور لے جائے گی۔"

نوجوان نے بڑے فخریہ لہجے میں کہا۔

عمران بری طرح پھنس گیا۔ تقریباً انیس شین گنیں اس کی طرف اٹھی ہوئی تھیں اور سامنے ریوالور موت کا پیغام نشر کر رہا تھا۔ اس کے لئے بڑی پیچیدہ صورت حال تھی۔ اگر وہ اپنی زندگی بچانے کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ کرتا ہے

تو یہ ثابت ہو جائے گا کہ وہ طیو پرو نہیں بلکہ علی عمران ہے اس صورت میں انیس شین گنوں سے بیک وقت نکلنے والی گولیاں اسے ضرور چاٹ جائیں گی۔ اور اگر وہ سنگ آرٹ کا مظاہرہ نہ کرے تو ریوالور کی ایک ہی گولی اس کا خاتمہ بالخیر کر دیتی۔ اب ہر طرف سے موت تھی۔ ایسے بھی موت اور ویسے بھی موت۔ پوزیشن اتنی خطرناک تھی کہ اس کی ذہنی مشینری بھی پیچ کر رہ گئی۔ بظاہر بچنے کی کوئی صورت باقی نہ تھی اور وہ کسی بے بس چوہے کی طرح موت کے شکنجے میں پھنس گیا تھا۔

" یس فائر "

مادام نے چیخ کر ریوالور بردار سے کہا

اور نوجوان نے جو اس حکم کے انتظار میں تھا ٹریگر دبا دیا۔ ایک دھماکہ ہوا اور موت کا بھیانک پیغام گولی کی صورت میں عمران کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

ختم شد

سلور گرل بھی یقیناً اُردو جاسوسی ادب میں ایک ناقابلِ فراموش اضافہ ہے انشاءاللہ یہ کہانی آپ کو ہمیشہ یاد رہے گی اور آپ اسے ہر بار پڑھنے پر نیا لُطف اٹھائیں گے۔

اچھا اب مجھے اجازت تاکہ میں آپ کے لئے اس سے بھی زیادہ دلچسپ کہانی لکھ سکوں۔

والسلام

مظہر کلیم ایم اے

شکاگو میں مقیم جیک نورس کے مقامی ہیڈ کوارٹر کے آپریشن روم میں کرنل ریڈی موجود تھا۔ [illegible] بھی وہاں پہنچا تھا۔ مقامی ہیڈ کوارٹر کا انچارج ٹریل زیرو بھی بیٹھا تھا۔

کرنل زیرو سلور گرل کے متعلق تمہاری کیا معلومات ہیں"

کرنل ریڈی نے سوال کیا

"جناب اب تک جو اطلاعات ملی تھیں ان سے یہ معلوم ہوا تھا کہ یہ ایک انٹرنیشنل گروپ تنظیم ہے جو دنیا کی تمام مجرم تنظیموں کو اپنے ساتھ ملا کر جرائم کی دنیا میں ایک منظم سلسلہ قائم کرنا چاہتی ہے۔ منشیات کی سمگلنگ اور دیگر جرائم ان کا مقصد تھا۔ مگر میں ایک عجیب و غریب واقعہ ہوا۔ سلور گرل تنظیم نے باقاعدہ یہاں کے ایک بڑے بینک میں

ڈاکہ ڈالا اور کافی سے زیادہ مالیت کا سونا لوٹ کر لے گئی اور اپنا کارڈ وہاں چھوڑ گئی"

ڈبل زیرو نے جواب دیا۔

"کیا کہا سلور گرل نے ڈاکہ ڈالا"

کرنل فریدی اس نئے انکشاف پر چونک پڑا۔

"جی ہاں"

ڈبل زیرو نے جواب دیا

"مگر یہ تو اس تنظیم کے مزاج کے خلاف ہے کہ وہ یوں سستے مجرموں کی طرح برسرعام ڈاکے ڈالتی پھرے۔"

کرنل فریدی نے کہا۔

"جی ہاں اب تک اس تنظیم کے متعلق جو معلومات ملی تھیں اس لحاظ سے تو ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا مگر کل کا واقعہ شاہد ہے کہ اس نے ایسا کیا۔"

ڈبل زیرو نے جواب دیا

"ایسا بھی تو ہو سکتا ہے کہ کسی اور پارٹی نے سلور گرل کے نام سے فائدہ اٹھانا چاہا ہو۔"

کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔

"ہاں اس پہلو پر سوچا تو جا سکتا ہے مگر جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے کوئی بھی مجرم تنظیم یا معروف مجرم ایسا نہیں ہے جو سلور گرل میں شامل نہ ہوا ہو۔ اس لحاظ سے یہ بات بعید از قیاس ہے کہ وہ ہیڈکوارٹر کا نام جعلی طور پر استعمال

کرنے کی جرأت کرے۔"

ڈبل زیرو نے دلیل دی۔

"ہوں تمہاری بات بھی ٹھیک ہے۔"

کرنل فریدی کسی گہری سوچ میں مستغرق تھا۔

چند لمحے مکمل سکوت میں گزرے تھے کہ میز پر رکھا ہوا ٹرانسمیٹر کا بلب جلنے بجھنے لگا ڈبل زیرو نے چونک کر ہاتھ آگے بڑھایا اور پھر بٹن آن کر دیا۔ بٹن دبتے ہی سیٹی سی بجنے لگی۔

"ہیلو ڈبل ون کالنگ ڈبل زیرو اوور"

"یس ڈبل زیرو اٹینڈنگ کرو پلیز اوور"

ڈبل زیرو نے چونک کر جواب دیا۔

"ٹھیک ہوں اوور"

دوسری طرف سے دوہرایا گیا

"یس رپورٹ دو"

ڈبل زیرو نے کہا

"سر ابھی ابھی سلور گرل نے یہاں کے جیولری بازار میں ڈاکہ ڈالا ہے اور بے دریغ تباہی مچائی ہے۔ ڈاکہ ڈالنے والے حد سے زیادہ تیز اور پھرتیلے ثابت ہوئے اور خاصا سونا لوٹ کر لے جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اوور"

ڈبل ون نے رپورٹ دی۔

"پوری تفصیل بتاؤ۔ اوور"

ڈیل زیدو نے سخت لہجے میں کہا۔
"تفصیل کا وقت نہیں ہے جناب۔ میں ان میں سے ایک کار کا تعاقب کر رہا ہوں۔ اوور"
ڈیل زیدو نے جواب دیا۔
کرنل فریدی جواب تک خاموش بیٹھا تھا تعاقب کا نام سنتے ہی چونک پڑا۔ اس نے ڈیل زیدو کو ہاتھ کے اشارے سے بولنے سے منع کر دیا اور خود بات شروع کر دی۔
"یس ہارڈسٹون سپیکنگ اوور"
کرنل فریدی کے لہجے میں ٹھوس چٹان کی سی سختی تھی۔
"ہا۔۔۔ ہارڈسٹون۔ یس۔ سر۔ یس سر اوور"
مقابل اچانک ہارڈسٹون کو مقابل پا کر شاید بری طرح بوکھلا گیا تھا۔ کیونکہ ڈیل زیدو کے کرنل فریدی کی وہاں آمد کا کسی اور کو علم نہیں تھا۔ اور ظاہر ہے کہ ہارڈسٹون کا اب تک انہوں نے نام ہی سنا تھا۔ اس لئے اب اچانک اس سے بات کرتے ہوئے وہ چوکڑی بھول گیا تو اس بے چارے کا کیا قصور۔
"جلدی بتلاؤ تم اس وقت کہاں ہو اور کار میں کتنے آدمی ہیں۔ اوور"
کرنل فریدی نے پوچھا۔
"سر میں ایسٹ ونگ کی فورتھ ایونیو پر ہوں اور کار کا رخ اجرین کالونی کی طرف معلوم ہو رہا ہے۔ اوور"
ڈیل دان نے جواب دیا۔

"اوکے ہم پہنچ رہے ہیں اوور اینڈ آل"
کرنل فریدی نے جواب دیا اور فون آف کر دیا۔
"ڈیل زیدو ٹرانسمیٹر کار سے باہر نکالو میں خود چیک کرتا ہوں"۔
کرنل فریدی نے ڈیل زیدو سے کہا۔
"بہتر ۔۔۔ سر۔ موجود ہے"۔
ڈیل زیدو نے جواب دیا اور کرنل فریدی اور ڈیل زیدو تیزی سے چلتے ہوئے کمرے سے باہر آ گئے
ڈیل زیدو نے ۔۔۔ سے سرخ رنگ کی سپورٹس کار نکالی
"تم سٹیرنگ پر بیٹھو"۔
کرنل فریدی نے ۔۔۔ ہوتے ہوئے ڈیل زیدو سے کہا اور خود ڈیل زیدو کے ساتھ بیٹھ گیا
ڈیل زیدو کار کو کوٹھی سے باہر نکال لایا۔ اور کار میں موجود ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔ جلد ہی ڈیل دان سے رابطہ قائم ہو گیا
"ہیلو ہارڈسٹون سپیکنگ پوزیشن بتلاؤ۔ اوور"
کرنل فریدی نے تیز لہجے میں پوچھا۔
"میں واسا روڈ پر ہوں جناب وہ شاید مشکوک ہو گئے ہیں۔ اس لئے مسلسل گاڑی گھما رہے ہیں اوور"
ڈیل دان نے جواب دیا۔
"بتلاؤ کدھر ہے اوور"

کرنل فریدی نے پوچھا

" ایجرٹن روڈ کی طرف جناب اوور"

ڈبل ون نے جواب دیا

" اوکے ہم پہنچ رہے ہیں۔ اوور اینڈ آل"

کرنل فریدی نے جواب دیا اور ریسیور رکھ دیا

ڈبل زیرو نے کار کی رفتار بڑھا دی اور پھر مختلف سڑکوں سے گزرتے ہوئے وہ ایجرٹن روڈ سے ملحقہ سڑک فتح ایونیو پہنچ گئے۔

" ایجرٹن روڈ یہیں پر آکر ملتی ہے۔"

ڈبل زیرو نے کہا

" چلے چلو"

کرنل فریدی نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا اور خود ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

" پوزیشن اوور"

کرنل فریدی نے پوچھا

" سر ہم ایجرٹن روڈ کے پہلے چوراہے پر پہنچ چکے ہیں اوور"

ڈبل ون نے جواب دیا

" ہم پہنچ رہے ہیں۔ اوور"

کرنل فریدی نے کہا اور ٹرانسمیٹر آن ہی رہنے دیا۔

پھر جلد ہی وہ ایجرٹن روڈ کے پہلے چوراہے کے قریب پہنچ گئے۔

" وہ سبز رنگ کی کار ڈبل ون کی ہے۔"

ڈبل زیرو نے گاڑیوں کے چلتے ہوئے ہجوم پر نظر ڈالتے ہوئے کہا

اس وقت تمام گاڑیوں میں سے گہرے سبز رنگ کی گاڑی ایک ہی تھی۔ چنانچہ فوری طور پر شناخت ہو گئی

" ڈبل ون مجرموں کی گاڑی بتاؤ اوور"

کرنل فریدی نے سوال کیا

" سر ہماری گاڑی سے آگے پانچویں سرخ رنگ کی گاڑی مجرموں کی ہے شیورلیٹ ہے نئے ماڈل کی۔ اوور"

ڈبل ون نے جواب دیا

اور پھر انہیں سرخ رنگ کی شیورلیٹ نظر آگئی جس کا رخ پہلے چوراہے سے شمال کی جانب کیوب روڈ کی طرف تھا۔ ڈبل زیرو نے گاڑی کا رخ شمال کی جانب موڑ دیا اور پھر وہ بھی اس قطار میں شامل ہو گئے جو شمال کی جانب جا رہی تھی۔ پھر ڈبل زیرو کی مہارت سے جلد ہی ان کی کار سرخ رنگ کی شیورلیٹ کے قریب پہنچ گئی۔ اب ڈبل ون کی کار ان سے پیچھے رہ گئی تھی۔ جیسے ہی ان کی کار شیورلیٹ کے قریب پہنچی کرنل فریدی نے دیکھا کہ سرخ شیورلیٹ میں ڈرائیور کے علاوہ تین آدمی موجود تھے۔ کرنل فریدی کی دور بین نظروں نے فوراً ہی تاڑ لیا کہ وہ چاروں میک اپ میں ہیں۔ چنانچہ اسے یقین ہو گیا کہ ڈبل ون نے صحیح کار کا تعاقب کیا ہے۔ اب کرنل فریدی کی کار سرخ شیورلیٹ

کے عین پیچھے تھی۔

"ڈبل ون تم اور پیچھے چلے جاؤ۔ ٹرانسمیٹر آن رکھنا۔ اوور"

کرنل فریدی نے ڈبل ون کو حکم دیا

اور پھر بڑے آرام سے سرخ شیورلیٹ کا تعاقب کرنے لگے۔

کافی دور جانے کے بعد جب سرخ شیورلیٹ والوں کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ سبز کار کہیں غائب ہو چکی ہے تو اگلے چوراہے سے وہ ایک سنسان سی سڑک پر مڑ گئے۔

سنسان سڑک اس لحاظ سے کہ وہاں اتنا رش نہیں تھا جتنا پہلے والی مین روڈ پر تھا۔

بہرحال اس سڑک پر بھی کافی کاریں موجود تھیں۔

ڈبل زیرو بڑی مہارت سے سرخ شیورلیٹ کا تعاقب کر رہا تھا

کہیں کہیں کرنل فریدی بھی اسے گائیڈ کر دیتا تھا۔

اچانک سرخ شیورلیٹ ایک رہائشی کالونی کی طرف مڑ گئی اور پھر مختلف کوٹھیوں کے سامنے سے گزرتی ہوئی وہ ایک کوٹھی کے پھاٹک میں داخل ہو گئی۔

کرنل فریدی کی کار سامنے سے گزرتی چلی گئی۔ کرنل فریدی نے کوٹھی نمبر نوٹ کر لیا۔

کافی دور آگے جا کر کرنل فریدی نے کار رکوائی۔

"تم کار میں موجود رہو میں کوٹھی کے اندر جا رہا ہوں۔ ٹرانسمیٹر آن رکھنا

ہے۔ جب ٹرانسمیٹر پہ ضرورت پڑی تو رابطہ قائم کروں گا"

کرنل فریدی نے کار سے باہر نکلتے ہوئے ڈبل زیرو کو حکم دیا۔

"بہتر جناب ویسے ڈبل ون بھی ادھر گردش کر رہا ہوگا۔ میں اسے بھی پابند کر دیتا ہوں"

ڈبل زیرو نے جواب دیا

اور کرنل فریدی سر ہلاتا ہوا کوٹھی کی طرف بڑھنے لگا۔

جیولرز مارکیٹ میں کامیاب ڈاکہ ڈالنے کے بعد حسب پروگرام سب لوگ علیحدہ علیحدہ سمتوں میں چلے گئے۔ ایک کار جسے مقامی ایجنٹ چلا رہا تھا تنویر، نعمانی اور صدیقی بھی اس میں سوار تھے مشرق کی سمت گئی۔ پروگرام کے تحت مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد انہوں نے اپنے طے شدہ ہیڈکوارٹر میں جانا تھا۔

مگر دوسری سڑک پر مڑتے ہی صدیقی نے اپنے تعاقب میں آنے والی گہرے سبز رنگ کی کار تاڑ لی۔ پھر اسے چیک کرنے کے لئے تنویر نے مختلف سڑکوں پر گاڑی گھمانی شروع کر دی اور ایجرٹن روڈ کے چوک پر پہنچنے کے بعد انہیں یقین ہو گیا کہ سرخ رنگ کی کار واقعی ان کے تعاقب میں ہے۔ اسے اپنے

تعاقب سے جھٹکنا بے حد ضروری تھی۔ چنانچہ وہ ایک سنسان سڑک پر نکل آئے۔

"کمال ہے اب وہ سبز کار کہیں بھی نظر نہیں آ رہی۔"

صدیقی نے پیچھے دیکھتے ہوئے کہا

"مگر یہ سرخ رنگ کی سپورٹس گاڑی میں ایجرٹن روڈ سے اپنے پیچھے دیکھ رہا ہوں۔"

شموق نے کہا

اور ان سب کی نظریں اس سرخ رنگ کی سپورٹس پر جم گئیں۔

"میرا خیال ہے انہوں نے چال چلی ہے۔ سبز رنگ کی کار ہٹا کر انہوں نے یہ کار پیچھے لگا دی ہے۔"

تنویر نے جواب دیا

"پھر ٹھیک ہے یہاں نزدیک ہی ایک کالونی موجود ہے۔ اس کی ایک کوٹھی خالی ہے ہم وہاں چھپ کر ان لوگوں کو ٹریپ کر سکتے ہیں۔"

مقامی ایجنٹ نے تجویز پیش کی۔

"ٹھیک ہے ان سے نمٹ لیا جائے تو اچھا ہے۔"

تنویر نے خشمگیں لہجے میں جواب دیا۔ چونکہ اس وقت تنویر اس یونٹ کا انچارج تھا اس لئے اس کا فیصلہ حرف آخر سمجھا گیا۔

مقامی ایجنٹ نے کار کالونی کی طرف موڑ دی اور جلد ہی ایک خالی کوٹھی میں وہ کار لیتا چلا گیا۔ کار گیراج میں روکنے کے بعد وہ سب تیزی سے اترے اور پھر مختلف سمتوں میں چھپ گئے۔ ان کے ہاتھ ریوالوروں پر جمے ہوئے تھے

اور وہ کسی کی آمد کے بے چینی سے منتظر تھے۔

تقریباً دس منٹ کے انتظار کے بعد ایک انتہائی وجیہہ آدمی پھاٹک کھول کر بڑی آہستگی سے اندر داخل ہوا۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ آنے والا کرنل فریدی ہے۔ کیونکہ وہ میک اپ میں تھا اور کرنل فریدی کا میک اپ کم از کم یہ لوگ نہیں پہچان سکتے تھے۔ اگر انہیں یہ علم ہوتا کہ ان کا مقابل خود کرنل فریدی ہے تو یہ اس کے مقابلے میں آنے سے ہر قیمت پر احتراز کرتے۔

کرنل فریدی کا ایک ہاتھ جیب میں تھا اور وہ بڑے چوکنے انداز میں ادھر ادھر دیکھ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں سرچ لائیٹ کی طرح چاروں طرف گردش کر رہی تھیں۔

جیسے ہی وہ پورچ کے قریب آیا سب سے پہلے تنویر نے حرکت کی۔ وہ ایک ستون کی آڑ میں چھپا ہوا تھا۔ چنانچہ وہ ریوالور نکال کر تیزی سے باہر نکل آیا۔

"خبردار اگر حرکت کی تو گولی مار دوں گا۔"

تنویر نے ریوالور کا رخ کرنل فریدی کی طرف کرتے ہوئے بڑے سخت لہجے میں کہا

کرنل فریدی وہیں رک گیا اور وہ بڑی کینہ توز نظروں سے تنویر کو دیکھنے لگا

جیسے وہ اس کی شخصیت کو تول رہا ہو۔

"اندر چلو"

تنویر نے کرنل فریدی کو حکم دیا اور کرنل فریدی کے لبوں پر ایک زہریلی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ مگر اس نے بڑے سکون سے تنویر کے حکم کی تعمیل کی اور پھر جیسے ہی برآمدے میں داخل ہوا باقی لوگ بھی ریوالور تانے باہر نکل آئے۔ اب کرنل فر

چار ریوالور برداروں کے نرغے میں تھا۔

اس نے بڑے اطمینان سے گھوم کر چاروں کا طائرانہ جائزہ لیا اور پھر بڑے اطمینان سے تنویر کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کے انداز سے یوں ظاہر ہو رہا تھا جیسے وہ ان سب کو پرکاہ کی بھی حیثیت نہ دے رہا ہو۔

"کون ہو تم اور کیوں ہمارا تعاقب کر رہے ہو؟"

تنویر نے بڑے دبنگ لہجے میں سوال کیا۔

"کیا تم سلور گرل کے نمائندے ہو؟"

کرنل فریدی نے بڑے سکون سے سوال کیا۔

"ہاں ہم سلور گرل کے نمائندے ہیں"

تنویر نے نخوت سے بھرپور لہجے میں سوال کیا۔

ظاہر ہے وہ بلیک کوبرا کو کب ہاتھ سے جانے دیتا۔

"ہونہہ اب تم کیا چاہتے ہو۔"

کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں پوچھا۔ بات کرنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ ان کی زد میں نہ ہو بلکہ وہ اس کے رحم وکرم پر ہوں۔

تنویر جیسے مستقل مزاج آدمی کے لئے کرنل فریدی کا یہ لہجہ ہی کافی تھا۔ ہوا کہ وہ اپنا یکلخت ابھرنے والا غصہ دبا نہ سکا اور دوسرے لمحے اس چلا دی۔ کرنل فریدی تیزی سے جگہ بدل گیا اور گولی سیدھی اس کے ...رے ہوتے مقامی ایجنٹ کے سینے کے پار ہو گئی۔ وہ ایک چیخ مار کر ...یں ڈھیر ہو گیا۔

کرنل فریدی کے لئے اتنا موقع کافی تھا چنانچہ وہ بجلی کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور دوسرے لمحے تنویر اڑتا ہوا دائیں سائیڈ پر کھڑے صدیقی پر جا گرا نعمانی نے فائرنگ کرنا چاہی مگر کرنل فریدی نے بڑی تیزی سے گوریلا وار کیا اور وہ مچھلی کی طرح چکنے فرش پر پھسلتا ہوا اس کی ٹانگوں سے جا ٹکرایا۔ نتیجے میں نعمانی بھی فرش بوس ہو گیا اور پھر اس سے پہلے کہ وہ تینوں سنبھلتے کرنل فریدی اٹھ کر کھڑا ہو گیا اب اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا۔

"اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور یاد رکھو میری گولی اپنا نشانہ خوب پہچانتی ہے"

کرنل فریدی کے لہجے میں سانپ کی سی پھنکار تھی۔

ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں سچویشن قطعی بدل چکی تھی۔ ان کا ساتھی دم توڑ چکا تھا، وہ تینوں غیر مسلح ہو چکے تھے اور کرنل فریدی ہاتھ میں ریوالور پکڑے ان کے سروں پر موجود تھا

"اب بتاؤ کیا تم واقعی سلور گرل کے نمائندے ہو"

کرنل فریدی کا لہجہ چبھتا ہوا تھا۔

"ہاں ہم سلور گرل کے نمائندے ہیں"

تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ میرے سامنے جھوٹ بولنے والا ہمیشہ گھاٹے کا سودا کرتا ہے۔"

کرنل فریدی نے بے حد غصیلے لہجے میں کہا

"شٹ اپ یو باسٹرڈ"

تنویر کا دماغ الٹ گیا۔ چنانچہ اس نے ریوالور کی پرواہ کئے بغیر کرنل فریدی پر چھلانگ

لگا دی۔

کرنل فریدی نے تیزی سے پہلو بدلا اور پھر جیسے ہی تنویر کا جسم ذرا سا آگے بڑھا، اس کی بھرپور لات تنویر کے کولہوں پر پڑی اور وہ ایک دھماکے کے ساتھ سامنے والے ستون سے جا ٹکرایا۔

نعمانی اور صدیقی نے موقعہ ملتے ہی کرنل فریدی پر چھلانگ لگا دی۔

کرنل فریدی زخمی شیر کی طرح مڑا۔ ریوالور تو نجانے کب سے اس کی جیب میں واپس جا چکا تھا۔

چنانچہ دوسرے لمحے ان دونوں کی گردنیں اس کے مضبوط ہاتھوں میں تھیں اور پھر اس نے پوری قوت سے ان کے سر آپس میں ٹکرا دیئے اور وہ دونوں مردہ چھپکلیوں کی طرح فرش پر ڈھیر ہو گئے۔

تنویر ستون سے بڑی قوت سے ٹکرایا تھا۔ گو اس نے ہاتھ رکھ کر اپنے آپ کو بچانے کی کوشش کی تھی مگر اس کا سر ستون سے ٹکرا گیا تھا۔ نتیجہ میں ستارے تو ایک طرف رہے پوری کہکشاں اس کی آنکھوں کے آگے ناچ گئی۔

وہ سر پکڑے مست ہاتھی کی طرح کھڑا جھومتا رہا۔

اس نے بار بار سر جھٹک کر اپنے آپ کو بے ہوشی سے بچانے کی کوشش کی اور چند لمحوں بعد وہ اس میں کامیاب بھی ہو گیا۔

چنانچہ ہوش میں آنے کے بعد وہ تیزی سے مڑا۔ اب وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ مقابل بڑے سکون و اطمینان سے کھڑا تھا۔

اور نعمانی اور صدیقی فرش پر ڈھیر ہوئے پڑے تھے۔

"ہوش آگیا مسٹر تنویر"

کرنل فریدی نے طنزیہ لہجے میں پوچھا

اور اپنا نام سن کر تنویر کو بجلی کا جھٹکا سا لگا اور اس کا رہا سہا ہوش بھی فوراً طور پر واپس آگیا۔

"کیا مطلب؟"

تنویر نے اپنے آپ کو سنبھالتے ہوئے حیرت زدہ لہجے میں جواب دیا۔

"مطلب عمران سے پوچھنا۔ میں اگر چاہتا تو تم سب کو گولی مار دیتا۔ مگر میں تمہیں دیکھتے ہی پہچان گیا تھا۔ تمہارا میک اپ میری نظروں کے سامنے پردہ نہیں بن سکا اور سنو اب میں جا رہا ہوں۔ عمران کو کہہ دینا کہ یہ بچوں والا ڈرامہ بند کر دے کرنل فریدی کو اس طرح دھوکہ نہیں دیا جا سکتا"

کرنل فریدی نے زہریلے لہجے میں جواب دیا۔

اور تنویر کو کرنل فریدی کا نام سن کر ایک اور جھٹکا لگا۔ ایک لمحے کے لئے تو اس کے جسم کے تمام رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ وہ اب تک کرنل فریدی کا مقابلہ کرتا رہا ہے

بے اختیار اس کی نظریں نعمانی اور صدیقی کی طرف پلٹ گئیں۔

"فکر نہ کرو یہ صرف بے ہوش ہیں۔ اب میں جا رہا ہوں اور اگر اب تم نے کوئی شرارت کرنے کی کوشش کی تو میں تمہاری زندگی کی ضمانت نہیں دے سکوں گا"

کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں کہا

اور پھر تیزی سے کوٹھی کے گیٹ کی طرف مڑ گیا۔

کرنل فریدی کا نام سن کر تنویر کا سارا دم خم نکل چکا تھا۔ چنانچہ وہ خاموش کھڑا سے جاتا دیکھتا رہا

اور جب کرنل فریدی پھاٹک سے باہر نکل گیا تو وہ نعمانی اور صدیقی کی طرف بڑھ گیا۔

عمران کی آنکھیں ریوالور کی نال پر جمی ہوئی تھیں۔ چنانچہ جیسے ہی مادام نے فائر کا حکم دیا اور نوجوان نے ریوالور کا ٹریگر دبایا

عمران تیزی سے جھکا اور گولی اس کے سر پر سے گزرتی چلی گئی۔ اس سے پہلے کہ نوجوان دوسرا فائر کرتا عمران سانپ کی سی تیزی سے جھکے جھکے قالین پہ پھسلتا ہوا کانفرنس ٹیبل کے نیچے گھستا چلا گیا اور پھر پلک جھپکنے میں وہ آخری سرے پر موجود مادام کے پیروں کے قریب پہنچ گیا۔

عمران کے میز کے نیچے گھستے ہی تمام ممبران اور مادام بھی بے اختیار اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر عمران نے مادام کی ننگی ٹانگ پر گرفت مضبوط کر لی۔

خبردار میرے دوسرے ہاتھ میں سائنا ئیڈ میں بجھی ہوئی سوئی ہے۔ اگر کسی نے مجھے

چھڑانے کی کوشش کی تو سوئی مادام کی ٹانگ میں گھس جائے گی اور پھر......"

عمران نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا

تمام افرادِ عمران کی یہ بات سن کر سکتے کی سی کیفیت میں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ مادام بھی بت بنی کھڑی رہی۔ اس کا سرخ و سپید چہرہ اب لٹھے کی طرح سفید پڑ گیا تھا۔ سائنا ئیڈ کے زہر میں بجھی ہوئی سوئی کے اثرات سب جانتے تھے کہ اگر اس کی نوک بھی کھال میں گھس گئی تو مادام دوسرا سانس نہیں لے سکے گی۔

مادام کی موت کا خوف اس حد تک ان پر طاری ہوا کہ ان میں سے کسی نے جھک کر نیچے دیکھنے کی بھی کوشش نہ کی کہ مبادا عمران خوف زدہ ہو کر سوئی ٹانگ میں گھسیڑ دے۔ وہ جہاں کھڑے تھے وہیں کے وہیں کھڑے رہ گئے۔ شاید ان کے دماغ نے عمران کے ایک ہی داؤ پہ کام کرنا چھوڑ دیا تھا۔ مادام کی موت کسی قیمت پر وہ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔

چند لمحوں کی خالی الذہنی کے بعد مادام کو ہوش آ گیا۔ اس نے بڑے نرم لہجے میں کہا

"غیور بر۔ تم سربراہ کی جان لینے کی کوشش کر رہے ہو اور یہ تنظیم سے غداری ہے اور غداری کی سزا تم جانتے ہو کیا ہوتی ہے۔"

میں جانتا ہوں مادام مگر اپنی زندگی بچانے کا حق ہر ایک کو ہے۔ آپ محض شک کی بنا پر میری جان لینا چاہتی ہیں۔ جب کہ میں نے تنظیم کے لئے

ہمیشہ اپنی جان کو داؤ پر لگا دیا تھا"

عمران نے بڑے اِنکسارانہ انداز میں جواب دیا

"اچھا مجھے یقین آگیا کہ تم بلیو برڈ ہو اور میں تمہارے قتل کا حکم واپس لیتی ہوں، اب تم خاموشی سے میری ٹانگ چھوڑ کر باہر نکل آؤ تمہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔"

مادام نے بڑے پیار بھرے لہجے میں کہا

"میں نے کچی گولیاں نہیں کھیلیں مادام، میں نے ساری زندگی قتل و خون کا کھیل کھیلا ہے، آپ دلاسے دے کر مجھے نہیں مار سکتیں"

عمران نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیا

"تو پھر تم کیا چاہتے ہو؟"

مادام نے سوال کیا

"آپ تمام سٹین گن بردارون کو باہر چلے جانے کا حکم دیں"

عمران نے کہا۔

"تمام مسلح آدمی باہر نکل جائیں"

مادام نے حکم کی تعمیل کرتے ہوئے فوری آرڈر دیا، اور پھر تمام سٹین گن

بردار خاموشی سے ہال سے باہر نکل گئے۔

عمران میز کے نیچے سے ان کی ٹانگیں دیکھ رہا تھا چنانچہ جب سب باہر نکل گئے تو وہ اچانک دھکا دے کر تیزی سے میز کے نیچے سے باہر نکل آیا۔ مادام اچانک دھکا کھا کر لڑکھڑائی ضرور مگر گری نہیں، عمران باہر نکلتے ہی بجلی کی سی پھرتی سے

مادام کے قریب ہو گیا اور اس کا بازو پکڑ لیا، اس کے ایک ہاتھ میں واقعی ایک پن پکڑی ہوئی تھی جس کے سرے پر بھورے رنگ کا محلول دور سے نظر آ رہا تھا۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ سائنائیڈ میں بجھی ہوئی ہے۔

باقی ممبران ابھی اپنی جگہ پر کھڑے تھے۔

"آپ سب حضرات باہر نکل جائیں، میں مادام کو تنہائی میں یقین دلاؤں گا کہ میں واقعی بلیو برڈ ہوں"

عمران نے تمام ممبران کو حکم دیتے ہوئے کہا

"نہیں"

مادام جواب پوری طرح ہوش میں آ گئی تھی انتہائی سخت لہجے میں جواب دیا اور دوسرے لمحے، اچانک اس نے جھٹکا دے کر عمران کے ہاتھ سے اپنا بازو چھڑوا لیا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا مادام نے تیزی سے آگے بڑھ کر میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبا دیا

عمران نے اپنی جگہ سے چھلانگ لگانے کی کوشش ضرور کی، مگر اس سے پہلے کہ عمران کے قدم زمین چھوڑتے زمین اس کے پیروں کے نیچے سے غائب ہو گئی اور عمران اس تاریک غار میں گرتا چلا گیا۔ اس خلا کی گہرائی شاید بے اندازہ تھی کیونکہ عمران کے نیچے گرنے کا دھماکہ تقریباً پانچ منٹ کے بعد سنائی دیا، اتنی بلندی سے گرنے کے بعد عمران کی کتنی ہڈیاں شکست و ریخت سے بچی ہوں گی، یہ خدا ہی بہتر جانتا ہے۔ بہرحال بظاہر عمران کے صحیح سالم بچنے کی کوئی صورت نظر نہیں آ رہی تھی۔ اس کے نیچے گرتے ہی مادام نے بٹن دبا کر خلا دوبارہ مکمل کر دیا اور

پھر ایک طویل سانس لی۔

مادام کی اس حیرت انگیز پھرتی پر تمام ممبران کے چہرے کھل اٹھے۔ واقعی مادام نے حیرت انگیز کارنامہ انجام دیا تھا

"بیٹھ جاؤ۔"

مادام نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے سب ممبران کو حکم دیا اور سب کرسیوں پر بیٹھ گئے

"آپ کی کیا رائے ہے یہ شخص بلیو برڈ ہے یا علی عمران"

مادام نے سوال کیا۔

چند لمحوں تک ہال میں خاموشی طاری رہی۔ کوئی شخص بھی یہ فیصلہ نہیں کر سکا تھا کہ آیا وہ واقعی بلیو برڈ ہے یا علی عمران۔ اس نے گولی سے بچنے کے لئے سنگ آرٹ کا مظاہرہ بھی نہیں کیا تھا۔ لیکن جو داؤ اس نے کھیلا تھا وہ ظاہر ہے اپنی زندگی بچانے کے لئے تھا اور پھر بلیو برڈ مشہور قاتل تھا۔ وہ بت کی طرح کھڑے رہ کر اپنے سینے پر گولی کیسے کھا سکتا تھا۔

"کچھ کہا نہیں جا سکتا مادام"

آخر سب ممبروں نے متفقہ فیصلہ سنا دیا

"ٹھیک ہے اس نے جو داؤ کھیلا ہے وہ ہمارے تصور میں بھی نہیں تھا بہرحال اب فیصلہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں رہی۔ اس کو ہر قیمت پر مرنا تھا اگر وہ بلیو برڈ ہے تب بھی، اس نے مجھ پر ہاتھ اٹھا کر اپنی موت کا فیصلہ خود کر دیا ہے۔"

مادام نے فیصلہ سنا دیا۔

"ٹھیک ہے مادام آپ کا فیصلہ بالکل درست ہے۔"

تمام ممبران نے اس کے فیصلے کی تائید کر دی۔

"یہ تو معاملہ ختم ہوا۔ سنو نمبر تھری"

مادام نے سخت لہجے میں کہا

"یس مادام"

نمبر تھری نے اٹھ کر مؤدبانہ لہجے میں کہا

"اب یہ تمہاری ڈیوٹی ہے کہ تم نے کرنل فریدی اور عمران اگر وہ زندہ ہے لو دونوں کو ختم کرانا ہے اور جتنی جلدی ہو سکے ان کا خاتمہ کر دو۔"

مادام نے نمبر تھری کے ذمے ڈیوٹی لگائی۔

"یس مادام آپ بے فکر رہیں"

نمبر تھری نے جواب دیا

اس سے پہلے کہ کوئی بات ہوتی میز پر پڑے ہوئے ٹرانسمیٹر کی سیٹی بجنے لگی

مادام نے چونک کر ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

"سلور گرل نمبر سکسٹی الیون زیرو فائیو سپیکنگ اوور"

دوسری طرف سے ایک نسوانی آواز سنائی دی

"یس سلور گرل سپیکنگ اوور۔"

مادام نے سخت لہجے میں جواب دیا

"مادام ابھی ابھی نیوسٹی بنک میں ڈاکہ پڑا ہے، ڈاکہ ڈالنے والے سلور گرل ... چھوڑ گئے ہیں اوور"

نمبر سکسٹی الیون زیرو فائیو نے رپورٹ دی۔

"کیا کہا ڈاکہ اور سلور گرل کا کارڈ۔ اوور"

"یس مادام میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا ہے اور بالکل ہماری تنظیم کا اوریجنل کارڈ ہے۔ ڈاکہ ڈالنے والوں میں ایک نوجوان عورت بھی شامل تھی۔ ڈاکے کے بعد وہ مختلف کاروں میں بیٹھ کر فرار ہو گئے۔ اوور"

نمبر سکسٹی الیون زیرو فائیو نے مزید تفصیل بتلائی۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے بھلا سلور گرل یہ کام کیسے کر سکتی ہے اوور"

مادام کے لہجے میں ابھی تک حیرت کا عنصر نمایاں تھا۔

ڈاکے کے ساتھ سلور گرل کا لفظ سن کر تمام ممبران بھی حیرت زدہ تھے۔

"مادام میں نے وہ کارڈ خود دیکھا ہے اور وہ کارڈ ہمارا ہے اوور"

دوسری طرف سے بولنے والے نے بتلایا

"کیا تم نے کسی کار کا تعاقب کیا۔ اوور"

مادام نے سوال کیا

"نہیں مادام میں تو وہ کارڈ دیکھ کر بوکھلا گیا۔ میں سمجھا کہ شاید ۔۔۔۔ اوور"

نمبر سکسٹی الیون زیرو فائیو نے جان بوجھ کر فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

~~کیا آپ کیا [illegible] ہو کر وہ عام مجرموں کی طرح~~

ملکوں میں ڈاکے ڈالتی پھرے گی۔ اوور"

مادام نے انتہائی غصے کے عالم میں کہا

"سسسس ۔ سوری مادام اوور"

بولنے والا بوکھلا گیا۔

"وہ کارڈ حاصل کر کے فوراً ہیڈ کوارٹر بھجواؤ۔ اوور اینڈ آل"

مادام نے غصے میں کہا

اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا

"کیا رپورٹ ہے مادام"

ایک ممبر نے پوچھا

مادام کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو رہا تھا۔ اس کی آنکھوں سے جیسے انگارے برس رہے تھے۔

"سلور گرل نے نیو سٹی بینک میں ڈاکہ ڈالا ہے اور اپنا کارڈ وہاں چھوڑ دیا ہے ڈاکہ ڈالنے والوں میں ایک نوجوان عورت بھی شامل ہے"

مادام نے جھنجھلاتے ہوئے لہجے میں بتایا

"یہ کیسے ہو سکتا ہے مادام"

سب ممبران نے متفقہ آواز میں کہا

"لیکن یہ ہوا ہے اور ہمارا کارڈ بھی استعمال ہوا ہے"

مادام نے جواب دیا۔

سب خاموش رہے۔ بھلا وہ کیا جواب دیتے۔

مادام چند لمحے سوچتی رہی۔ پھر اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کیا اور فریکوئینسی سیٹ کرنے کے بعد سپیکنگ بٹن آن کر دیا

"یس ہیڈ کوارٹر سپیکنگ اوور"

دوسری طرف سے فوراً ہی ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی

"مادام سپیکنگ اوور"

مادام نے سخت لہجے میں کہا

"یس مادام اوور"

دوسری طرف سے بولنے والے کا لہجہ یک دم مودبانہ ہو گیا۔

"ابھی ابھی مجھے اطلاع ملی ہے کہ نیو سٹی بینک میں ڈاکہ پڑا ہے اور وہاں تنظیم کا کارڈ استعمال کیا گیا ہے۔ ڈاکوؤں میں ایک نوجوان عورت بھی شامل ہے۔ فوراً تحقیق کراؤ کہ کس گروہ کی حرکت ہے اور جس کی بھی حرکت ہو ان سب کے لئے موت کے آرڈر جاری کر دو اور شہر میں دیکھ بھال پر نگرانی کراؤ کیونکہ یہ گروہ دوبارہ بھی ہاتھ ڈالے گا اور میں کسی قیمت پر سکورگرل کی بدنامی نہیں چاہتی اوور"

مادام نے آرڈر جاری کئے۔

"یس مادام۔ مجھے بھی ابھی ابھی اطلاع ملی ہے اور میں خود بھی حیران ہوں۔ میں ایک گھنٹے بعد رپورٹ دوں گا۔ اوور"

دوسری طرف سے جواب ملا۔

"اوور اینڈ آل"

مادام نے کہا

اور پھر بٹن آف کر دیا

"نپولین بلیو برڈ کو فوری قتل کر دو اور میٹنگ برخاست"

مادام نے فیصلے لہجے میں کہا

اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔

اسے اس ڈاکے والی خبر نے بے حد شاک پہنچایا تھا۔ ظاہر ہے کہ اس طرح یہ خفیہ تنظیم پبلک کی نظروں میں آ جاتی

اور اس طرح تنظیم کا اصل مقصد فوت ہو جاتا

سب ممبران کے جانے کے بعد مادام بھی ہال سے باہر نکل گئی۔

صفدر ہوٹل ہوٹل گھومتا ہوا جب سیٹی مرت ہوٹل کے ہال میں داخل ہوا تو اس نے وہاں ایک عجیب تماشا دیکھا۔

ہوٹل کا ہال اکھاڑہ بنا ہوا تھا اور درمیان میں قاسم کھڑا دھاڑ رہا تھا۔ اس کے اردگرد بیرے اور منیجر گھیرا ڈالے کھڑے تھے اور ہال میں موجود تمام افراد اپنی اپنی کرسیوں سے اٹھ کر بڑی دلچسپی سے یہ تماشا دیکھ رہے تھے۔

"میں کہتا ہوں تم لوگوں نے مجھے کیا سمجھ رکھا ہے میں ابھی تم سب لوگوں کی چٹنی بلکہ اچار بلکہ مربہ بنا دوں گا۔"

قاسم نے دھاڑتے ہوئے کہا

اس کا چہرہ سرخ تھا۔ آنکھوں سے انگارے نکل رہے تھے۔ دونوں ہاتھ کھلا

ہیں پھیرے ہوتے تھے۔

"سر آپ کو غلط فہمی ہوتی ہے۔ یہ گائے کا گوشت ہے۔ سور کا نہیں۔"

منیجر نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں اسے سمجھاتے ہوئے کہا

"سر تم مجھے پاگل سمجھ رہے ہو۔ تم خود پاگل بلکہ تمہارے آباؤ اجداد پاگل۔ یہ سور کا سر ہے۔ اب مجھے کاٹھ کا الو سمجھا ہے۔"

قاسم نے ایک اور دھاڑ ماری۔

اب یہ اور بات ہے کہ منیجر نے تو سر جناب کے معنوں میں کہا تھا مگر قاسم سر کو کسی اور مطلب میں لے گیا۔

"جناب میں کب کہہ رہا ہوں کہ یہ سر ہے۔ یہ تو گائے کا گوشت ہے۔"

منیجر نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"میں تمہاری قبر میں کیڑے پڑیں ابھی تم نے سر نہیں کہا۔ اب مکر رہا ہے جھوٹ بولتے ہو اور وہ بھی منہ پر۔ کیا کہتے ہیں اسے کالا نہیں پیلا اسے ہاں وائٹ جھوٹ۔"

قاسم نے سر جھٹکتے ہوئے کہا۔

منیجر کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اس مصیبت کو کس طرح قابو کرے۔ بحیثیت معزز گاہک کے وہ اسے کچھ کہہ بھی نہیں سکتا تھا۔

"میں جھوٹ نہیں بول رہا جناب یہ گائے کا گوشت ہے۔"

منیجر جھنجھلاتے ہوئے کہا

"نہیں یہ سور کا گوشت ہے۔ تم سالے سائنسی آدمی کیا پتہ سور کے ٹکے لگا کر گائے

بنا دیا ہو، پھر بھی تو وہ سور ہی۔"

قاسم نے نہ ماننے والے لہجے میں کہا۔

"آپ کے پاس کیا ثبوت ہے کہ یہ سور کا گوشت ہے جب کہ ہم کہہ رہے ہیں کہ یہ گائے کا گوشت ہے تو آخر آپ مانتے کیوں نہیں۔ کہیں تو باورچی کی گواہی دلوا دوں۔"

مینجر کی جھنجھلاہٹ اب لمحہ بہ لمحہ بڑھتی جا رہی تھی۔

"ثبوت یعنی گوشت تم پکاؤ اور ثبوت میں دیتا پھروں اور پھر میں کوئی اٹھائی گ ہوں کہ ثبوت جیب میں ڈالے پھروں۔ ارے میں اپنے ملک کا بڑا آدمی ہوں سمجھے۔"

قاسم اسی پر اُلٹ پڑا۔

"اچھا آپ مت کھائیں۔"

مینجر نے تنگ آ کر فیصلہ کن لہجہ میں کہا۔

"کیوں نہ کھاؤں۔ کیا میں مفت کھا رہا ہوں۔ پیسے نہیں دیتا۔ مجھے غصہ نہ دلاؤ و کھڑے کھڑے ہوٹل خرید لوں گا۔ اور سالے تمہیں سب سے پہلے کان پکڑواؤں گا۔"

قاسم نے جاگیردارانہ لہجے میں جواب دیا۔

"خدایا اب میں کیا کروں۔"

مینجر نے بے بسی سے سر پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا

"اپنے سر کیوں پیٹ رہے ہے۔ بول ہوٹل کتنے میں بیچتا ہے۔"

قاسم نے جیب سے چیک بک نکالتے ہوئے کہا۔

صفدر بھی خاموشی سے ایک طرف کھڑا تماشہ دیکھ رہا تھا۔ وہ جانتا تھا کہ قاسم ینجر کو خودکشی کرنے پر مجبور کر دے گا۔ وہ اگر چاہتا تو آگے بڑھ کر قاسم کو سمجھا سکتا مگر اس طرح وہ نظروں میں آ جاتا اور وہ نظروں میں نہیں آنا چاہتا تھا ـے اس بات کا تو یقین ہو گیا تھا کہ قاسم جب یہاں موجود ہے تو کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بھی آ چکے ہوں گے

بھی وہ یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اس نے ہال میں حمید کو داخل ہوتے دیکھا۔ حمید میک اپ میں تھا مگر اس کی چال دیکھ کر ہی صفدر اسے پہچان گیا تھا۔

حمید نے اندر داخل ہو کر ایک نظر اس مجمع پر ڈالی اور پھر قاسم کو درمیان میں اڑے دھاڑتے دیکھ کر وہ تیر کی طرح آگے بڑھا اور پھر وہ قاسم کے قریب پہنچ گیا۔

"کیا بات ہے کیوں تماشا بنا رکھا ہے۔"

مید نے اصل آواز میں قاسم سے مخاطب ہو کر کہا۔

"صاحب آپ انہیں سمجھائیں یہ گوشت گائے کا ہے مگر یہ بضد ہیں کہ یہ سور گوشت ہے"

ینجر نے حمید کو درمیان میں آتے دیکھ کر اس کا سہارا لیا۔

قاسم پہلے تو حمید کو بغور دیکھتا رہا پھر شاید وہ آواز پہچان گیا تھا۔ چنانچہ اپنا ایک ستی دوست پا کر اس کی باچھیں کھل گئیں۔

"حمید صاحب تم اس مینجر کے بچے کو سمجھاؤ یہ مجھے سور کا گوشت کھلا رہا ہے اور ہے کہ یہ گائے کا گوشت ہے۔"

قاسم نے حمید کے سامنے فریاد کرتے ہوئے کہا۔

"قاسم تم سمجھتے نہیں یہاں سور کو گائے اور گائے کو سور کہا جاتا ہے۔ بیچارہ ٹھیک کہہ رہا ہے کہ یہ گائے کا گوشت ہے۔"

حمید نے قاسم کو سمجھاتے ہوئے اردو میں کہا

"اچھا یہ بات ہے تو پھر اس نے مجھے پہلے کیوں نہیں بتایا۔ میں خواہ مخواہ اب تک بھوکا رہا۔"

قاسم نے بڑے صلح کن لہجے میں کہا

اور پھر منیجر کی طرف ہمدردانہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہنے لگا۔

"منیجر صاحب معافی دے دیں مجھے نہیں معلوم تھا کہ یہاں شروع زبان ہی بدلی ہوئی ہے۔"

قاسم کی ذہنی رو جب بہکی تو اس نے منیجر کے سامنے باقاعدہ ہاتھ جوڑ دیئے۔

اور منیجر تو ایک طرف رہا باقی سب تماشائی بھی حیرت سے دنگ رہ گئے کہ یہ ہاتھی اتنی آسانی سے کیسے رام ہو گیا۔ اب چونکہ وہ اردو نہیں سمجھتے تھے اس لئے انہیں یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ حمید نے قاسم کو کیا کہا تھا۔ البتہ صفدر نے بڑی مشکل سے ہنسی روکی۔

"کوئی بات نہیں صاحب۔ آپ ہمارے معزز مہمان ہیں"

منیجر نے جان چھڑاتے ہوئے کہا

اور پھر وہ تیر کی طرح واپس پلٹ گیا۔ شاید اسے خطرہ تھا کہ قاسم کی ذہنی رو پھر نہ پلٹ جائے۔

بیرے بھی واپس چلے گئے اور تماشائی بھی مسکراتے ہوئے اپنی اپنی سیٹوں پہنچ گئے۔

حمید بھی قاسم کے مقابل بیٹھ گیا۔ قاسم نے بیٹھتے ہی دوبارہ گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ وہ یہاں بھی حسب عادت چھری کانٹے ایک طرف رکھ کر ہاتھ سے ... رہا تھا۔ اس نے گوشت کی ایک بڑی سی بوٹی اٹھائی ہی تھی کہ یکدم دھاڑ مار کر ... اٹھ کھڑا ہوا۔

... کے اس طرح اچانک اٹھنے پر میز حمید پہ الٹ گئی اور سب کھانا حمید کے کپڑوں پر جا گرا۔

"سالے مجھے بیوقوف بناتا ہے۔ مجھے الو بناتا ہے۔ جب یہاں سور کو گائے اور گائے کو سور کہتے ہیں تو پھر تو یہ ہوا ہی سور کا گوشت۔ اوخ!"

... نے دھاڑتے ہوئے کہا

... اب جب کہ اسے یقین ہو گیا کہ وہ اب تک سور کا گوشت کھاتا رہا ہے ... ہی متلانے لگا۔ حمید کی بات اسے بڑی دیر میں سمجھ آئی تھی۔

حمید بھی اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا سوٹ کھانے سے لتھڑ گیا تھا

... پاگل ہاتھی یہ کیا کر دیا میرے سوٹ کا ستیاناس کر دیا۔"

... نے غصے میں کہا

"تو پھر کیا ڈرائی کلیننگ کے پیسے مجھ سے لے لینا۔ بلکہ ایک ڈرائی کلیننگ کی دکان ... دینا۔ اس میں اپنے باپ دادے کا کفن بھی ڈرائی کلین کر لینا۔ مگر یہ سور کا گوشت ... اوخ۔"

قاسم نے اس کی سوٹ کی خرابی کا کوئی نوٹس ہی نہ لیا اور اب تو اس نے باقاعدہ قے کرنی شروع کر دی

منیجر ایک دفعہ پھر ان کی طرف بھاگا آیا

"اب کیا ہوا صاحب ان صاحب نے تو میرے ہوٹل کا ستیاناس مار دیا ہے۔"

منیجر نے فرش پر بکھری ہوئی قے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

اور ارد گرد بیٹھے ہوئے لوگ اب ناک پر رومال رکھ کر پیچھے ہٹنے چلے گئے

"ستیاناس ہو تیرا۔ اوغ۔ ڈیڑھ ستیاناس۔ پونے دو ستیاناس ۔اوغ۔ دو ستیاناس"۔

قاسم نے قے کرنے کے ساتھ ساتھ منیجر کو بھی سنانی شروع کر دیں۔

"کوئی بات نہیں میرے دوست کی طبیعت خراب ہو گئی ہے۔ کون سا کمرہ ہے اس کا؟"

حمید نے قاسم کو پکڑتے ہوئے کہا۔

"دو سو دس دوسری منزل"

منیجر نے بے بسی سے کہا۔

"میری طبیعت خراب ہوئی ہے؟"

قاسم نے دھاڑ ماری۔

"قاسم کیوں مرنے کی پڑی ہے۔ یہاں جس کو قے آ جاتے اسے حاملہ جانا ہے اور پھر ابھی لیڈی ڈاکٹر بچہ پیدا کرتے آ جائے گی چپ کر کے کمرے

میں چلو۔

حمید نے قاسم کے کان میں سرگوشی کرتے ہوئے کہا

"ارے باپ رے چلو جلدی یہ پاگل کہیں سچ مچ مجھے حاملہ نہ سمجھ لیں۔"

قاسم نے جلدی سے کھڑے ہو کر اپنے پیٹ پر نظر دوڑاتے ہوئے کہا۔

"چلو"

حمید نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہم۔ مگر وہ لیڈی ڈاکٹر کا کیا کہہ رہے تھے۔"

قاسم نے چلتے چلتے سوال کیا

اب اس کی قے بھی بند ہو چکی تھی۔ شاید وہ بھول ہی گیا تھا کہ اسے قے بھی ہو رہی تھی۔

"ارے یہاں ڈاکٹر کو لیڈی ڈاکٹر اور لیڈی ڈاکٹر کو ڈاکٹر کہتے ہیں۔"

حمید نے اسے بازو سے پکڑ کر گھسیٹتے ہوئے کہا

"اچھا اچھا۔"

قاسم نے سر ہلاتے ہوئے کہا

اور پھر وہ دونوں تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے لفٹ کی طرف بڑھ گئے۔ منیجر نے جگہ صاف کرنے کا حکم دیا اور وہ خود بھی سر پکڑے اپنے کمرے کی طرف بڑھ گیا۔

صفدر لفٹ کے قریب والی میز پر بیٹھا ہوا تھا۔ جہاں سے اس نے کافی ...تھی۔ قاسم کا کمرہ نمبر تو اسے معلوم ہو گیا تھا لیکن اس کا مقصد کیپٹن حمید

کی رہائش گاہ معلوم کرنا تھا۔ چنانچہ وہ وہیں بیٹھا رہا۔ تھوڑی دیر بعد اس نے ایک بیرے کو بغل میں ریڈی میڈ سوٹ کا ڈبہ اٹھائے اوپر جاتے دیکھا۔ وہ سمجھ گیا کہ کیپٹن نے اپنے لئے ایک ریڈی میڈ سوٹ منگوایا ہوگا۔ کیونکہ ظاہر ہے کہ اس نے کپڑے تو تبدیل کرنا ہوں گے اور وہاں صرف قاسم کے سوٹ ہوں گے۔ جس کے ایک پائنچے میں کیپٹن حمید پورا سما جائے۔

تقریباً آدھ گھنٹے بعد جب کہ وہ دوبارہ کافی پی چکا تھا کیپٹن حمید اکیلا لفٹ سے گزرتا ہوا مین گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ جیسے ہی وہ مین گیٹ کی طرف بڑھا صفدر کے قریب میز پر بیٹھے ہوئے دو افراد بھی اٹھ کر تیزی سے اس کے پیچھے چلے گئے۔

صفدر ان کی چال سے کھٹک گیا چنانچہ اس نے ایک نوٹ پیالی کے نیچے رکھا اور خود بھی اٹھ کر آؤٹ گیٹ کی طرف چل پڑا۔

پھر جیسے ہی وہ گیٹ سے باہر نکلا اس نے ان دونوں آدمیوں کو کیپٹن حمید کے دائیں بائیں چلتے دیکھا۔

ان دونوں کے ہاتھ جیبوں میں تھے۔ بظاہر وہ تینوں دوستوں کی طرح جا رہے تھے۔ مگر صفدر سمجھتا تھا کہ کیا سچوئیشن ہے۔ وہ تینوں چلتے ہوئے پارکنگ میں کھڑی ایک بڑی سی نیلے رنگ کی کار میں بیٹھ گئے۔ کار میں ڈرائیور شاید پہلے سے موجود تھا۔ کیونکہ وہ تینوں پچھلی سیٹ پر بیٹھے تھے اور ان کے بیٹھتے ہی گاڑی آگے بڑھ گئی۔

صفدر بھی اپنی چھوٹی سی سپورٹس کار کی طرف بڑھ گیا جو اسے مقامی

سیکرٹ سروس کی طرف سے سپلائی کی گئی تھی۔

کمپاؤنڈ گیٹ سے باہر نکلتے ہی نیلے رنگ کی کار دائیں طرف مڑ گئی۔ صفدر بھی مناسب فاصلہ دے کر ان کا تعاقب کرنے لگا۔ ویسے نیلے رنگ کی کار کے نمبر اس کے ذہن میں جم گئے تھے۔ کار چلانے کے ساتھ ساتھ وہ سوچ رہا تھا کہ شاید اس طرح وہ سلور گرل کے کسی اڈے تک پہنچ جائے۔

مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد نیلے رنگ کی کار شہر سے باہر مضافات میں جانے والی سڑک پر مڑ گئی۔ اس سڑک پر ٹریفک کا رش نہیں تھا۔ اکا دکا گاڑیاں آ جا رہی تھیں اور صفدر اور بھی زیادہ محتاط ہو گیا۔ اس نے فاصلہ پہلے سے بھی بڑھا دیا۔ تھوڑی دور تک اس سڑک پر چلنے کے بعد نیلے رنگ کی کار ایک بائی روڈ کی طرف مڑ گئی جو کھیتوں کے درمیان سے گزر رہی تھی۔ سڑک کے اردگرد فصلیں لہرا رہی تھیں۔ فصل اتنی اونچی تھیں کہ سڑک پر سے کار نظر آنی بند ہو گئی تھی۔ صفدر بائی روڈ کے کنارے رک گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہیں یہ اس کے لئے جال نہ بچھایا گیا ہو۔ شاید انہیں تعاقب کا شبہ ہو گیا تھا۔ چنانچہ وہ بائی روڈ پر اتر کر رک گئے ہوں اس لئے کار کو ڈائریکٹ بائی روڈ پر لے جانا خطرناک بھی ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر وہ کار باہر بھی نہیں چھوڑ سکتا تھا۔ کیونکہ اگر وہ رک کے تو سنبھالنے یہ بائی روڈ کتنی دور تک چلی گئی ہو۔ اس کی اس احتیاط سے وہ گاڑی ہاتھ سے نہ نکل جائے۔ بہرحال جو بھی فیصلہ کرنا تھا فوری کرنا تھا۔ چنانچہ اس نے گاڑی آگے لے جانے کا فیصلہ کر لیا۔ دوسرے لمحے اس کی گاڑی بائی روڈ پر دوڑ رہی تھی۔ یہ چھوٹی سی سڑک موڑ کاٹتی ہوئی دور تک چلی گئی تھی۔ آگے جانے والی گاڑی اسے نظر نہیں آ رہی تھی۔ بہرحال وہ

آگے بڑھتا چلا گیا۔ دو تین موڑ کاٹنے کے بعد ہی اسے دور۔ نیلے رنگ کی کار نظر آگئی۔ کار کے قریب کوئی آدمی نہیں تھا۔

صفدر نے کار روک لی اور پھر ریوالور جیب سے نکالتے ہوئے نیچے اتر آیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ماحول کا جائزہ لیا اور پھر فصل کی آڑ لیتے ہوئے تیزی سے آگے کی طرف بڑھنے لگا۔ کار کے قریب پہنچ کر وہ رک گیا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہ سب لوگ آخر کہاں چلے گئے؟ پھر وہ ذرا سا آگے بڑھا تو اسے کھیتوں کے درمیان دو لوگ کھڑے نظر آگئے۔ کیپٹن حمید درمیان میں کھڑا تھا اور وہ تینوں ہاتھ میں سائیلنسر لگے ریوالور لئے اس کے اردگرد کھڑے ہوئے تھے۔

دور سے حمید کی شکل دیکھ دیکھ کر ہی اسے اندازہ ہو گیا کہ وہ شدید خطرے میں ہے شاید یہ لوگ اسے قتل کرنے کے لئے یہاں لے آئے تھے۔

صفدر بڑی احتیاط سے فصل کے درمیان میں سے ہوتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ وہ تینوں اپنے گرد و پیش سے بے خبر حمید کو گھیرے ہوئے تھے۔ صاف ظاہر تھا کہ وہ صفدر کے تعاقب کو چیک نہیں کر سکے تھے۔ ورنہ اتنے بے فکر نہ ہوتے۔

صفدر ان کے کافی قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس کا ریوالور ہر قسم کی سچویشن سے نپٹنے کے لئے تیار تھا

"کرنل فریدی کہاں ہے جلدی بتلاؤ۔"

ان میں سے ایک نے پھنکارتے ہوئے کیپٹن حمید سے کہا

"میری جیب میں بیٹھا انڈے دے رہا تھا۔"

کیپٹن حمید نے اپنے مخصوص لہجے میں جواب دیا۔

اور صفدر اس کی دلیری اور حاضر جوابی پر بے اختیار مسکرا دیا۔

"شٹ اپ یو باسٹرڈ۔ سیدھی طرح بتلا دو شاید ہم تمہیں معاف کر دیں۔"

اسی آدمی نے دوبارہ کہا۔ شاید وہ ان تینوں کا لیڈر تھا۔

"باقاعدہ تحریری درخواست دو۔ شاید میں غور کر دوں۔ زبانی عرض میں سنا نہیں کرتا۔"

حمید نے ویسے ہی بے خوفی سے جواب دیا۔

"باس چھوڑو اس کو گولی مار کر یہیں اسے دفن کر دو۔ ہمیں صرف یہی آرڈر ملا ہے۔ ہمیں کیا ضرورت ہے وقت ضائع کرنے کی۔"

ان میں سے ایک نے کہا۔

"مقبرہ شاندار بنوانے کا وعدہ کرو تو چلو میں مرنے کی سکیم پر غور کر لیتا ہوں۔" حمید نے کہا

وہ شاید کسی موقعے کی تلاش میں تھا۔

"ٹھیک ہے فائر۔"

باس بھی شاید حمید کی بے خوفی سے جھنجھلا گیا تھا۔

مگر اس سے پہلے کہ وہ فائر کرتے حمید نے ایک جمپ لگایا اور دوسرے لمحے وہ ان کے سروں پر سے ہوتا ہوا دوسری طرف جا گرا۔ ریوالور وہ لوگ شاید پہلے ہی حمید کی جیب سے نکال چکے تھے۔ کیونکہ چھلانگ لگانے کے باوجود وہ خالی ہاتھ تھا وہ تینوں اس کی حرکت پر بے اختیار اس کی طرف مڑے ہی تھے کہ حمید نے اچانک ان میں سے قریبی آدمی پر چھلانگ لگا دی اور وہ اسے اپنے ساتھ گھسیٹتا ہوا دوسرے آدمی پر جا پڑا۔ مگر تیسرا آدمی ابھی خالی تھا اور حمید کی پشت اس کی طرف تھی چنانچہ اس نے

بڑی پھرتی سے ریوالور کا رخ حمید کی طرف کیا مگر ٹریگر دبانے سے پہلے صفدر کے ریوالور کا ٹریگر دب چکا تھا۔ ایک دھماکہ ہوا اور وہ آدمی چیخ مار کر پیچھے الٹ کر جا گرا۔ دھماکے کی آواز سن کر حمید سمیت وہ دونوں آدمی بوکھلا کر اپنی جگہ پر رک گئے ریوالور تو ان دونوں آدمیوں کے ہاتھوں سے پہلے ہی نکل چکے تھے۔ حیرت اور بوکھلاہٹ کے اچانک دھچکے سے سب سے پہلے حمید سنبھلا اور دوسرے لمحے اس نے بجلی کی طرح چھلانگ لگا دی اور قریب پڑے ہوئے ان کے ریوالوروں پر قبضہ کر لیا۔ اس کے ساتھ ہی لیڈر بھی اپنے ریوالور کی طرف لپکا مگر صفدر نے دوسرا فائر کر دیا اور وہ بھی ریوالور تک پہنچنے سے پہلے ہی زمین پر تڑپنے لگا۔

حمید بھی ریوالور ہاتھ میں لے چکا تھا۔ تیسرے آدمی نے تیزی سے ہاتھ اٹھا لئے۔

" باہر نکل آؤ میرے نادیدہ دوست۔ اب خطرہ ٹل چکا ہے۔"

حمید نے اسے ریوالور سے کور کرتے ہوئے ہانک لگائی۔ ظاہر ہے کہ وہ صفدر سے مخاطب تھا۔

صفدر نے قدم آگے بڑھایا اور اب وہ مقتل سے باہر آ چکا تھا۔ حمید بغور صفدر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ صفدر کو یقین تھا کہ وہ اسے کسی قیمت پر نہیں پہچان سکے گا کیونکہ اس کا میک اپ عمران نے خود اپنے ہاتھوں سے کیا تھا۔ ظاہر تھا کہ وہ کرنل فریدی کی نظروں میں بھی آ سکتا تھا اس لئے عمران نے اس کے میک اپ پر پوری محنت کی تھی اور جس میک اپ میں عمران کا ہاتھ ہو اس کا پہچان لیا جانا تقریباً ناممکن تھا۔

"آپ خدائی فوجدار ہیں"

حمید نے صفدر کے قریب پہنچنے پر بے اختیار کہا۔ کیونکہ وہ اسے کسی خانے میں بھی فٹ نہیں پا رہا تھا۔

" نہیں کیپٹن صاحب میں بلیک فورس کا رکن ہوں اور مجھے پاور سٹون نے آپ کی نگرانی پر متعین کیا تھا۔"

صفدر کو بر وقت سوجھ گئی

" اوہ اچھا تو تم کالے فرشتے ہو۔ بہر حال تم خوب موقع پر آ گئے ورنہ اس کی گولی یقیناً مجھے چاٹ جاتی۔"

حمید نے پہلے والے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا

" چلو واپس" حمید نے تیسرے آدمی کو حکم دیتے ہوئے کہا اور وہ خاموشی سے سڑک کی طرف چل پڑا۔

حمید جب اس آدمی کو لے کر اپنی کار کے پاس پہنچا تو رک گیا۔

" تم کیا آسمان سے ٹپک پڑے ہو"

اس نے صفدر سے سوال کیا۔

" نہیں جناب میری گاڑی پیچھے موڑ پر موجود ہے۔"

صفدر نے جواب دیا۔

" او کے پھر ہم تمہاری گاڑی میں ہی چلتے ہیں ہو سکتا ہے مجرموں کی گاڑی میں کوئی ٹرانسمیٹر بم نصب ہو اور پوری گاڑی ہی دھماکے سے اڑ جائے۔"

حمید نے فیصلہ کن لہجے میں کہا۔

" ٹھیک ہے چلئے۔"

صفدر نے کہا

اور پھر وہ تینوں صفدر کی گاڑی کی طرف چل پڑے گاڑی کے قریب پہنچنے پر حمید نے صفدر کو گاڑی ڈرائیو کرنے کے لئے اور خود اس آدمی کو لے کر پچھلی سیٹ پر بیٹھ گیا۔

ریوالور ابھی تک اس کے ہاتھ میں تھا۔

"ہیڈ کوارٹر چلو۔"

حمید نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا

اب صفدر گڑبڑا گیا۔ کیونکہ اسے تو ہیڈ کوارٹر کا علم ہی نہیں تھا۔

"کیپٹن صاحب ہمارا رابطہ ہیڈ کوارٹر سے صرف ٹرانسمیٹر پر ہے۔ ہم میں سے کسی کارکن کو ہیڈ کوارٹر کے محل وقوع کا علم نہیں اور دوسری بات ہمیں سختی سے منع کیا گیا ہے کہ ہم ہیڈ کوارٹر میں داخل نہ ہوں۔ ویسے آپ جیسے کہیں۔"

صفدر نے بات بناتے ہوئے کہا۔

"تم چلو میں پتہ بتلاتا ہوں اور تم ہمیں ہیڈ کوارٹر کے گیٹ پر چھوڑ دینا۔"

کیپٹن حمید نے جواب دیا

اور صفدر نے دل ہی دل میں مسکراتے ہوئے گاڑی سٹارٹ کر دی۔ جب وہ مین روڈ پر آئے تو کیپٹن حمید نے یوکلپٹس کالونی چلنے کو کہا۔

صفدر چونکہ حمید کو ڈھونڈنے میں تمام شہر گھوم چکا تھا اس لئے وہ بڑی آسانی سے یوکلپٹس کالونی کی طرف چل دیا۔ ویسے وہ دل ہی دل میں سوچ رہا تھا کہ کیوں نہ سمگلر کے اس آدمی کو وہ اپنے ساتھ لے جائے۔ لیکن اس میں خطرہ یہ تھا کہ کرنل فریدی فوراً اپنا ہیڈ کوارٹر تبدیل کر دیتا۔ چنانچہ وہ خاموش رہا۔

جلد ہی گاڑی یوکلپٹس کالونی میں داخل ہو گئی۔

"کوٹھی نمبر اسی - پندرہ۔"

کیپٹن حمید نے کہا

اور صفدر نے کوٹھیوں کے نمبر دیکھتے ہوئے مخصوص کوٹھی پر کار روک دی۔ یہ ایک خاصی بڑی کوٹھی تھی۔ گیٹ پر کسی پروفیسر نارمن کی نیم پلیٹ لگی ہوئی تھی۔

"چلو نیچے اترو۔"

حمید نے اپنے ساتھ والے آدمی کو تحکمانہ لہجے میں کہا۔

اور وہ خاموشی سے نیچے اتر آیا ویسے وہ بڑی معنی خیز نظروں سے گاڑی کو دیکھ رہا تھا۔

"تمہارا کوڈ نمبر کیا ہے۔"

کیپٹن حمید نے نجانے کس خیال کے تحت صفدر سے کہا۔

"تھری ون الیون۔"

صفدر نے بے اختیار نمبر بتلا دیا۔

"او کے اب تم جا سکتے ہو۔"

حمید نے اسے کہا اور صفدر نے تیزی سے گاڑی آگے بڑھا دی۔ ویسے بیک مرر میں وہ انہیں کوٹھی کے اندر جاتا ہوا چیک کرتا رہا۔

اب وہ جلد از جلد عمران کو اپنی کامیابی کی رپورٹ دینا چاہتا تھا۔

ابھی وہ کالونی کی روڈ سے مڑا ہی تھا کہ اچانک اس نے انتہائی تیزی سے

بریک ماری۔ سیٹ سے ٹائم بم کی مخصوص ٹک ٹک کی آواز آرہی تھی۔ شائد سلو کرنل کا ایجنٹ وہ بم وہاں رکھ گیا تھا۔ اب تک چونکہ صفدر اپنے خیالات میں گم رہا تھا اس لئے اس نے آواز چیک نہیں کی تھی۔ مگر اب اچانک وہ آواز اس کے کانوں میں گونجی اور اس نے فوراً بریک ماردی۔ اور پھر جیسے ہی اس نے مڑ کر دیکھا ٹائم بم اس کو گاڑی کے پرلے کونے میں پڑا ہوا نظر آیا۔ اس نے پھرتی سے ہینڈل پر ہاتھ رکھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ دروازہ کھول کر باہر نکلتا ایک کان پھاڑ دھماکے سے بم پھٹ گیا اور گاڑی کے پرزے ہوا میں بکھر گئے۔ مجرم اپنے مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔

کرنل فریدی نے ٹیکسی رکوائی اور پھر نیچے اتر آیا ٹیکسی ڈرائیور کے ہاتھ میں اس نے ایک بڑا سا نوٹ رکھا اور خود واپس وا ہی سے مڑ کر چل دیا۔

ٹیکسی ڈرائیور حیرت سے اسے جاتا دیکھتا رہا۔ شائد اسے اتنے بھاری کرائے کی امید نہیں تھی۔ بہرحال جب کرنل فریدی کافی آگے نکل آیا تو اس نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔

کرنل فریدی نے جو مین روڈ کراس کر کے آگے جا رہا تھا جب ٹیکسی کو آگے بڑھتے دیکھا تو وہ رک گیا اور پھر جب ٹیکسی موڑ مڑ کر نظروں سے اوجھل ہو گئی تو کرنل فریدی واپس مڑا۔ اور تیزی سے چلتے ہوئے ایک بائی روڈ پر مڑ گیا۔ یہ امراء کی کالونی تھی۔ بائی روڈ پر سے ہوتا ہوا وہ دوسری مین روڈ پر آگیا

اور پھر ایک عظیم کوٹھی کے سامنے سے گزرا تو اس نے اپنی رفتار آہستہ کر دی۔ کوٹھی کے گیٹ پر مادام سلوانا کی نیم پلیٹ موجود تھی اور گیٹ پر ایک مسلح چوکیدار بھی کھڑا تھا۔ کرنل فریدی خاموشی سے آگے بڑھتا چلا گیا

پھر ایک چھوٹی گلی میں مڑ کر وہ کوٹھی کی پشت پر آ گیا۔ شام کا اندھیرا چھا چکا تھا۔ کوٹھی کی پشت پر ایک چھوٹی سی گلی تھی جس میں دوسرے بلاک کی کوٹھیوں کی پشت بھی تھی۔ یہ گلی ویران پڑی تھی۔ کوٹھی کی پشتی دیوار خاصی اونچی تھی اور قریب کوئی درخت بھی نہیں تھا۔

کرنل فریدی نے ایک نظر ادھر ادھر ڈالی اور پھر وہ دیوار کے ساتھ ساتھ چلنے لگا۔ آخری کونے میں اسے گٹر کا ڈھکن نظر آ گیا۔ صاف ظاہر تھا کہ یہ گٹر کوٹھی کے ڈرینج سسٹم کی بیرونی کڑی تھی۔ اس نے ایک بار پھر محتاط نظروں سے چاروں اطراف کا جائزہ لیا اور پھر جھک کر گٹر کے فولادی ڈھکن پر زور آزمائی کرنے لگا۔

چند لمحوں کی کوشش کے بعد وہ اس فولادی ڈھکن کو اٹھانے میں کامیاب ہو گیا۔

ڈھکن اٹھتے ہی اندر سے بدبو کا ایک بھبکا سا نکلا۔ کرنل فریدی نے پھرتی سے جیب سے ایک نقاب نکالا اور پھر منہ پر چڑھا لیا۔ نقاب کے اندر ناک کی جگہ پر ربڑ کی فٹ تھی جس پر کوئی خوشگوار سینٹ لگا ہوا تھا اور اس کے لگاتے ہی بدبو غائب ہو گئی۔

کرنل فریدی تیزی سے گٹر کے اندر جانے والی لوہے کی سیڑھیوں کے

ـے اترتا چلا گیا۔ نیچے جا کر اس نے ڈھکن دوبارہ کھسکا دیا۔ اب اندر گہری ـی تھی۔

کرنل فریدی نے جیب سے پنسل ٹارچ نکالی اور اس کی باریک مگر تیز روشنی ـیں اس نے نیچے دیکھا تو پانی خاصی مقدار میں بہہ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے پینٹ ـے دونوں پائنچے موڑ کر اوپر چڑھا لئے۔ اندر اس نے گھٹنوں تک لمبے بوٹ ـنے ہوئے تھے اور پھر وہ پانی کے اندر اتر گیا۔ پانی اس کے ٹخنے سے ذرا اوپر ـھا۔ گٹر خاصا کھلا تھا اور کوٹھی کے اندر سے باہر آ رہا تھا۔ کرنل فریدی پنسل ٹارچ ـی روشنی میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ اس کی نظریں اوپر لگی ہوئی تھیں کہ کہاں اندرونی ـٹر کا ڈھکن نظر آتے اور وہ باہر نکل سکے لیکن شاید اندر کا گٹر خاصا دور تھا اور ـھر آگے جا کر مڑ گیا تھا۔ پھر کرنل فریدی جیسے ہی موڑ کے قریب پہنچا اچانک ـیک چھپاکے کی آواز اسے سنائی دی۔ اس نے تیزی سے ٹارچ بجھائی اور ـیوار کے ساتھ لگ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تمام حسیں پوری طرح بیدار تھیں۔ وہ ـمجھ گیا کہ کوئی شخص گٹر کے اندر داخل ہوا ہے اور اب وہ چلتا ہوا اس کی ـرف ہی آ رہا تھا۔ کرنل فریدی نے بڑی احتیاط سے ریوالور جیب سے باہر ـکال لیا اور اب وہ اس آدمی کی انتظار میں تھا۔ وہ اسے اچانک جھپٹ لینا چاہتا ـھا۔ گو گٹر میں گہری تاریکی تھی مگر اب کرنل فریدی کی نظریں تاریکی کی کسی حد تک ـادی ہو چکی تھیں۔

اور پھر دوسرے لمحے وہ سایہ سا موڑ مڑتا ہوا نظر آیا۔ اس سائے کے ہاتھ ـیں بھی پنسل ٹارچ تھی۔ وہ بڑے محتاط قدم اٹھاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ کرنل فریدی

نے ریوالور پر گرفت مضبوط کر لی. کیونکہ اس کی پنسل ٹارچ سے نکلنے والی روشنی کی باریک لکیر پورے گٹر میں اِدھر اُدھر پڑ رہی تھی. شاید وہ بھی گٹر کے دہانے کی تلاش میں تھا اور وہ روشنی کسی بھی لمحے کرنل فریدی پر پڑ سکتی تھی. اب دونوں کے درمیان چند گزوں کا فاصلہ رہ گیا تھا کہ اچانک اس سامنے سے ٹارچ بجھا دی شاید اس کی چھٹی حس نے اسے کسی خطرے کی نشاندہی کر دی تھی

ٹارچ بجھتے ہی کرنل فریدی نے تیزی سے اپنی جگہ بدلی اور پھر کرخت آواز میں کہا۔

"ہینڈز اپ تم میرے ریوالور کی زد میں ہو"

مگر دوسری طرف مکمل خاموشی تھی. اس آدمی نے چونکہ سیاہ لباس پہنا ہوا تھا اس لئے وہ کرنل فریدی کو نظر نہیں آ رہا تھا. ہاں اگر وہ اپنی جگہ سے حرکت کرتا تو شاید کرنل فریدی کی نظریں اسے گرفت میں لے لیتیں. مگر وہ تو ساکت ہو گیا تھا.

بات کرتے ہی کرنل فریدی نے سانپ کی سی تیزی کے ساتھ کروٹ بدلی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اس کی آواز سے ہی مقابل اس کی پوزیشن کا اندازہ کر سکتا تھا اور جس کے ہاتھ میں پنسل ٹارچ ہو سکتی ہے اس کے ہاتھ میں ریوالور کی موجودگی بھی بعید از قیاس نہ تھی. مگر مقابل قطعی خاموش تھا. اس کے سانسوں کی آواز بھی مفقود تھی.

شاید وہ بھی کرنل فریدی کی پوزیشن کا اندازہ کر رہا تھا.

اب دونوں اپنی اپنی جگہ پر ساکت تھے. کسی کی بھی حرکت اس کے لئے

یقیناً ہی بیرا ثابت ہو سکتی تھی. یہ چند لمحے دونوں پر قیامت گزرے اور پھر سب سے پہلے کرنل فریدی نے اپنی جگہ سے حرکت کی. اس نے مقابل کی پوزیشن کا اندازہ لگایا اور دوسرے لمحے وہ چیتے کی طرح چھلانگ مار کر مقابل پر جا پڑا. مقابل بھی تیز آدمی تھا. کرنل فریدی کو اپنے پر جھپٹتے دیکھ کر وہ تیزی سے جگہ بدل گیا اور کرنل فریدی دیوار کے ساتھ ٹکرا کر نیچے پانی میں گرا. مقابل نے اس پر چھلانگ ماری. مگر کرنل فریدی اسے بھلا کب موقع دیتا تھا. وہ مچھلی کی طرح پانی میں ہی کروٹ بدل گیا اور پھر جیسے ہی مقابل پانی میں گرا. کرنل فریدی نے اسے جا لیا. مگر دوسرے لمحے کرنل فریدی بھی الٹ کر دوسری طرف جا گرا اور خود بھی دیوار کے ساتھ جا ٹکرایا. مقابل بھی خاصا طاقتور اور لڑائی بھڑائی کے فن میں ماہر معلوم ہو رہا تھا.

ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے ہی وہ دونوں زخمی درندوں کی طرح اب پھر مقابل کھڑے تھے. گٹر کی بدبو آلود تاریک فضا میں گندے پانی پر موت اور زندگی کی جنگ جاری تھی. کرنل فریدی کے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریوالور بھی اسی الٹ پھیر میں پانی میں گر چکا تھا اور مقابل کے پاس شاید ریوالور تھا ہی نہیں یا اس نے اسے نکالنا ہی فضول سمجھا.

وہ دونوں اندھیرے میں گندے پانی سے لت پت ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہوتے تھے. چند لمحے وہ ایک دوسرے کو اندھیرے میں ہی تولتے رہے. کرنل فریدی کا حشر مروج پر تھا کیونکہ مقابل نے اسے اپنے پر سے گرا کر اس کی توہین کی تھی. دراصل کرنل فریدی بے خبری میں مار کھا گیا تھا اسے اندازہ نہیں تھا کہ مقابل اتنا طاقتور

اور بھی تیلا ثابت ہوگا۔ پھر مقابل نے سب سے پہلے چھلانگ لگائی۔ اس کا رخ باہر جانب تھا۔ کرنل فریدی نے دائیں طرف جھکائی دینے کی کوشش کی مگر مقابل بھی اس فن کا ماہر تھا وہ درمیان ہی میں دائیں طرف پلٹ گیا اور پھر وہ کرنل فریدی کو نیچے لیتا ہوا پانی میں گر گیا۔ گٹر کی دونوں دیواروں کے درمیان فاصلہ بے حد کم تھا۔ اس لئے کرنل فریدی جیسے ڈیل ڈول کے آدمی کے لئے کھل کر لڑنا بے حد مشکل ثابت ہو رہا تھا۔ پھر جیسے ہی اس نے کرنل فریدی کو نیچے گرایا کرنل فریدی نے لات اس کے پیٹ پر رکھی اور پلک جھپکنے میں مقابل الٹ کر دوسری طرف جا گرا۔

کرنل فریدی اچھل کر مڑا۔ پھر اس نے اسے اٹھتے ہوئے دونوں ہاتھوں سے پکڑ لیا اور دوسرے لمحے ایک دھاکہ کے ساتھ مقابل دائیں طرف کی دیوار سے جا ٹکرایا۔ اس کا سر خاصی قوت سے دیوار سے ٹکرایا تھا۔ چوٹ شاید بے حد زوردار تھی کیونکہ کرنل فریدی نے دیوار کے ساتھ ٹکرانے کے بعد گٹھڑی کی صورت میں دیوار کی جڑ میں گرتے دیکھا۔ کرنل فریدی اس کی طرف بڑھا مگر مقابل نے نیچے سے ہی اس کی دونوں ٹانگیں پکڑ کر پوری قوت سے کھینچ لیں اور پھر اس بار کرنل فریدی کا سر پچھلی دیوار سے پوری قوت سے ٹکرایا۔ ایک لمحے کے لئے اس کے دماغ میں تاریکی چھانے لگی مگر اس نے تیزی سے سر جھٹک کر تاریکی دور کرنے کی کوشش کی اور اچھل کر اٹھنا چاہا مگر اب مقابل اس پر چھایا ہوا تھا۔ وہ اس کا گلا گھونٹنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ کرنل فریدی نے نیچے سے پوری قوت سے اس کے سینے پر زوردار ٹکر ماری اور مقابل 'اوغ' کی آواز نکال کر پانی میں گر گیا۔ کرنل فریدی کے گلے پر جمے ہوئے ہاتھ ڈھیلے پڑ گئے۔

کرنل فریدی نے تیزی سے کروٹ بدلی اور دوسرے لمحے اس کا سر پکڑ کر پوری

قوت سے پانی کے نیچے موجود فرش سے ٹکرا دیا۔ مقابل نے اس کی پسلیوں میں لات مارنے کی کوشش کی مگر کرنل فریدی کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے کام کر رہے تھے۔ اس نے ایک لمحے سے بھی کم عرصے میں دو تین بار اس کا سر نیچے فرش پر مار دیا اور مقابل کی حرکات اب سست پڑنے لگیں وہ شاید بے ہوش ہو رہا تھا۔ اس کے سست پڑتے ہی کرنل فریدی نے اس کا سر پانی میں ڈبو دیا وہ اسے ختم کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

پانی کے اندر ایک لمحے کے لئے رہنے کے بعد شاید اس کی بے ہوشی دور ہو گئی کیونکہ مقابل کے جسم نے ایک بار پھر بری طرح حرکت کرنی شروع کی۔ مگر اب کرنل فریدی کے بازو پوری قوت سے اس کا سر دبائے ہوئے تھے۔ اب سوائے موت کے اس کی رستگاری ناممکن تھی کہ اچانک کرنل فریدی کے دماغ میں ایک دھماکا سا ہوا۔ اسے خیال آیا کہ مقابل کہیں عمران نہ ہو کیونکہ کرنل فریدی کے ساتھ اتنی دیر تک مقابلہ کرنا عمران کے بس کی ہی بات تھی۔ مگر دوسرے لمحے اس نے سوچا کہ اگر یہ عمران ہوتا تو اتنی جلدی قابو میں نہ آتا۔ پھر بھی ذہن میں خلش پیدا ہوتے ہی اس نے تیزی سے اس کا سر پانی سے باہر نکال لیا۔ مقابل نے سر باہر نکلتے ہی سر کو آخری بار جھٹکا دیا۔

"عمران۔ کیا تم عمران ہو۔ جلدی بولو۔"

عمران کا لفظ سنتے ہی مقابل زور سے چونکا اور دوسرے لمحے اس نے تیزی سے سر کو دو تین بار جھٹکا اور پھر سیدھا ہو گیا۔ یوں معلوم ہوتا تھا جیسے عمران کا لفظ اس کے کانوں میں پڑتے ہی اس کے جسم میں برقی رو دوڑ گئی ہو۔

"تم عمران ہو؟"

کرنل فریدی نے ایک بار پھر سوال کیا۔

"تم کون ہو؟"

مقابل نے اپنی آواز کو رعب دار بنانے کی کوشش کرتے ہوئے جواب دیا۔

اور اس کی آواز سنتے ہی کرنل فریدی سمجھ گیا کہ مقابل عمران نہیں ہوسکتا کیونکہ ایک تو وہ عمران کی آواز اچھی طرح پہچانتا تھا دوسرا عمران یقیناً اس کی آواز پہچان جاتا۔

اس کے ذہن میں ایک بار پھر کھلبلی ہوئی کہ وہ اسے ختم کر دے مگر جس انداز میں وہ عمران کے نام پر چونکا تھا۔ اس سے ظاہر تھا کہ وہ اگر عمران نہیں تو عمران سے اس کا کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔

کرنل فریدی نے جیب سے ٹارچ نکالی اور دوسرے لمحے ٹارچ کی تیز روشنی مقابل کے چہرے پر پڑی۔ گو چہرہ گندے پانی میں لتھڑا ہوا تھا مگر پھر بھی کرنل فریدی میک اپ پہچان گیا تھا مگر اصل آدمی کو وہ پہچان ہی نہ سکا۔ گو وہ عمران کے تمام ساتھیوں کو اچھی طرح جانتا تھا مگر اسے وہ نہ پہچان سکا۔

"تمہارا عمران سے کیا تعلق ہے؟"

مقابل بھی اب اٹھ کھڑا ہوا تھا اس نے بھی نرم لہجے میں سوال کیا۔

عمران کا نام ان دونوں دشمنوں کے درمیان واسطہ بن گیا تھا۔

"میرا نام کرنل فریدی ہے۔"

کرنل فریدی نے اپنے آپ کو ظاہر کر دیا۔

"کرنل فریدی؟"

مقابل ایک جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹا۔ شاید اس کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ اس کے سامنے کرنل فریدی ہوگا۔

"معاف کیجئے کرنل صاحب میں عمران کا ساتھی ہوں۔"

مقابل نے جواب دیا۔

اب اس کا لہجہ کسی حد تک مؤدبانہ تھا۔

"تمہارا نام کیا ہے۔ میں نے تمہیں پہلے عمران کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔"

کرنل فریدی نے کہا

"میں عمران صاحب کا نیا ساتھی ٹائیگر ہوں۔"

نوجوان نے جو ٹائیگر تھا جواب دیا۔

"ٹائیگر اچھا نام ہے۔"

کرنل فریدی نے تعریفی لہجے میں جواب دیا

ویسے وہ جس بے جگری اور مہارت سے لڑا تھا۔ اس سے بھی کرنل فریدی خاصا متاثر ہوا تھا۔

"عمران کہاں ہے کیا اسی عمارت میں ہے؟"

کرنل فریدی نے اچانک سوال کیا

"مجھے معلوم نہیں مجھے تو عمران صاحب نے اس عمارت کی چیکنگ کا آرڈر دیا تھا اور میں گٹر کے راستے اندر داخل ہوگیا۔ مگر عمارت پوری طرح خالی پڑی ہوئی ہے۔"

ٹائیگر نے جواب دیا

"مگر گیٹ پر تو چوکیدار موجود ہے"

کرنل فریدی نے چونک کر جواب دیا

"جی ہاں مگر اندر عمارت میں کوئی فرد نہیں ہے۔ میں نے تہہ خانوں کی موجودگی کے خیال سے کافی وقت ضائع کیا۔ مگر تہہ خانے ہیں ہی نہیں"

ٹائیگر نے تفصیل سے جواب دیا۔

"ہونہہ"

کرنل فریدی نے کچھ سوچتے ہوئے ہنکارا بھرا۔

وہ سوچ رہا تھا کہ اب اندر عمارت میں جائے یا یہیں سے واپس ہو جائے۔

"عمران نے ہیڈ کوارٹر کہاں بنایا ہے۔ میں نے اس سے ضروری ملنا ہے"

کرنل فریدی نے اچانک بات کا رخ بدلا

"مجھے معلوم نہیں کرنل صاحب"

ٹائیگر نے جواب دیا

"کیا مطلب کیا تم سیکرٹ سروس کے رکن نہیں"

اس بار کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ ٹائیگر جھوٹ بول رہا ہے۔

"میں عمران صاحب کا ذاتی اسسٹنٹ ہوں۔ میرا سیکرٹ سروس سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ہی سیکرٹ سروس والے مجھے جانتے ہیں"

ٹائیگر نے جواب دیا

"ہونہہ"

کرنل فریدی نے جواب دیا

بات واقعی قابل قبول تھی۔

"اچھا چلو واپس چلیں"

کرنل فریدی نے اس سے کہا۔

اس نے شاید عمارت میں نہ جانے کا فیصلہ کر لیا تھا اور وہ دونوں واپس مڑ گئے۔ اب دونوں دوستوں کی طرح جا رہے تھے۔ آگے آگے کرنل فریدی اور پیچھے ٹائیگر تھا۔ چلتے چلتے وہ دونوں گٹر کے اس دہانے کے نیچے جا کر رک گئے۔ جس کے ذریعے کرنل فریدی اندر داخل ہوا تھا۔

کرنل فریدی نے ٹارچ بجھا کر جیب میں ڈالی اور پھر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ٹائیگر نیچے خاموش کھڑا تھا۔ کرنل فریدی نے اوپر چڑھ کر جیسے ہی ڈھکن کو ہاتھ لگایا دوسرے لمحے ایک زوردار جھٹکا کھا کر نیچے پانی میں آگرا۔

"کیا ہوا کرنل صاحب"

ٹائیگر نے چونک کر پوچھا

"ہا۔ ہا۔ ہا۔ میں بتاتا ہوں کہ کرنل فریدی کو کیا ہوا ہے۔ انہیں بجلی کا شاک لگا ہے۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔"

پورا گٹر زوردار اور بھیانک قہقہوں سے گونج اٹھا

کرنل فریدی بھی اب اٹھ کھڑا ہوا تھا۔ شاک کافی سے زیادہ زوردار تھا چونکہ کرنل فریدی بار بار ہاتھ جھٹک رہا تھا۔

"دوبارہ کوشش کرو کرنل اس بار جو شاک لگے گا وہ تمہیں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے

جاسوسی کے دھندے سے نجات دلا دے گا۔"

بھرائی ہوئی آواز سے ایک بار پھر گٹر گونج اٹھا۔

"کون ہو تم؟"

کرنل فریدی نے انتہائی سخت لہجے میں سوال کیا۔

"تمہارا ہمدرد۔ تمہارا دوست۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا"

طنزیہ انداز میں جواب دیا

"چلو ٹائیگر آگے چلیں۔"

کرنل فریدی نے ٹائیگر کا ہاتھ پکڑا اور آگے دوڑ لگا دی۔ شاید اس کا خیال تھا کہ صرف اسی دہانے کو برقی زدہ کیا گیا ہوگا۔ مگر دشمن اس کی توقع سے زیادہ چالاک ثابت ہوا

ابھی انہوں نے چند قدم ہی آگے بڑھائے ہوں گے کہ ایک سرسراہٹ کی آواز گونجی اور دوسرے لمحے ان کے سامنے گٹر میں ایک دیوار اوپر سے نیچے کھسکتی چلی گئی اور دونوں بھاگتے ہوئے بری طرح اس سے ٹکرا گئے۔ دیوار کے ساتھ لگتے ہی انہیں ایک دفعہ پھر جھٹکا کھا کر نیچے گرنا پڑا۔ دیوار فولادی تھی اور اس میں بھی طاقتور کرنٹ دوڑ رہا تھا۔

"تم نے ربڑ کے بوٹ پہن رکھے ہیں کرنل فریدی ورنہ اب تک تم جہنم ہو چکے ہوتے۔"

آواز ایک دفعہ پھر گونجی۔

"تم کیا چاہتے ہو؟"

کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں کہا۔

اتنا تو وہ سمجھ گئے تھے کہ وہ بری طرح چوہے دان میں پھنس گئے ہیں۔

"تمہاری موت۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔ ہا۔"

لہجے میں زہریلا پن بدستور موجود تھا۔

"تمہارے چاہنے سے مجھے موت نہیں آسکتی بیوقوف۔ تم سے زیادہ چالاک لوگ میری موت کی حسرت دل ہی میں لئے دفن ہو چکے ہیں۔"

کرنل فریدی نے بڑے استہزائیہ انداز میں جواب دیا

"یہ تو وقت بتلائے گا بہرحال مرنے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ ہماری خوش قسمتی ہے کہ تم نے ٹائیگر کے سامنے اپنی قلعی کھول دی ہے ورنہ شاید تمہاری موت کا فیصلہ اس گٹر میں نہ کیا جاتا"

جواب ملا۔

کرنل فریدی نے ٹارچ جلا کر ادھر ادھر تیزی سے دیکھنا شروع کیا۔ وہ یہاں سے نکلنے کی کوئی تجویز سوچ رہا تھا مگر کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔ دونوں طرف ٹھوس دیواریں تھیں۔ سائیڈ میں فولادی دیوار تھی۔ دہانے کے ڈھکن جام کیے گئے تھے اور ظاہر ہے کہ کوٹھی کے اندرونی راستے بھی بند کر دیئے گئے ہوں گے۔

اس کا ذہن بڑی تیزی سے گردش کر رہا تھا۔ مگر کوئی تجویز سمجھ میں نہیں آ رہی تھی۔

اچانک اندرونی دہانے کی طرف سے گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی

اور وہ دونوں یک وقت اچھل پڑے۔ یہ پانی کی بے پناہ مقدار کا شور تھا اب کرنل فریدی سمجھ گیا کہ انہیں کس طرح ختم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ ظاہر ہے چند لمحوں بعد پانی چھت سے مل جائے گا اور وہ ڈوب جائیں گے۔ کرنل فریدی گو کافی دیر تک سانس روک سکتا تھا۔ مگر ظاہر ہے وہ ایسا کب تک کر سکتا تھا۔ پانی جب چھت تک مل جاتا تو وہ کیا کر سکتا تھا۔

"اس سیڑھی پر چڑھ آؤ۔"

کرنل فریدی نے دہانے کی طرف جاتی ہوئی سیڑھی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور پھر وہ دونوں فولادی سیڑھی پر چڑھتے چلے گئے۔ گو سیڑھی فولادی تھی مگر چونکہ اس کا آخری سرا دہانے سے نیچے تھا اس لئے کرنٹ سے محفوظ تھی۔ وہ دونوں تیزی سے ممکن حد تک چڑھتے چلے گئے۔

پھر انہیں یکدم گٹر میں بے پناہ گرمی کا احساس ہوا۔ ہوا بند ہونے کی وجہ سے کیفیت ہو چکی تھی اور انہیں ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ کسی دہکتے ہوئے الاؤ میں دھکیل دیئے گئے ہوں۔ گرمی اس شدت کی ہو گئی تھی کہ انہیں اپنے جسم میں شعلے سے تیرتے ہوئے محسوس ہو رہے تھے۔ کرنل فریدی نے نقاب کھینچ کر منہ سے علیحدہ کر دیا۔ ان کے جسم پر موجود کپڑے اب اتنے گرم ہو چکے تھے کہ جیسے کپاس کے دھاگے کی بجائے شعلوں سے بنے ہوئے ہوں۔ کش مکش اور گرمی نے ایک لمحے میں ان دونوں کا برا حال کر دیا۔ وہ سمجھ گئے کہ مجرم جو پانی گٹر میں دھکیل رہے ہیں وہ انتہائی گرم ہے اور ان کے اس اندیشے کی تصدیق دوسرے لمحے ہو گئی۔ جب کھولتا ہوا پانی گٹر میں بھرنا شروع ہو گیا۔ پانی سے

نکل رہی تھی۔ اور ان دونوں کا دم گھٹا چلا جا رہا تھا۔ پانی اب ان سے دو تین فٹ نیچے بہہ رہا تھا اور اس کی سطح تیزی سے بلند ہو رہی تھی۔ اتنی تیزی سے ۔شاید وہ چھت تک سطح برابر ہونے میں چند منٹ لگے اور پھر نیچے کھڑے ٹائیگر کے پیر سے پانی ٹکرایا اور ٹائیگر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے پیر میں آگ لگ گئی ہو۔ فولادی سیڑھی بھی اب کافی گرم ہو چکی تھی۔

ٹائیگر نے تیزی سے پیر اونچا کر لیا مگر کب تک۔ کرنل فریدی کے ذہن میں آندھیاں چل رہی تھیں۔ موت کھولتے ہوئے پانی کی صورت میں تیزی سے ان کی طرف بڑھ رہی تھی اور کوئی راہ فرار نظر نہیں آ رہی تھی۔

کرنل فریدی کا عظیم دماغ بھی اس صورت حال سے مفلوج ہو گیا تھا اور دوسرے ٹائیگر کی چیخ سے گٹر گونج اٹھا۔ اب پانی اس کے ٹخنوں سے اونچا ہو گیا تھا۔ جیسے اس کے پیر جل کر راکھ ہو گئے ہوں۔ اب وہ پیر بھی اونچے نہیں کر سکتا تھا نے فولادی سیڑھی سے بازو بری طرح جکڑ رکھے تھے۔ مگر سیڑھی بھی اس حد تک گرم ہو چکی تھی کہ کسی بھی لمحے اس کے ہاتھ جواب دے جاتے

اب پانی کرنل فریدی کے پیروں کو ڈبو چکا تھا اور کرنل فریدی کو بھی یوں محسوس ہوا جیسے دہکتی ہوئی آگ اس کے رگ و پے میں سرایت کرتی جا رہی ہو۔ بس اب جھٹکے کی دیر تھی اور ان دونوں کے جسم اس کھولتے ہوئے پانی میں ڈوب کر ہمیشہ کے لئے موت اختیار کر جاتے اور اسی لمحے گٹر میں ایک دفعہ پھر زہریلے قہقہے گونج اٹھے۔

"کہو کرنل فریدی اب کیا حال ہے۔ اب تم کیسے بچ سکتے ہو۔" قہقہے کے ساتھ ہی کھرائی ہوئی آواز گونجی اور کرنل فریدی کے دماغ میں جھلاہٹ عروج پر پہنچ گئی۔

"تم مجھے نہیں مار سکتے۔ تم مجھے نہیں مار سکتے"

کرنل فریدی بے اختیار چیخ پڑا۔ مگر اس کی چیخ گنبد میں ہی دم توڑ گئی اور پانی اب تیزی سے اونچا ہوتا چلا جا رہا تھا۔ کھولتا ہوا پانی۔ ظاہر ہے بھیانک موت میں پلک جھپکنے کا فاصلہ رہ گیا تھا اور گنبد بدستور زہریلے قہقہوں سے گونج رہا تھا

شاید ایک عظیم انسان کے عبرتناک انجام پر موت خود قہقہے لگا رہی تھی۔ اور کیوں نہ لگاتی کہ اس نے آج ایک ناقابلِ تسخیر انسان کو تسخیر کر ہی لیا تھا۔

یہ ایک کافی بڑا ہال تھا جس میں چاروں طرف بڑی بڑی مشینیں فٹ تھیں ان سب پہ کافی بڑی سکرینیں لگی ہوئی تھیں اور مختلف پیغامات آ جا رہے تھے اور ہر مشین پہ ایک با وردی آدمی مستعد پیغامات موصول کر رہا تھا۔ اور مشینیں باقاعدہ کام کر رہی تھیں۔ یہ سلور گرل کا کنٹرول روم تھا۔ اس کے ذریعے سلور گرل پوری دنیا میں اپنے سب ہیڈ کوارٹرز پر کنٹرول کرتی تھی۔ ہال کے درمیان میں ایک شیشے کے کمرے میں ایک بڑی سی ٹیبل کے پیچھے ایک بلڈاگ شکل کا آدمی بیٹھا ہوا تھا۔

اس کی میز پر ایک کافی بڑی مشین تھی جس میں بے شمار بلب جل بجھ رہے تھے۔ وہ بار بار مختلف بٹن آن آف کر کے ہدایات دے رہا تھا اور ضروری پیغامات دے رہا تھا۔ یہ ہیڈ کوارٹر کا انچارج گرڈسکو تھا جسے تنظیم کا دماغ سمجھا جاتا تھا۔ وہ انتہائی شاطر

دماغ کا مالک تھا۔ یہ ہیڈ کوارٹر انچارج گروسیکو ہی تھا جس نے پوری دنیا کے مجرموں اور مجرم تنظیموں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا تھا اور اب انہیں کنٹرول کر رہا تھا۔

اچانک ہال کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی چہرے پر سفید رنگ کا نقاب پہنے اندر داخل ہوئی۔ یہ سلور گرل تھی۔ اس کے اندر داخل ہوتے ہی ہال میں موجود تمام افراد مزید مستعد ہو گئے۔ اور وہ پوری تندہی سے اپنے اپنے کام میں مصروف ہو گئے۔

مادام نے ایک نظر ہال پر ڈالی اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتی اس شیشے کے کیبن کی طرف بڑھ گئی۔ گروسیکو اسے اندر آتا دیکھ کر ہوشیار ہو بیٹھا۔ اس کے چہرے پر البتہ حیرت کے آثار نمایاں تھے۔ کیونکہ مادام شاذ و نادر ہی کنٹرول روم میں آتی تھی اور یہ ایسے موقعے ہوتے تھے جب کوئی اہم ترین مشن درپیش ہو۔

مادام دروازہ کھول کر اندر داخل ہوئی تو گروسیکو تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"بیٹھو"

مادام نے بڑے باوقار لہجے میں کہا

اور خود میز کے قریب پڑی ہوئی کرسی پر بیٹھ گئی

"گروسیکو کیا رپورٹ ہے کیا کوئی مجرم یا مجرم تنظیم ایسی رہ گئی ہے جو ہماری ماتحتی میں ابھی تک نہ آئی ہو۔"

مادام نے پوچھا۔

"نہیں مادام کوئی قابل ذکر تنظیم ایسی باقی نہیں رہی۔"

گروسیکو نے فخریہ لہجے میں جواب دیا۔

"اور سنئے"

مادام کے لہجے میں مسرت تھی۔

"سنو آج سے پوری دنیا میں انقلاب آ جانا چاہیے سمگلنگ کی رفتار میں جتنا ہو سکے اضافہ کر دو۔ غلہ اگانے والے ملکوں سے غلہ سمگل کرا دو۔ وہاں منشیات کے سامان کی بھرمار کر دو اور ایسے ممالک جہاں غلے کی ضرورت ہو۔ وہاں وہ غلہ اتنے مہنگے داموں بیچو کہ عوام چیخ اٹھیں۔ بلبلا اٹھیں اور اس حد تک سوچیں کہ پوری دنیا میں ایک خونی انقلاب آ جائے۔ ایسا انقلاب جو ہماری مرضی کی حکومت ہر ملک میں لے آئے اور پھر پوری دنیا میں ہر لحاظ سے سلور گرل کی حکومت ہو گی اور یہی ہمارا مشن ہے۔"

مادام نے ہدایات دیتے ہوئے کہا

"بہتر مادام میں ابھی ہدایات جاری کر دیتا ہوں اور آپ یقین رکھیں ایک ہفتے کے بعد حالات پلٹنے شروع ہو جائیں گے۔"

گروسیکو نے پرمسرت لہجے میں کہا

واقعی مادام کا پلان بے حد شاندار اور بے داغ تھا۔ وہ سوچ رہا تھا کہ پوری دنیا کو فتح کرنے کے خواب بہت سے لوگ دیکھتے چلے آتے مگر ان سب نے اپنی افواج یا اسلحہ کے ڈھیروں پر فتح کے خواب دیکھے تھے اور آج تک کسی ایک کا بھی خواب صحیح معنوں میں شرمندہ تعبیر نہ ہو سکا۔ مادام نے بھی یہی خواب دیکھا ہے مگر اس نے ذریعہ بدل دیا ہے۔ وہ مجرموں کے توسط سے پوری دنیا فتح کرنا چاہتی ہے اور اسے یقین تھا کہ مادام کا خواب ضرور شرمندہ تعبیر ہو جائے گا۔

"گروسیکو جعلی کرنسی بنانے والا سیکشن اب کہاں تک پہنچ گیا ہے۔"

مادام نے سوال کیا۔

"مادام ابھی ابھی رپورٹ ملی ہے کہ جعلی کرنسی سیکشن پوری دنیا کی کرنسی بیچ پھیلانے پر بنانے کے جدید ترین انتظامات کر چکا ہے۔ تمام دنیا کے تخریبی ذہن رکھنے والے ماہرین اس سیکشن میں جمع ہیں اور جدید ترین مشینیں فٹ ہیں اور انہوں نے نمونے کے طور پر جو کرنسی بنائی ہے وہ اتنی اصل ہے کہ اس کے سامنے ان ملکوں کی سرکاری کرنسی جعلی نظر آتی ہے۔"

گرڈسکو نے رپورٹ دی۔

"بہت خوب تو انہیں آرڈر دے دو کہ وہ ہر ملک کے نوٹ وسیع پیمانے پر تیار کریں اور پھر اسے ان ملکوں میں پھیلا دیں تاکہ افراط زر کی وجہ سے قیمتیں اس حد تک چڑھ جائیں کہ گرانی کی یہ انتہا تمام حکومتوں کو نگل جائے۔"

مادام نے کہا۔

"بہتر مادام"

گرڈسکو نے جواب دیا

"اور سمگلنگ کا کام پہلے ترقی پذیر ممالک سے شروع کرنا اور کرنسی کا زیادہ پھیلاؤ بین الاقوامی اہمیت کی کرنسی سے شروع کرنا مثلاً ڈالر، پونڈ وغیرہ کیونکہ ان کی قیمت گرنے سے پوری دنیا اثر انداز ہو گی۔"

مادام نے اٹھتے ہوئے کہا۔

"بہتر مادام"۔ گرڈسکو بھی تعظیماً اٹھ کھڑا ہوا۔

"اور ایک ہفتے کے بعد مجھے کامیابی کی رپورٹ چاہئے۔ تم جانتے ہو کہ ناکامی کی صورت میں....."

مادام نے فقرہ ادھورا چھوڑ دیا

اور گرڈسکو جیسے بدنام بدمعاش کے بھی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ مادام سزا دینے کے معاملے میں اتنی سخت اور بے رحم واقع ہوئی تھی کہ اس کی بے رحمی کے چرچے پوری دنیا میں تھے۔

"او کے وش یو گڈ لک"۔

مادام نے کہا اور پھر وہ شیشے کے کمرے سے باہر نکل گئی۔ چند لمحوں بعد وہ ہال کا دروازہ کھول کر باہر جا چکی تھی۔

گرڈسکو نے اطمینان کا سانس لی اور پھر مشین کے مختلف بٹن آن کر کے مادام کی تازہ ترین ہدایات پوری دنیا میں موجود سب ہیڈ کوارٹروں کو پہنچانے میں مصروف ہو گیا۔

عمران اچانک گرنے کی وجہ سے پہلے تو اپنے آپ کو نہ سنبھال سکا جلد ہی اس کے ہوش و حواس واپس آگئے اور اس نے ایسی پوزیشن اختیار کر لی کہ گرنے میں کم سے کم چوٹ لگنے کا اندیشہ ہو۔ پیراشوٹنگ وہ ماہر تھا اور پیراشوٹنگ میں سب سے بنیادی بات زمین پر محفوظ طریقے سے گرنا ہوتا ہے۔

چنانچہ جب وہ نیچے پکے فرش پر گرا تو اس کے گرنے سے ہلکا دھماکہ تو ضرور ہوا مگر سوائے ہاتھوں اور پیروں کو جھٹکا لگنے کے عمران کو کوئی تکلیف نہ ہوئی۔ یہ بھی عمران کی حاضر دماغی تھی کہ وہ اس طرح اچانک گرنے کے باوجود اپنے آپ کو سنبھال گیا۔ ورنہ اس کی جگہ کوئی اور ہوتا

پنی ہڈی پسلی ایک کروا بیٹھتا۔

فرش پر گرنے کے بعد وہ کافی دیر تک وہیں فرش پر پڑا رہا۔ یہ ایک کنواں نما جگہ تھی اور روشنی جو اوپر دہانے سے آ رہی تھی وہ بھی بند ہو چکی تھی۔

اب انتہائی گہری تاریکی چھا چکی تھی۔ اس کے چاروں طرف ٹھوس دیواریں تھیں۔ اس نے ان سب پر باقاعدہ ہاتھ پھیر کر دیکھا مگر اس کی حساس انگلیاں کہیں معمولی سا رخنہ بھی تلاش نہ کر سکیں۔

اب وہ خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔ ہر قسم کے ہتھیار تو وہ ہال میں داخل ہونے سے پہلے ہی چھوڑ آیا تھا اس لئے اب اس کے پاس اپنے بچاؤ کے لئے صرف اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی باقی رہ گئی تھی اور اسے اپنی ریڈی میڈ کھوپڑی پر مکمل اعتماد تھا۔ یہ اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی ہی تھی جو اسے ہال میں پیش آنے والی خطرناک ترین سچوئیشن سے باہر نکال لائی تھی۔ یہ تو مادام کا داؤ بروقت چل جانے کی وجہ سے وہ اس وقت اس کنوئیں میں قید تھا ورنہ مادام کو قابو کر لینے کے بعد اس نے اب تک پوری تنظیم کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا ہوتا۔

وہ کنوئیں میں کسی کی آمد کا شدت سے منتظر تھا۔ ظاہر ہے اس کی حالت دیکھنے یا اسے ختم کرنے کسی نہ کسی نے ضرور آنا تھا اور وہ اس کے ذریعے باہر نکلنے کا پروگرام بنائے ہوئے تھا۔ مگر بارہ گھنٹوں کے شدید ترین انتظار کے باوجود کوئی شخص نہ آیا تو وہ سوچنے پر مجبور ہو گیا کہ اب کوئی آئے گا بھی سہی یا نہیں۔ شاید وہ لوگ اسے مردہ سمجھ بیٹھے ہوں یا وہ اسے اسی طرح بھوکا پیاسا مارنا چاہتے ہوں

چنانچہ اس نے پروگرام بدل دیا اب وہ خود ہی اس کنوئیں سے باہر نکلنے کی تجاویز سوچنے لگا۔

بارہ گھنٹے سے مسلسل اندھیرے میں رہنے کے بعد اب اس کی آنکھوں اندھیرے کی اس حد تک عادی ہو چکی تھیں کہ وہ ہر چیز صاف طور پر دیکھ سکتا تھا۔

یہ کنواں تقریباً سات فٹ چوڑا تھا اور اس کی گہرائی ۳۰ فٹ سے زیادہ تھی۔ دیواریں بالکل سپاٹ تھیں اور ان کے درمیان کوئی رخنہ نہیں تھا۔ اب مسئلہ تھا کہ کس طرح وہ اوپر دہانے تک پہنچ جائے، تو پھر ہی باہر نکلنے کی کوئی سبیل ہو سکتی تھی۔ لیکن تیس فٹ اوپر چڑھنے کی کوئی تجویز اس کے ذہن میں نہیں آ رہی تھی۔ نہ ہی اس کے پاس ایسی کوئی چیز تھی جس کے ذریعے وہ اوپر جانے کی کوشش کرتا۔

اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی تیزی سے اپنا کام کر رہی تھی مگر کوئی جامع تجویز ابھی تک اس کے ذہن میں نہیں آئی تھی۔ اپنے آپ کو اتنا بے بس اس نے کبھی نہیں پایا تھا۔

اچانک اس کے ذہن میں ایک جھماکا ہوا۔ جیسے فلیش بلب جلا ہو اور ایک تجویز اس کے ذہن میں آ گئی۔ اس نے تیزی سے اپنے دونوں بوٹ اتارے۔ یہ بات تو اس کے ذہن میں ہی نہیں رہی تھی کہ اس کے بوٹ کی ایڑی میں فولاد کی تیز چھری چھپی ہوئی تھی۔ اس نے بوٹ کو مخصوص انداز میں زمین پر مارا تو ایڑی کی پچھلی طرف سے ایک تیز چھری باہر نکل آئی۔ دوسرے

بوٹ کے ساتھ بھی اس نے یہی عمل دہرایا۔ اب اوپر چڑھنے کے لئے اس کے پاس مضبوط سہارا تھا

اس نے ایک بوٹ کو پکڑا اور دیوار میں زور سے مارا۔ چونکہ اس نے پوری قوت استعمال کی تھی اس لئے پہلی ہی ضرب میں فولادی چھری آدھی سے زیادہ دیوار میں گھس گئی اور پھر اس نے تین چار فٹ اوپر اچھل کر دوسری چھری گھسا دی۔ پھر اوپر والی چھری سے لٹک کر اس نے دوسری چھری نکالی تو اسے ایسا کرتے ہوئے بے حد محنت کرنی پڑی۔ مگر وہ عمران تھا اس کے لئے کوئی کام مشکل نہیں تھا۔ تقریباً ایک گھنٹے کی محنت کے بعد وہ دہانے سے تقریباً چھ فٹ نیچے رہ گیا دو دفعہ کی اور کوشش کے بعد وہ یقیناً دہانے تک پہنچ جاتا۔ اس وقت وہ فرش سے تقریباً ۲۴ فٹ اونچا کسی چھپکلی کی طرح دیوار کے ساتھ لٹکا ہوا تھا۔

اس سے پہلے کہ وہ نچلی چھری نکال کر اوپر مارتا ایک کھٹاک کی آواز سنائی دی اور پھر کنوئیں کی اندھیری سطح میں روشنی کا سیلاب در آیا۔

کنوئیں کی سطح کے قریب سے دیوار اپنی جگہ سے ہٹ چکی تھی۔ اوپر دہانے پر ابھی تک اندھیرا تھا اور اس اندھیرے میں وہ لٹکا ہوا تھا۔

دروازہ کھلتے ہی دو کشین گن بردار تیزی سے اندر داخل ہوئے اور پھر وہ حیرت سے ناچ کر رہ گئے کیونکہ وہاں عمران موجود نہیں تھا۔ یہ تو ان کے تصور میں بھی نہیں تھا کہ کوئی شخص اس کنوئیں سے غائب ہو سکتا ہے۔ انہوں نے اوپر بھی دیکھا مگر دہانے کے بند ہونے کی وجہ سے وہاں گہری تاریکی تھی اور عمران

دیوار کے ساتھ چھپے ہونے کی وجہ سے انہیں نظر نہیں آرہا تھا۔ عمران نے حرکت کرنی تو کیا سانس تک روک رکھی تھی۔

ان کے پاس شاید ٹارچیں نہیں تھیں اور ان کی ضرورت بھی نہیں تھی روشنی چونکہ خط مستقیم میں اندر آرہی تھی اس لئے اس کی روشنی کنویں کی نچلی سطح کو ضرور روشن کر رہی تھی اور پھر ان میں سے ایک کی نظر دیوار میں موجود جھری کے سوراخ پر پڑی اور وہ حیرت سے اس سوراخ کو قریب آکر دیکھنے لگا اس نے اوپر نگاہ ڈالی اور اسے دوسرا سوراخ نظر آگیا جو قدرے اندھیرے میں تھا۔ اس سے اوپر چونکہ اندھیرا تھا۔ اس لئے انہیں نظر نہ آسکا۔

"میرے خیال میں وہ آدمی کسی چیز سے سوراخ کر کے دہانے کے راستے نکل گیا ہے۔"

ان میں سے ایک نے کہا

"مگر دہانہ تو بند ہے اور اوپر ہال میں پہرے دار موجود ہیں۔ وہ بھلا وہاں سے کیسے بچ کر نکل سکتا ہے اور پھر ہال میں داخلے سے پہلے اس کی مکمل تلاشی لے لی گئی تھی۔ یہ سوراخ اس نے کس چیز سے کئے ہیں۔"

دوسرے آدمی کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

"میرے خیال میں تم یہیں ٹھہرو میں ٹارچ لے کر ابھی آتا ہوں۔ ٹارچ کی روشنی میں ہمیں حالات کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔"

پہلے نے تجویز پیش کی۔

"ٹھیک ہے مگر جلدی آنا۔"

دوسرے نے جواب دیا۔

اور پہلا تیزی سے باہر نکل گیا۔ دوسرا اسٹین گن دیوار سے رکھ کر مطمئن انداز میں کھڑا ہو گیا۔ شاید انہیں اس بات کا مکمل یقین تھا کہ کنویں میں موجود آدمی کسی ذریعے سے فرار ہونے میں کامیاب ہو چکا ہے۔

عمران کے لئے یہ سنہری موقع تھا۔ دروازہ کھلا ہوا تھا اور دہانے کے متعلق اسے قطعی یقین نہیں تھا کہ آیا وہ اس سے نکل بھی سکے گا یا نہیں اور پھر اب اس کا وقت بھی نہیں رہا تھا کیونکہ ٹارچ آنے کے بعد اس کی موجودگی کیسے چھپی رہ سکتی تھی۔ چنانچہ اس نے فیصلہ کرتے ہی اپنے جسم کو تولا اور دوسرے لمحے نیچے کھڑے ہوئے آدمی پر چھلانگ لگا دی اور پھر پلک جھپکنے میں وہ اسے لئے فرش پر گرا کر اس کے اوپر چھا گیا۔

اچانک نیچے گرنے سے اس آدمی کے ہوش وحواس تو پہلے ہی جاتے رہے تھے۔ دوسرے عمران نے بڑی پھرتی سے اس کی کنپٹی پر مکہ مارا اور اس کے بقایا ہوش بھی غائب ہو گئے۔

عمران نے اسے گھسیٹ کر ایک قدرے اندھیرے کونے میں ڈالا اور اس کی اسٹین گن اٹھا کر خلا کی سائیڈ میں کھڑا ہو گیا۔

تقریباً دو منٹ کے بعد دوسرا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ٹارچ پکڑی ہوئی تھی۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی ٹارچ جلائی اور اس کا رخ اوپر کر دیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ کچھ دیکھتا، عمران نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی سٹین گن کا دستہ پوری قوت سے اس کے سر پر مار دیا اور وہ بھی کوئی آواز نکالے بغیر

وہیں ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اسے گیٹ کے ایک طرف کیا اور تیزی سے اپنے کپڑے اتارنے لگا۔ چند لمحوں بعد وہ اپنے کپڑے اس کو پہنا کر خود اس کی وردی زیب تن کر چکا تھا۔ وہ مشین گن ہاتھ میں اٹھائے دروازے سے باہر نکل آیا۔ یہ ایک راہداری تھی۔ باہر کے رخ پر دیوار میں ایک بٹن موجود تھا۔ اس نے بٹن دبایا تو دیوار اپنی جگہ پر واپس آ گئی۔ اب وہاں کوئی رخنہ باقی نہیں رہ گیا۔ سپاٹ دیوار تھی۔

عمران مسکرایا اور پھر مشین گن سنبھال کر آگے بڑھ گیا۔

کافی دور جا کر راہداری مڑ گئی اور مڑتے ساتھ ہی ایک دروازہ سامنے آ گیا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا۔ دروازے کے پاس کوئی نہیں تھا اور سیڑھیاں اوپر جا رہی تھیں۔

عمران تیزی سے سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ سیڑھیوں کے اختتام پر ایک اور دروازہ تھا جو بند تھا۔ عمران نے اسے کھولنا چاہا۔ مگر دروازہ لاک تھا۔ عمران نے دروازے سے کان لگا دیئے۔ اسے دوسری طرف کسی کی موجودگی کا احساس ہو گیا۔ اس نے آہستہ سے دروازہ کو بجایا اور دوسرے لمحے دروازہ کھل گیا۔ دروازہ کھولنے والا ایک مشین گن بردار تھا۔ اس نے دروازہ کھول کر جیسے ہی ادھر جھانکا۔ عمران نے اسے گردن سے پکڑ کر تیزی سے اندر گھسیٹ لیا اور وہ سیڑھیوں سے لڑھکتا ہوا نیچے جا گرا۔ اس سے پہلے کہ وہ سنبھلے عمران بھی تیزی سے سیڑھیاں پھلانگتا ہوا نیچے اترا اور پھر دوسرے لمحے مشین گن کا دستہ اٹھتے ہوئے آدمی کی کھوپڑی پر پوری قوت سے پڑا اور وہ اوغ کی آواز نکالتا ہوا وہیں ڈھیر ہو گیا۔

عمران نے اسے گھسیٹ کر ایک طرف کیا اور خود دوبارہ سیڑھیاں چڑھتا چلا گیا۔ وہ اگر چاہتا تو وہیں دروازے پر ہی اسے دستہ مار سکتا تھا مگر اسے خطرہ تھا کہ دوسری طرف سے بجانے کوئی اور موجود نہ ہو۔

سیڑھیاں چڑھنے کے بعد اس نے کھلے دروازے سے دوسری طرف جھانکا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو اس وقت خالی تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا اور خود آگے بڑھ گیا۔

اس نے ایک نظر کمرے کو دیکھا اور پھر اس کے بیرونی دروازہ کی طرف مڑ گیا ابھی وہ دروازے کے قریب پہنچا ہی تھا کہ اچانک ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا اور ایک آدمی سرخ وردی میں ملبوس اندر داخل ہوا۔ اس کے ہولسٹر میں ریوالور لٹکا ہوا تھا۔ عمران ٹھٹھک کر رک گیا۔ کیونکہ سرخ وردی والے نے اسے دیکھ لیا تھا۔

"نمبر تیرہ مجرم کہاں ہے۔"

سرخ وردی والے نے تحکمانہ لہجے میں سوال کیا۔

کمرے میں چونکہ اندھیرا تھا اس لئے وہ اس کی شکل نہیں دیکھ سکا تھا۔

"ادھر سیڑھیوں میں جناب لڑائی ہو رہی ہے۔"

عمران نے انتہائی گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ارے"

سرخ وردی والے نے حیرت سے کہا اور پھر عمران کو دھکیلتا ہوا آگے بڑھ گیا۔ جیسے ہی اس نے عمران کو دھکیلا عمران اپنا کام کر گیا۔ اس نے ہولسٹر سے ریوالور نکال لیا تھا اور پھر اس کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ دوڑ گئی جب اس نے

ریوالور کے آگے سائیلنسر لگا ہوا دیکھا۔

جیسے ہی سرخ وردی والا سیڑھیوں کے دروازے کے قریب پہنچا اس نے جھٹکے سے دروازہ کھول دیا۔

عمران اس کے پیچھے تھا۔ عمران نے پوری قوت سے اسے دھکا دیا اور وہ لڑھکتا ہوا سیڑھیوں سے نیچے جا گرا۔ عمران نے ریوالور کا ٹریگر دبا دیا۔ سائیلنسر اتنا نفیس تھا کہ ہلکی سی آواز بھی پیدا نہ ہوئی اور سرخ وردی والے کی کھوپڑی نجانے کتنے ٹکڑوں میں بٹ گئی۔

عمران نے دروازہ دوبارہ بند کر دیا اور پھر مشین گن ڈب میں رکھ کر وہ تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

اب وہ ایک راہداری میں تھا۔ مگر یہ راہداری سرخ وردی پہنے ہوئے مسلح افراد سے پُر تھی۔

عمران نے ریوالور پہلے ہی جیب میں رکھ لیا تھا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا راہداری میں آگے بڑھتا چلا گیا۔ کسی نے بھی اس سے تعرض نہ کیا اور وہ بخیر و خوبی راہداری کے آخری سرے پر پہنچ گیا۔

اس کے قریب پہنچتے ہی راہداری کا دروازہ کھل گیا اور دوسرے لمحے اس نے قدم آگے بڑھایا وہ ایک خاصے بڑے کمرے میں پہنچ گیا تھا۔ اس کمرے میں چاروں طرف مشینیں لگی ہوئی تھیں جو مسلسل چل رہی تھیں مگر کمرے میں کوئی آدمی بھی نہیں تھا۔ عمران نے بڑی حیرت سے ان خودکار مشینوں کو دیکھا۔ اس کے کمرے میں داخل ہوتے ہی پچھلا دروازہ آٹومیٹک انداز میں بند ہو چکا تھا۔ سامنے شیشے کا دروازہ

تھا اس کے باہر دو مسلح پہریدار موجود تھے۔

اس کے اندر داخل ہوتے ہی مشینوں پر لگے ہوئے مختلف رنگوں کے بلب جلنے بجھنے لگے۔

ان مشینوں پر ایک نظر ڈالتے ہی وہ سمجھ گیا کہ یہ آٹومیٹک چیکنگ روم ہے اس لئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر دوسرے لمحے پورا کمرہ تیز الارم سے گونج اٹھا۔

دروازے کے باہر موجود چوکیدار الارم سنتے ہی چوکنے ہو گئے

اس دوران عمران دروازے کے قریب پہنچ چکا تھا۔ اس نے ہینڈل پکڑ کر تیزی سے اپنی طرف کھینچا مگر دروازہ جام ہو چکا تھا۔ شاید اس کا سسٹم خودکار مشین کے ذریعے جام ہو جاتا ہوگا۔ عمران نے دو قدم پیچھے ہٹ کر ریوالور کی نال کا رخ دروازے کی طرف کیا اور ٹریگر دبا دیا۔ مگر اتنے بھاری ریوالور کی گولی بھی اس شیشے کے دروازے پر خراش تک نہ ڈال سکی اور شیشے سے ٹکرا کر نیچے گر گئی

اب عمران پھنس چکا تھا۔ وہ دوبارہ پچھلے دروازے کی طرف دوڑا مگر وہ بھی جام ہو چکا تھا۔ الارم ابھی تک بج رہا تھا۔

اب دروازے کے باہر مسلح چوکیداروں کی تعداد لمحہ بہ لمحہ بڑھ رہی تھی۔ عمران نے اور کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو وہ مشینوں کی طرف بھاگا اور پھر اس نے ایک بڑی مشین کو چن لیا

اس کے خیال میں یہ مشین باقی مشینوں کو کنٹرول کر رہی تھی۔ اس نے ریوالور کا رخ اس مشین کی طرف کیا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ ٹریگر دبا کر مشین کو تباہ کر دیتا اچانک

کمرے میں ایک بھاری آواز گونج اٹھی۔

"خبردار اگر گولی چلائی تو تمہارے جسم میں سینکڑوں سوراخ ہو جائیں گے۔"

عمران نے ہاتھ روک لیا اور پھر دائیں بائیں مڑ کر دیکھا۔ دروازے بدستور بند تھے۔ مگر اب دیواروں میں سے مشین گنوں کی نالیاں اندر جھانک رہی تھیں۔ اور ان سب کا رخ عمران کی طرف ہی تھا۔

الارم اب بند ہو چکا تھا

"ریوالور پھینک دو اور ہاتھ اٹھا کر کمرے کے درمیان میں آ جاؤ۔"

اسی آواز نے اسے دوسرا حکم دیا۔

عمران کھڑا رہا وہ بڑی سنجیدگی سے صورت حال کی سنگینی کا جائزہ لے رہا تھا۔

"جلدی کرو ورنہ"

اس بار آواز کا لہجہ بے حد زہریلا تھا۔

عمران نے گھوم کر چاروں طرف دیکھا۔ چاروں طرف مشین گن کی نالیاں اس کا احاطہ کئے ہوئے تھیں اور ان سب کا رخ عمران کی طرف تھا۔

عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور فرش پر پھینک دیا اور خود چلتے کر کمرے کے درمیان میں آ گیا۔ اس کے حرکت کرتے ہی تمام مشین گنوں کی نالیں بھی بڑے میکانکی انداز میں اپنا رخ تبدیل کرنے لگیں۔ شاید یہ بھی خود کار سسٹم تھا۔

عمران نے کمرے کے درمیان آ کر ہاتھ اٹھا لئے اور دوسرے لمحے شیشے والا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا اور پھر تقریباً بیس مشین گن بردار اندر داخل ہو گئے۔ ان سب کے آگے ایک سرخ وردی والا بھی تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریوالور تھا۔

اس نے اندر داخل ہوتے ہی ایک مشین گن بردار کو اشارہ کیا اور اس نے فرش پر پڑا ہوا ریوالور اٹھا کر سرخ وردی والے کو دے دیا۔ اس نے ایک لمحے کے لئے ریوالور کو دیکھا اور پھر عمران کی طرف دیکھنے لگا۔ اس کی آنکھوں میں حیرت تھی

"تم نے یہ ریوالور کس سے لیا۔"

اس نے بے حد سخت لہجے میں سوال کیا۔

"تمہارے جیسے ایک سرخ وردی والے سے"

عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیا۔

"وہ کہاں ہے۔"

اس نے مضطرب لہجے میں پوچھا

"اس کی لاش تو پیچھے سیڑھیوں میں پڑی ہے۔ البتہ روح کے متعلق نہیں کہہ سکتا کہ دوزخ میں ہوگی یا جنت میں۔ یا ہو سکتا ہے ابھی برزخ میں ہی آوارہ گردی کر رہی ہو۔"

عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"کیا مطلب۔ کیا تم نے اسے قتل کر دیا ہے۔"

سرخ وردی والے کا چہرہ غصے کی شدت سے سرخ ہو گیا۔ ریوالور کے ٹریگر پر رکھی ہوئی انگلی بھی پھڑک رہی تھی۔ معلوم ہوتا تھا کہ کسی بھی لمحے ٹریگر دبا دیا جائے گا۔

"قتل میں نے نہیں اس ریوالور کی گولی نے کیا ہے۔ اس نے اس کی کھوپڑی کو ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ بڑی قاتل گولی ہے اس کی۔" عمران نے جواب دیا

"شٹ اپ وہ میرا بھائی تھا"

سرخ وردی والے نے کہا اور دوسرے لمحے ایک قدم آگے بڑھا کر ٹریگر دبا دیا۔

عمران اب تک اسی لمحے کی انتظار میں تھا۔ چنانچہ جیسے ہی اس نے گولی چلائی عمران نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ لگایا اور دوسرے لمحے وہ سرخ وردی والے کو گھسیٹتا ہوا شیشے والے دروازے کے قریب لیتا چلا گیا۔ سرخ پوش کے ریوالور سے نکلی ہوئی گولی ایک مشین کے ڈائل پر پڑی اور مشین کے پرخچے اڑ گئے۔ تقریباً ایک لمحے بعد مشین ایک زوردار دھماکے سے پھٹ گئی اور اس کے قریب کھڑے ہوئے سپاہیوں کے جسم بھی ٹکڑے ہو کر کمرے کی فضا میں اڑنے لگے۔

یہ سب کچھ ایک لمحے میں ہو گیا اور کمرے میں افراتفری مچ گئی اور وہ سب عمران کو بھول کر تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔ شاید انہیں کسی شدید خطرے کا احساس ہو گیا تھا۔

عمران دروازے کے قریب تھا۔ اس نے جھپٹ کر ایک کے ہاتھ سے مشین گن کھینچی اور دروازے سے باہر چھلانگ لگا دی۔ اسی لمحے کمرے میں بے شمار مشین گنوں کے چلنے کی آوازیں آئیں اور کمرہ سپاہیوں کے حلق سے نکلنے والی دردناک چیخوں سے گونج اٹھا۔ شاید دیواروں میں موجود مشین گنوں کا اس تباہ ہونے والی مشین سے کوئی تعلق تھا۔ چنانچہ اس کے تباہ ہوتے ہی وہ چل پڑیں۔

عمران مشین گن اٹھائے تیزی سے راہداری میں دوڑتا چلا گیا۔ راہداری میں موجود شاید سب سپاہی کمرے کے اندر چلے گئے تھے۔

تیزی سے دوڑتا ہوا وہ راہداری کے آخر میں پہنچا ہی تھا کہ کمرہ ایک کان پھاڑ

دھماکہ ہوا اور راہداری کا فرش اور دیواریں یوں لرز گئیں جیسے زلزلہ آ گیا ہو۔ بھاگتا ہوا عمران اچانک دھماکے سے دروازے سے ٹکرا کر گرا۔

اور اس کا یوں گرنا اس کے حق میں بہتر ثابت ہوا کیونکہ دوسرے لمحے دروازہ جھٹکے کے ساتھ کھلا اور تقریباً بیس پچیس سپاہی شدید بوکھلاہٹ کے عالم میں گولیاں چلاتے ہوئے راہداری میں داخل ہوئے اور دوڑتے چلے گئے۔ انہوں نے بوکھلاہٹ میں نیچے گرے ہوئے عمران کو نہیں دیکھا۔ مگر چند قدم آگے دوڑنے کے بعد ان کی چھٹی حس نے انہیں عمران کا احساس دلا دیا۔ وہ بھاگتے بھاگتے رکے۔ مگر اس دوران عمران سنبھل کر کھڑا ہو چکا تھا۔ مشین گن اس کے ہاتھ میں تھی۔ چنانچہ ان کے مڑنے سے پہلے اس نے مشین گن کا ٹریگر دبا دیا اور پھر راہداری مشین گن کے قہقہوں اور سپاہیوں کی چیخوں سے گونج اٹھی۔

ان کے ختم ہوتے ہی عمران تیزی سے دروازے سے گزرا تو اب وہ ایک بہت بڑی کوٹھی کے لان میں موجود تھا۔

لان میں آتے ہی وہ تیزی سے گیٹ کی طرف دوڑا۔ گیٹ پر موجود مسلح چوکیدار اس کی طرف متوجہ ہوتے ہی تھے کہ گیٹ آٹومیٹک انداز میں کھلتا چلا گیا اور چوکیدار ادھر متوجہ ہو گئے۔ گیٹ کھلتے ہی دو ویگنیں تیزی سے اندر داخل ہوتیں عمران انکی آڑ لے کر گیٹ سے باہر نکل گیا۔ دوسرے لمحے وہ تیزی سے ٹھٹک کر رک گیا کیونکہ ایک ویگن کی عقبی کھڑکی سے تنویر اور جولیا کی شکلیں نظر آ گئی تھیں۔ گو وہ میک اپ میں تھے لیکن عمران یہ میک اپ پہچانتا تھا۔ ویگنوں کے اندر داخل ہوتے ہی گیٹ خود بخود بند ہو گیا

عمران گو اب محفوظ تھا مگر وہ وہاں سے جانے کے بجائے دوبارہ اندر داخل ہونے کی سوچ رہا تھا۔ کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ ان ویگنوں میں سیکرٹ سروس کے افراد ہیں اور ظاہر ہے کہ انہیں گرفتار کر کے لایا جا رہا تھا۔

چنانچہ اب اس کا کوٹھی میں دوبارہ جانا لازمی امر تھا جس سے وہ اتنی شدید جدوجہد کے بعد بمشکل باہر نکلنے میں کامیاب ہوا تھا۔

کرنل فریدی اور ٹائیگر کی عبرتناک موت میں چند لمحے باقی رہ گئے تھے۔ باقی دہ بہ لمحہ اوپر چڑھتا جا رہا تھا۔ ان کے جسموں کے نچلے حصے تقریباً ناکارہ ہو گئے تھے اور اب ذہن پر موت کی تاریکی چھاتی چلی جا رہی تھی۔

گٹر ابھی تک زہریلے جھینگروں سے گر رہا تھا کہ اچانک حشرات کا دم گھٹ گیا۔

کرنل فریدی نے شدید جھنجھلاہٹ کے عالم میں سر کے اوپر موجود گٹر کے ڈھکن پر ہاتھ رکھ دیا اور دوسرے لمحے وہ چونک پڑا کیونکہ اب گٹر میں بجلی کا شاک موجود نہیں تھا۔ چنانچہ اس نے دونوں ہاتھ ڈھکن کے نیچے رکھے اور پورا زور لگا دیا مگر شاک نہ ہونے کے باوجود ڈھکن جام تھا۔

کرنل فریدی نے ایک لمحے کے لئے نیچے دیکھا تو ٹائیگر اسے پانی میں گرتا نظر آیا۔ شاید

ٹائیگر ختم ہونے والا تھا۔

کرنل فریدی نے پھرتی سے اس کا بازو کھینچ لیا اور ٹائیگر پوری طرح پانی میں ڈوبنے سے بچ گیا۔

گو خود کرنل فریدی کا جسم آدھے سے زیادہ کھولتے ہوئے پانی میں ڈوبا ہوا تھا۔ مگر اس کی قوت برداشت حیرت انگیز تھی۔ اب تک نہ تو اس کے چہرے پر کوئی شکن پڑی تھی اور نہ ہی اس کے منہ سے سسکی نکلی تھی۔

اب کرنل فریدی مزید مشکل میں پھنس چکا تھا۔ ایک ہاتھ سے اس نے ٹائیگر کو سنبھالا ہوا تھا اور دوسرے ہاتھ سے اس نے اپنے آپ کو گرنے سے بچانے کے لئے سیڑھی کے اوپر والے سرے کو تھام رکھا تھا اور موت لحہ بہ لحہ قریب سے قریب آتی چلی جا رہی تھی۔ اور وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکا تھا مگر اس نے ایک بار پھر ہمت باندھی اور آخری چارہ کار کے طور پر اس نے سیڑھی سے ہاتھ اٹھا کر ڈھکن کے نیچے رکھا اور دوسرے لمحے اس نے پوری قوت سے ڈھکن میں سر مار دیا۔ شاید یہ بے بسی اور شدید ترین جھنجھلاہٹ کا رد عمل تھا۔ ورنہ ظاہر ہے ہوش و حواس میں ہوتے ہوئے کون اس طرح اپنا سر فولادی ڈھکن میں مار کر اس کے پرخچے اڑانے پر راضی ہوتا۔

مگر جیسے ہی اس نے ڈھکن پر سر مارا۔ اس سے پہلے کہ اس کا سر ڈھکن سے ٹکراتا ڈھکن اوپر اٹھتا چلا گیا۔ اور کرنل فریدی لڑکھڑا کر نیچے پانی میں گرتے گرتے بچا ٹائیگر کا بازو اس نے مضبوطی سے پکڑا ہوا تھا۔

ڈھکن اوپر اٹھتے ہی تازہ ہوا کا جھونکا اندر داخل ہوا اور کرنل فریدی کا ڈوبتا ہوا ذہن دوبارہ ہوشیار ہو گیا۔ اب اس کا سر سوراخ سے باہر آ گیا تھا۔ اس نے دیکھا کہ

ایک نقاب پوش ڈھکن دوسری طرف پھینک رہا تھا۔ شاید ڈھکن اسی نے اٹھایا تھا دوسرے لمحے اس نے ہاتھ بڑھا کر کرنل فریدی کو باہر کھینچ لیا۔

کرنل فریدی تو باہر آ گیا مگر ٹائیگر ابھی تک اندر تھا مگر اس کا بازو کرنل فریدی کی مضبوط گرفت میں تھا۔

اس نقاب پوش نے بے ہوش ٹائیگر کو بھی کھینچ کر باہر نکال لیا۔

کرنل فریدی باہر نکلتے ہی گر پڑا۔ اس کا نچلا جسم اب بیکار ہو چکا تھا۔

پوری کوٹھی مشین گنوں اور سٹین گنوں کی گولیوں سے گونج رہی تھی۔

اس نے دیکھا کہ چاروں طرف مسلح نقاب پوش پھیلے ہوئے تھے اور عمارت سے ان پر مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی۔

عقبی دیوار ٹوٹی پڑی تھی۔ بس کرنل فریدی نے ایک لمحے کے لئے صرف اتنا ہی دیکھا اور پھر اس کا ذہن تاریکیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ شاید موت سے جنگ کے دوران اس کے فولادی اعصاب پر جو زور پڑا تھا یہ اس کا رد عمل تھا کہ باہر نکلتے ہی وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔

اس نقاب پوش نے جس نے کرنل فریدی اور ٹائیگر کو باہر نکالا تھا کرنل فریدی کو تیزی سے اٹھا کر کاندھے پر لادا اور پھر عقبی دیوار کی طرف دوڑ لگا دی۔ ایک اور نقاب پوش نے ٹائیگر کو اٹھا کر اس کی پیروی کی۔ گولیاں ان کے آس پاس پڑ رہی تھیں مگر وہ تیزی سے دوڑتے ہوئے عقبی دیوار سے باہر نکل گئے

باہر ایک کار موجود تھی۔ کرنل فریدی اور ٹائیگر کو پچھلی نشست پر ڈالنے کے بعد پہلا نقاب پوش سٹیرنگ پر بیٹھ گیا۔ اس نے دوسرے نقاب پوش کو ہاتھ ہلا کر مخصوص اشارہ

کیا اور دوسرے لمحے کار تیزی سے آگے بڑھ گئی، دوسرا نقاب پوش واپس کوٹھی کی طرف دوڑا۔

کوٹھی میں اب تک مسلسل فائرنگ ہو رہی تھی جیسے ہی وہ نقاب پوش اندر داخل ہوا وہ ٹھٹھک کر رک گیا کیونکہ دور سے پولیس کے سائرنوں کی آوازیں آنے لگی تھیں۔

اس نے چیخ کر کچھ کہا اور پھر مختلف جگہوں پر چھپے ہوئے نقاب پوش گولیاں برساتے ہوئے عقبی دیوار کی طرف سمٹنے لگے۔

دیوار میں موجود خلا سے وہ باہر نکلے اور ادھر ادھر کھڑی کاروں میں بیٹھ کر فرار ہونے لگے۔ آخر میں وہ نقاب پوش بھی ایک کار میں بیٹھا۔ اس نے تیزی سے چہرے سے نقاب کھینچ لیا اور دوسرے لمحے اس کی کار بھی تیز رفتاری کے ریکارڈ قائم کرتی ہوئی آگے بڑھ گئی۔ اب کوٹھی پر مکمل سکوت چھا گیا تھا۔

تقریباً پانچ منٹ بعد ہی کوٹھی کو پولیس کی گاڑیوں نے گھیر لیا اور پھر پولیس کے سپاہی مشین گنیں اٹھائے کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے۔

کوٹھی کا گیٹ کھلا ہوا تھا۔ ان سپاہیوں کے آگے دو پولیس آفیسر بھی تھے۔ پھر جیسے ہی وہ پورچ کے قریب پہنچے کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک خوبصورت لڑکی گھبرائی ہوئی باہر نکل آئی۔ وہ نائٹ گون میں ملبوس تھی اور اس کا چہرہ گھبراہٹ کی وجہ سے کچھ اور حسین ہو گیا تھا۔

"آفیسر آفیسر"

وہ دوڑتی ہوئی ایک پولیس آفیسر کے قریب پہنچی اور دوسرے لمحے جھٹکے سے اس کے

سینے سے چمٹ گئی۔

نوجوان پولیس آفیسر کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں خون کی بجائے شعلے تیرنے لگے ہوں یا جیسے مجسم قیامت اس کے سینے میں چھپ گئی ہو، چند لمحے تو وہ کیف کی حالت میں ساکت کھڑا رہا پھر جیسے ہی اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہوا تو اس نے بڑی آہستگی سے اسے علیحدہ کیا۔

"حوصلہ کریں مادام اور ہمیں تفصیل بتلائیں کہ یہاں گولیاں کیوں چل رہی تھیں"۔ پولیس آفیسر نے انتہائی نرم اور مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"وہ نقاب پوش ڈاکو تھے، وہ کوٹھی کی عقبی دیوار میں بم مار کر اندر آئے تھے۔ انہوں نے ہم پر فائرنگ کر دی"۔

مادام نے جواب دیا۔

"کیا وہ کوٹھی کے اندر داخل ہو گئے تھے"۔

پولیس [illegible] نے پوچھا

"نہیں میرے مسلح ملازموں نے ان کا مقابلہ کیا اور جب انہوں نے پولیس سائرنوں کی آوازیں سنیں تو فرار ہو گئے"۔

مادام نے جواب دیا۔

پولیس آفیسر نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر وہ کوٹھی کی عقبی دیوار کی طرف گھوم گئے۔ مادام بھی ان کے ساتھ تھی۔ عقبی دیوار میں ایک خاصا بڑا خلا تھا جو یقیناً دستی بم مارنے کے نتیجے میں پیدا ہوا تھا۔ عمارت کا عقبی حصہ گولیوں سے چھلنی ہو رہا تھا کہیں کہیں خون کے دھبے بھی موجود تھے جس سے صاف ظاہر تھا کہ نقاب پوشوں میں

سے کوئی زخمی بھی ہوا تھا۔

اس طرف پائیں باغ میں ہونے کی وجہ سے نقاب پوش بچ گئے ورنہ ظاہر ہے کہ کھلی جگہ ہوتی تو ان میں سے ایک بھی زندہ بچ کر نہ جاتا۔

پولیس چیف آفیسر چلتے چلتے گٹر کے دہانے پر پہنچ کر رک گیا۔ گٹر کا ڈھکن ایک طرف پڑا تھا اور اس کا دہانہ کھلا ہوا تھا۔ دہانے کے نزدیک زمین اس انداز میں گیلی تھی جیسے وہاں کوئی پانی میں تر بتر آدمی پڑے رہے ہوں

"یہ دہانہ کیوں کھلا ہوا ہے؟"

آفیسر نے سوال کیا۔

"مجھے نہیں معلوم شاید وہ لوگ گٹر کے ذریعے کوٹھی کے اندر داخل ہونے کا پروگرام بنا رہے تھے۔"

مادام نے جواب دیا۔

"ہونہہ"

پولیس آفیسر نے کہا اور جھک کر گٹر کے اندر دیکھنے لگا۔

"چھوڑیں اس کو آیئے آفیسر ایک پیگ ہو جائے"

مادام نے بڑی ادا سے کہا اور آفیسر نے ایک لمحے کے لئے مادام کو دیکھا اور پھر مسکرایا

مادام نے بھی مسکرا کر منہ پھیر لیا۔

"لیفٹیننٹ تم اس گٹر میں جاؤ اور چیک کرو، شاید کوئی مجرم اندر چھپا ہوا رہ گیا ہو اچھی طرح تلاشی لینا۔"

آفیسر نے ایک سپاہی کو جواب دیا اور سپاہی ریوالور سنبھالتا ہوا تیزی سے گٹر کے

اندر جانے والی سیڑھیاں اترتا چلا گیا۔

مادام کے چہرے پر ایک رنگ آ کر گزر گیا مگر وہ کچھ بولی نہیں۔ شاید وہ نہیں چاہتی تھی کہ کوئی گٹر کے اندر داخل ہو۔ مگر وہ کچھ بولی نہیں۔

"ہمیں اطمینان کر لینے دو مادام۔ اس میں آپ ہی کا مفاد ہے۔"

پولیس آفیسر بھی شاید مادام کے رویے کو بھانپ گیا تھا۔

"ٹھیک ہے مجھے بھلا کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔"

مادام نے خوشگوار لہجے میں جواب دیا

"تم سب لوگ کوٹھی میں پھیل جاؤ اور اچھی طرح چیکنگ کرو۔"

آفیسر نے دوسرے سپاہیوں سے مخاطب ہو کر کہا

اور سب تیزی سے واپس مڑ گئے۔

"آپ کے ہاں کتنے مسلح ملازم ہیں؟"

آفیسر نے مادام سے سوال کیا۔

"پچیس"

مادام نے جواب دیا

"اوہ پوری گارد ہے کیا آپ کو کسی قسم کا خطرہ درپیش ہے۔"

آفیسر نے چونک کر پوچھا

"نہیں یہ میری ہابی ہے اور یہ سب باقاعدہ حکومت سے منظور شدہ ہیں"

مادام نے جواب دیا"۔

"ظاہر ہے ورنہ"

آفیسر نے کچھ کہنا چاہا مگر پھر نجانے کیوں خاموش ہو گیا۔

چند لمحوں بعد وہ سپاہی جو گٹر کے اندر داخل ہوا تھا۔ سیڑھیاں چڑھتا ہوا اوپر آ گیا۔ اس کے ایک ہاتھ میں ریوالور تھا۔

"پانی کی تہہ میں یہ ریوالور پڑا تھا سر میرے پیر سے ٹھوکر لگی تو میں نے اٹھا لیا اور دوسری بات یہ کہ گٹر کا اندرونی درجہ حرارت بہت اونچا ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے یہاں انتہائی گرم پانی گزرتا رہا ہو۔ جبکہ اب جو پانی گٹر کی تہہ میں چل رہا ہے وہ ٹھنڈا ہے۔"

سپاہی شاید ضرورت سے زیادہ ذہین واقع ہوا تھا

"اوہ"

آفیسر نے چونک کر کہا

اور پھر ریوالور کو الٹ پلٹ کر دیکھنے لگا۔ ریوالور کافی سے زیادہ بھاری اور مخصوص قسم کا تھا۔ اس نے بغور اس کا مارکہ دیکھا اور پھر وہ بری طرح چونک پڑا کیونکہ اس پر نیدرلینڈ کی انٹیلی جینس کا مخصوص نشان موجود تھا۔

"کیا بات ہے یہ ریوالور اندر کیسے موجود تھا"

مادام نے جو ریوالور کو بغور دیکھ رہی تھی چونک کر کہا۔

"کوئی بات نہیں مادام شاید کوئی مجرم اندر داخل ہوا ہو اور پھر سائرن سن کر بھاگتے وقت ریوالور گر گیا ہو۔"

آفیسر نے بات بنائی۔

"آپ اندر چلیں مادام میں آ رہا ہوں۔ میں ذرا خود یہ گٹر دیکھنا چاہتا ہوں۔"

یوسیب آفیسر نے مؤدبانہ لہجے میں مادام سے کہا

اور مادام تیزی سے واپس مڑ گئی۔

آفیسر کافی دیر تک اسے جاتا دیکھتا رہا۔ اس کے لبوں پر زہریلی مسکراہٹ پھیلی ہوئی تھی جیسے وہ کسی فیصلے پر پہنچ گیا ہو۔

جب مادام دروازے میں داخل ہو کر اس کی نظروں سے اوجھل ہو گئی تو اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر خود گٹر کے اندر داخل ہو گیا۔ سپاہی کو اس نے چونکہ ساتھ آنے کو نہیں کہا تھا اس لئے سپاہی باہر دہانے کے پاس ہی موجود رہا۔

آفیسر سارا گٹر گھومنے کے بعد دوبارہ واپس نکل آیا

اتنے میں ایک آفیسر اس کے قریب آیا

"کیا تمام چیکنگ ہو گئی مارٹن"

چیف آفیسر نے پوچھا

"یس سر کوئی مشتبہ چیز نہیں ملی"

مارٹن نے جواب دیا۔

"او کے واپسی کے سائرن بجاؤ"

آفیسر نے کہا اور پھر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اپنی جیپ کی طرف چل پڑا۔ اس کا ایک ہاتھ ابھی تک جیب میں پڑے ہوئے ریوالور پر جما ہوا تھا جو گٹر سے ملا تھا۔ اس کے چہرے پر دبا دبا سا جوش تھا۔

یہ ایک خاصا بڑا ہال تھا جس کے دروازے پر دو مسلح سپاہی پہرہ دے رہے تھے اور دروازے کے اوپر سرخ رنگ کا بلب جل رہا تھا۔ ہال میں ایک بڑی میز کے گرد دس افراد اقوام متحدہ کی مخصوص وردیاں پہنے بیٹھے تھے۔ ان سب کے چہروں پر سے پریشانی صاف نمایاں تھی۔ یہ اقوام متحدہ کی وسیع و عریض عمارت کے اندر شعبہ سپیشل کرائم برانچ کا میٹنگ ہال تھا اور اس وقت وہاں سپیشل کرائم برانچ کی ہنگامی میٹنگ ہو رہی تھی۔

ایک نوجوان فائل کھولے کہہ رہا تھا

"پوری دنیا کے حالات دن بدن بگڑتے چلے جا رہے ہیں۔ خاص طور پر پچھلے چند دنوں سے تو پوری دنیا کی حکومتیں بے حد پریشان ہیں۔ ہمیں جو خصوصی رپورٹیں

میں ان کے تحت بے پناہ جعلی کرنسی پوری دنیا میں پھیل گئی ہے جس سے افراط زر اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ گرانی کا شدید بحران پیدا ہو گیا ہے اور اگر ایسا ہوا تو پوری دنیا کے عوام اپنی اپنی حکومتوں کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس کے خلاف ایشیائی ممالک میں سمگلنگ بے حد اور اچانک زور پکڑ گئی ہے جس سے دن غذائی اجناس کی شدید قلت ہوتی جا رہی ہے۔ پوری دنیا کے مجرم انتہائی منظم طریقے سے کارروائیاں کر رہے ہیں جس سے صورت حال روز بروز سنگین سے سنگین تر ہوتی چلی جا رہی ہے اور اگر فوری طور پر اس کا سدباب نہ کیا گیا تو مجھے یقین ہے کہ جلد ہی وہ دن آ جائے گا جب پوری دنیا پر قانونی طور پر مجرموں کی حکومت ہو گی۔

نوجوان نے کہا اور پھر فائل بند کر کے بیٹھ گیا۔

"یہ ہنگامی میٹنگ صرف اس لئے کال کی گئی ہے کہ اس اہم ترین مسئلے پر غور کیا جائے۔ میں ڈپٹی چیف آفیسر مسٹر بک مارلو سے درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں کچھ کہیں۔

میز کے درمیانی حصے میں بیٹھے ہوئے اجلاس کے صدر نے کہا۔

انتہائی کرنے پر جیسا ہی تو ایک نوجوان اٹھ کھڑا ہوا۔

"معزز ممبران جہاں تک ہم سمجھتے ہیں یہ تمام کارروائیاں سلور گرل کے تحت ہو رہی ہیں۔ سلور گرل کے متعلق تفصیلات پہلے ہی تمام اہم ممالک کو ارسال کی جا چکی ہیں اور چونکہ ہمارے ماہرین کی نظروں میں سلور گرل تنظیم انتہائی اہمیت رکھتی ہے اور جو کچھ اب پیش آ رہا ہے یا جو کچھ میرے ساتھی نے آئندہ پیش آنے کے سلسلے

میں تبلایا ہے اس کا پہلے سے ہی اندازہ لگا لیا گیا تھا اور اندازے کے تحت سلورگرل کے خلاف کام کرنے کی ہر ملک کی سیکرٹ سروس کو دعوت دی گئی ہے اس سلسلے میں سپیشل کرائم برانچ نے ایک خطیر انعام بھی رکھا ہے مگر افسوس کسی حکومت نے اس پر توجہ نہیں دی۔ البتہ اس کے برعکس سلورگرل تنظیم دن بدن جڑیں مضبوط کرتی چلی گئی ہیں جو رپورٹیں ملتی رہی ہیں اس لحاظ سے پتہ چلا کہ تمام اہم ملکوں کی سیکرٹ سروسز کے اہم ترین جاسوس آہستہ آہستہ یا تو قتل ہوتے چلے گئے یا غائب ہو گئے صاف ظاہر ہے کہ سلورگرل بڑے منظم طریقے سے یہ کاروائیاں کر رہی ہے۔ اب ان کے نتائج سامنے آنے لگے ہیں۔ پوری دنیا میں بحران پیدا ہوتا جا رہا ہے اور اگر یہ صورت حال چند دن اور قائم رہی تو پوری دنیا میں ایک ہولناک انقلاب آجائیگا ایسا انقلاب جو در پردہ مجرموں کا لایا ہوا ہوگا۔ مگر بظاہر اس کے کردار ان حکومتوں کے عوام ہوں گے جو مہنگائی اور قحط کی شدت کی بنا پر اپنی حکومتوں کے خلاف بغاوت کر دیں گے اور پھر ان مجرموں کے لئے بے حد آسان ہوگا کہ وہ اپنی مرضی کی حکومتیں وہاں قائم کرائیں۔"

کمسارلو نے تفصیل سے پس منظر بیان کرتے ہوئے کہا

"کیا آپ کا مطلب ہے کہ اس وقت پوری دنیا میں افراط زر اور قحط کی صورت پیدا ہوتی جا رہی ہے یہ سب کچھ سلورگرل نامی تنظیم کی کاروائیوں کا نتیجہ ہے۔"

ایک آدمی نے سوال کیا

"جی ہاں مجھے یقین ہے کہ ایسا ہے۔"

مارلو نے جواب دیا

"مگر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ مجرموں کی محدود تنظیم پوری دنیا میں بحران پیدا کر دے۔ میں یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہوں۔"

سوال کرنے والے نے کہا

"محترم آپ سلورگرل کے جال کو ابھی تک سمجھے نہیں۔ سلورگرل کوئی ایسی محدود تنظیم نہیں جسے چند مجرموں نے مل کر بنایا ہو۔ اور آپ اس کو یوں سمجھ لیں کہ پوری دنیا کے مجرموں اور مجرم تنظیموں نے اپنی ایک عالمی یونین قائم کر لی ہے جس کا نام سلورگرل ہے وہ سب اس یونین کے تحت جمع ہو گئے ہیں۔ ہر ملک میں سلورگرل کے سب ہیڈ کوارٹر موجود ہیں اور سلورگرل عالمی پیمانے پر جو پروگرام تشکیل دیتی ہے پوری دنیا کے مجرم بڑے منظم طریقے سے اس پر عمل پیرا ہوتے ہیں۔ اس سے پہلے یہ ہوتا تھا کہ مجرم تنظیمیں ذاتی مفادات کے لئے آپس میں ٹکراتی رہتی تھیں جس سے ان کی تباہی زیادہ آسان ہو جایا کرتی تھی۔ مگر اب چونکہ وہ ایک تنظیم کے تحت آ گئے ہیں اس لئے اب کوئی حکومت یا سیکرٹ سروس انہیں گرفتار نہیں کر سکی۔

سلورگرل جس کا ہیڈ کوارٹر نجانے کہاں ہے۔ اب رہی دوسری بات کہ یہ تنظیم پوری دنیا میں بحران کیسے پیدا کر سکتی ہے تو صاف ظاہر ہے جب پوری دنیا کی معیشت ان کے قبضے میں آجائے گی تو وہ جس ملک میں چاہیں انقلاب برپا کرا دیں جس حکومت کا چاہیں اس ملک کے عوام کے ہاتھوں تختہ الٹوا دیں۔ مثال کے طور پر وہ ایک ملک کی حکومت سے ناخوش ہوتے ہیں تو ان کا کام یہ ہوگا کہ وہ اس ملک کی جعلی کرنسی بنا کر لامحدود تعداد میں وہاں پھیلا دیں گے جس سے شدید افراط زر پیدا ہو جائے گا اور چیزیں یکدم مہنگی ہو جائیں گی۔ دوسرے وہاں کی روزمرہ کی ضرورت کی چیزیں لامحدود

پیمانے پر سمگل کر دیں گے۔ نتیجہ ظاہر ہے کہ اس ملک میں مہنگائی اپنے عروج پر پہنچ جائے گی اور غذائی اجناس کی شدید قلت پیدا ہو جائے گی جس کو روکنا اس ملک کی حکومت کے بس سے باہر ہوگا۔ عوام نے آخر کار اس حکومت کا تختہ الٹ دینا ہے۔ پھر ظاہر ہے جو حکومت بھی وہاں قائم ہوگی وہ اگر سلور گرل کے تحت کام کرے گی تو وہ باقی رہ سکتی ہے ورنہ اس کا بھی وہی حشر ہوگا جو پہلی حکومت کا ہوا تھا۔"

مارلو نے تفصیل سے بتلایا۔

"ہوں آپ کا خیال صحیح ہے، یہ انتہائی خطرناک تنظیم ہے۔"

سوال کرنے والے نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"مگر کیا کسی بھی ملک کی سیکرٹ سروس نے اس تنظیم کے خلاف جدوجہد نہیں کی۔"

ایک اور نے سوال کیا۔

"کافی ملکوں نے کی تھی مگر جب ان کے اہم جاسوس ختم ہو گئے تو وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے۔ البتہ دو ایشیائی ملک نیدرلینڈ اور پاکیشیا کے متعلق رپورٹ ملی تھی کہ وہ لوگ انتہائی سنجیدگی سے جدوجہد کر رہے ہیں۔ نیدرلینڈ کا کرنل فریدی اور پاکیشیا کا ایکسٹو اور علی عمران بین الاقوامی شہرت کے جاسوس ہیں جب ہمیں رپورٹ ملی کہ یہ دونوں ملک اس معاملے میں جدوجہد کر رہے ہیں تو ہمیں یقین ہو گیا کہ اب سلور گرل کے دن تھوڑے رہ گئے ہیں، مگر بعد میں رپورٹ ملی کہ نیدرلینڈ کے کرنل فریدی اچانک غائب ہو گئے ہیں اور پاکیشیا کے علی عمران بھی۔ علی عمران کے متعلق خبر سرکاری ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ وہ سلور گرل کے ہاتھوں قتل ہو چکا ہے اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا

چیف ایکسٹو خاموش ہے۔" مارلو نے تفصیل بتلائی۔

"تو اس کا مطلب ہے اس وقت سلور گرل کے خلاف کوئی کارروائی نہیں ہو رہی۔" سب ممبروں نے بیک وقت کہا۔

"جی ہاں بظاہر معلوم تو ایسا ہوتا ہے مگر آج ہی ہمیں ایسی رپورٹ ملی ہے جو کسی حد تک امید افزا ہے یہاں دارالحکومت میں ایک عرب بچی نوجوان بیوہ مادام سلوانا رہتی ہے وہاں کل شام نامعلوم نقاب پوش ڈاکوؤں نے دھاوا بول دیا جب پولیس وہاں پہنچی تو ڈاکو فرار ہو گئے۔ پولیس آفیسر نے وہاں جب ایک گھر کی تلاشی لی جس کا دہانہ کھلا ہوا تھا تو اس گٹر کے اندر سے ایک ریوالور برآمد ہوا ہے جو مخصوص ساخت کا ہے اور خاص بات یہ ہے کہ اس پر نیدرلینڈ کی سیکرٹ سروس کا مخصوص نشان بھی موجود ہے پولیس آفیسر نے وہ ریوالور یہاں کی سیکرٹ سروس کو رپورٹ کے ساتھ بھجوا دیا۔ وہاں سے رپورٹ ہمیں ملی ہم نے نیدرلینڈ سے اس ریوالور کا ریڈیو فوٹو بھیج کر پتہ کرایا تو وہ معلوم ہوا کہ وہ ریوالور کرنل فریدی کا ہے۔ اس سے ظاہر ہے کہ کرنل فریدی یہاں دارالحکومت میں موجود ہے۔ اور سلور گرل کے خلاف خفیہ طور پر جدوجہد میں مصروف ہے۔ اور دوسرا یہ کہ مادام سلوانا کا سلور گرل کے ساتھ تعلق ضرور ہے۔"

مارلو نے انکشاف کیا

"ویری گڈ نیوز ـــــ مگر اس سے یہ کہاں ثابت ہوتا ہے کہ کرنل فریدی سلور گرل کے خلاف کام کر رہا ہے۔"

ہوسکتا ہے وہ کسی اور چکر میں ہو۔"

ایک ممبر نے رائے پیش کی۔

"جی ہاں ــــ اس کا تو کوئی ثبوت نہیں مگر ایک اور بات اس سلسلے میں اشارہ کرتی ہے کہ پچھلے چند دنوں سے دارالحکومت میں مسلسل ڈاکے پڑنے شروع ہوگئے ہیں۔ کبھی بنک لوٹ لیا جاتا ہے۔ کبھی جیولری بازار میں ڈاکہ ڈالا جاتا۔ اور ایسا جہاں بھی ہوا ہے وہاں ایک مخصوص کارڈ بھی ملا ہے جس پر سلور گرل کا نام اور مونوگرام موجود ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ڈاکے سلور گرل نے ڈالے ہیں چنانچہ ظاہر ہے کہ سلور گرل دارالحکومت میں سرگرم کار ہے اور کرنل فریدی کی یہاں موجودگی سے یہ کڑیاں مل سکتی ہیں کہ وہ یہاں سلور گرل کے خلاف کام کر رہا ہے ــــ"

مارلو نے جواب دیا۔

"ہونہہ ــــ" ممبروں نے ہنکارا بھرا اور پھر وہ سب کسی گہری سوچ میں غرق ہوگئے۔

"اب اس سلسلے میں کوئی واضح پروگرام سپیشل کرائم برانچ کے پاس ہے یا نہیں ــــ"

ایک ممبر نے طویل خاموشی کو توڑتے ہوئے کہا۔

"فی الحال تو کوئی واضح پروگرام نہیں ہے۔ میرا خیال ہے ہمیں چند دن اور انتظار کرنا چاہیئے۔ ہوسکتا ہے کوئی اور نتیجہ نکل آئے ــــ" مارلو نے جواب دیا۔

"کیا وہ انعام ابھی تک اپنی جگہ قائم ہے یا اسے واپس لے لیا گیا ہے" ایک ممبر نے سوال کیا۔

"میرا خیال ہے اب وہ انعام کالعدم قرار دے دیا جائے کیونکہ جب کوئی تنظیم اس میں دلچسپی نہیں لے رہی تو یہ لالچ فضول ہو کر رہ گیا ہے ــ" ایک ممبر نے تجویز پیش کی۔

لیکن اس معاملے میں ممبران میں اختلاف رائے پیدا ہو گیا ہے۔ چند ممبران انعام برقرار رکھنے کے حق میں تھے۔ اور چند اسے کینسل کرنے پر زور دے رہے تھے۔ جب کافی دیر کی بحث کے باوجود کوئی فیصلہ نہ ہو سکا۔ تو صدر نے میٹنگ برخواست کر دی۔ اور میٹنگ کیلئے چار دن بعد کی تاریخ دے دی۔ تاکہ ہر ممبر اس معاملے میں اچھی طرح غور کرے اور پھر سب اپنا اپنا پلان میٹنگ میں پیش کریں۔ متفقہ طور پر جو پلان منظور کیا جائے گا۔ پھر اس پر عمل شروع کر دیا جائے گا۔

میٹنگ برخواست ہونے کے بعد تمام ممبران میٹنگ ہال سے باہر نکل گئے ان میں مارلو بھی تھا۔ جو سر جھکائے کسی گہری سوچ میں غرق تھا۔ مادام سلوانا کی زبانی سے کرنل فریدی کے ریوالور کی برآمدگی سے اس کا دماغ ایک نئی سوچ کی طرف چل نکلا تھا۔ اسے یاد تھا کہ ایک دفعہ ہوٹل میں مادام سلوانا نے سلور گرل کے خلاف سپیشل کرائم برانچ کا منصوبہ بڑی دلچسپی سے سنا تھا اور تب سے وہ اس پر بے حد مہربان ہوگئی تھی کئی بار وہ اس کی کوٹھی پر بھی ہو آیا تھا۔ ان باتوں کا رخ سلور گرل کی طرف مڑ گیا تھا گو اس نے یہ بات میٹنگ

میں نہیں مبتلا کی تھی۔ کیونکہ اس طرح وہ خود نشانہ بن جاتا کہ اس نے ایک انتہائی خفیہ راز کیوں آؤٹ کیا۔ اب مادام سلوانا کے ملوث ہونے پر اس کا شک یقین میں بدل گیا تھا۔

دفتر سے نکلنے کے بعد وہ کار میں بیٹھا اور پھر اس کی کار تیز رفتاری سے سڑکوں پر دوڑنے لگی

اس کا چہرہ ایک عورت کے ہاتھوں اس طرح بیوقوف بننے کی وجہ سے سرخ ہو رہا تھا۔ مادام سلوانا کے اس طرح ملوث ہونے پر اسے شدید جذباتی دھچکا لگا تھا اور اب اس کے دل میں محبت کی بجائے انتقام کا جذبہ ابھر آیا تھا۔

جلد ہی وہ کار سے کر مادام سلوانا کی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ گیا گیٹ پر موجود مسلح چوکیدار شاید اسے پہچانتا تھا کیونکہ اس نے اسے دیکھتے ہی گیٹ کھول دیا اور وہ کار اندر پورچ میں لیتا چلا گیا۔

جیسے ہی کار روک کر وہ باہر نکلا ایک باوردی ملازم اس کی طرف بڑھنے لگا۔

"یس سر" ملازم نے بڑے مؤدبانہ لہجے میں پوچھا

"مادام کو اطلاع کراؤ" مارلو نے سخت لہجے میں کہا اور جیب سے کارڈ نکال کر اس کے ہاتھ پر رکھ دیا۔

"بہتر جناب ادھر ڈرائینگ روم میں تشریف رکھیے۔" ملازم نے ڈرائینگ روم کی طرف اشارہ کیا اور مارلو ڈرائینگ روم کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

آج سے پہلے وہ جب بھی ڈرائینگ روم میں آیا تھا وہ ہمیشہ مادام سلوانا کی ... مارت اور حسن ذوق سے بے حد متاثر ہوا تھا۔ مگر آج اس کا نقطہ نظر ہی ... ہو ہوا تھا۔ اسے یہ سب کچھ زہر لگ رہا تھا اس کے دل میں لاوا سا امڈ ... رہا تھا اتنے میں ملازم ٹرالی دھکیلتا ہوا اندر داخل ہوا جس پر وسکی کی ... بوتل اور جام موجود تھا۔

"مادام ابھی تشریف لاتی ہیں" ملازم نے بڑے مؤدبانہ لہجے ... میں کہا۔ اور ٹرالی اس کے سامنے روک کر باہر چلا گیا۔ مارلو نے وسکی کی بوتل کی ... طرف ہاتھ بڑھایا ہی تھا کہ ایک دم رک گیا۔ اس نے جھٹکے سے ہاتھ پیچھے ... کھینچ لیا۔ اسے محسوس ہوا جیسے وہ یہ وسکی پی کر کسی جرم کا ارتکاب ... کرے گا۔ اس کے جذبات ہمیشہ مجرموں کے خلاف بے حد شدید رہے تھے ... اور وہ مجرموں کو ناسور کی حیثیت دیتا تھا۔ وہ اپنے جذبے میں بے حد ... مخلص تھا۔

چند منٹ بعد مادام سرخ سکرٹ میں ملبوس اندر داخل ہوئی۔ شوخ ... رنگ کے سرخ سکرٹ میں وہ شعلہ جوالا بنی ہوئی تھی۔

جیسے ہی وہ اندر داخل ہوئی مارلو تنفیماً اٹھ کھڑا ہوا چند لمحوں تک ... وہ مادام کا حسن دیکھ کر سکتے میں رہ گیا مگر جلد ہی اسے ہوش آگیا اور اس ... کے چہرے پر سختی کے آثار پیدا ہوتے چلے گئے۔

"ہیلو مارلو — آج کیسے بھول پڑے — اب تو تم سے ملاقات ... نہیں ہوتی —" مادام نے بڑی بے تکلفی اور لگاوٹ سے کہا

"بس مادام آجکل کام بہت ہے اس لئے فرصت نہیں ملتی ——" مارلو نے بیٹھتے ہوئے سپاٹ لہجہ میں کہا۔

"کیا بات ہے آج تم کچھ اکھڑے اکھڑے سے معلوم ہو رہے ہو ——" مادام نے بغور اس کے چہرے کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

"میں معافی چاہتا ہوں مادام —— دراصل کام اتنا زیادہ ہے کہ میرے اعصاب جواب دیتے جا رہے ہیں ——"

مارلو نے سنبھلتے ہوئے جواب دیا۔

"مجھے بھی پتہ چلے ایسا کون سا کام آگیا جس نے تمہارے اعصاب پر اتنا شدید دباؤ ڈالا ہے ——" مادام نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کچھ نہیں مادام وہی سلور گرل کا چکر ہے ——" مارلو نے سپاٹ لہجہ میں کہا۔ اور پھر مادام کے چہرے کی طرف دیکھنے لگا۔

سلور گرل کا نام آتے ہی مادام ایک لمحہ کے لئے چونکی مگر دوسرے لمحے اس کا چہرہ سپاٹ ہوگیا مگر مارلو جو کچھ دیکھنا چاہتا تھا وہ اسے معلوم ہو گیا تھا۔ مادام کو اس طرح چونکتا دیکھ کر اب اسے پختہ یقین ہوگیا تھا مادام سلور گرل میں ملوث ہے۔

"یہ سلور گرل کا مسئلہ ابھی حل نہیں ہوا ——" مادام نے بڑی بے نیازی سے سوال کیا۔

"اب حل ہونے والا ہے ہم اس کے انتہائی قریب پہنچ چکے ہیں جلد ہی آپ کو خوشخبری سناؤں گا۔"

مارلو نے معنی خیز نظروں سے دیکھتے ہوئے جواب دیا

"اچھا —— وہ کیسے ——؟" مادام ایک بار پھر چونک پڑی

"کیا سلور گرل کا پتہ چل گیا ——؟" مادام کے لہجے میں اشتیاق تھا ——؛

"ہاں مادام —— تقریباً تقریباً پتہ چل گیا ہے ۔ کرنل فریدی اس کے قریب پہنچ گیا ہے اور وہ کسی بھی لمحے اس پر ہاتھ ڈال سکتا ہے"

مارلو نے جواب دیا۔

"کرنل فریدی ——" مادام ایک بار پھر چونکی اس کا لہجہ سوالیہ تھا جیسے یہ نام اس کے لئے نیا ہو ——

"جی ہاں کرنل فریدی نیدرلینڈ کا ناقابل تسخیر جاسوس" مارلو نے ناقابل تسخیر پر زور دیتے ہوئے کہا۔

"یہ تو اچھی بات ہے کیا کرنل فریدی نے تمہیں کوئی رپورٹ بھیجی ہے"

مادام اب پوری دلچسپی سے پوچھ رہی تھی۔

"جی ہاں —— آج ہی رپورٹ ملی ہے ۔ وہ اپنا ریوالور سلور گرل کے ہیڈ کوارٹر میں چھوڑ آیا تھا وہ پولیس نے وہاں سے برآمد کرلیا ہے"

مارلو آخر رہ نہ سکا اس نے بات اگل دی۔

"ریوالور ——" مادام یکدم اچھل پڑی وہ چند لمحے بغور مارلو کو دیکھتی رہی پھر اس کے چہرے کے نقوش بدلتے چلے گئے۔

اب وہ حسین چہرے کی بجائے انتہائی نفرت انگیز چہرہ تھا۔

"ہوں تو یہ بات ہے اسی لئے تم مجھے یہ سب کچھ سنا رہے ہو ——"
مادام نے انتہائی تلخ لہجے میں کہا۔

"اب آپ سمجھ ہی گئی ہیں مادام تو پھر پوری طرح سن لیں۔ میں نہیں جانتا کہ تمہارا سلور گرل سے کیا تعلق ہے۔ مگر ہے ضرور —— اور میں اپنے شک کو یقین میں بدلنے کے لئے یہاں آیا تھا۔ اور اب تمہاری باتیں سن کر مجھے مکمل یقین ہو گیا ہے اس لئے اب تم اپنا دامن نہیں بچا سکتیں"
مارلو اٹھ کھڑا ہوا اس کا چہرہ جوش کی وجہ سے سرخ ہو گیا تھا۔

"ہا۔ ہا —— تم قطعی احمق ہو مارلو تمہیں نجانے کس گدھے نے اتنی بڑی پوسٹ دے دی ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو تمہیں یوں یہاں دوڑا نہیں آنا چاہیئے تھا ——"

مادام نے انتہائی زہریلے لہجہ میں قہقہہ مارتے ہوئے کہا

"مجھے یہاں کون روک سکتا ہے مادام ——" مارلو نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے بڑے مطمئن لہجے میں کہا

اور مادام نے ایک اور قہقہہ مارا۔ جیسے وہ اس کی مزید حماقت پر ہنس رہی ہو۔

مارلو نے ریوالور کا رخ مادام کی طرف کیا اور پھر الٹے قدموں دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ مگر ابھی اس نے چند قدم ہی بڑھائے تھے کہ اچانک مادام نے فرش پر زور سے پیر مارا اور ایک کھٹکے سے اس کے پیچھے موجود دروازہ خود بخود بند ہو گیا۔

دروازہ بند ہونے کی آواز سنتے ہی مارلو بے اختیار پیچھے کی طرف گھوما اور یہی لمحہ اس پر قیامت بن کر گزرا کیونکہ دوسرے ہی لمحے مادام اچھلی اور مڑتے ہوئے مارلو کے سینے پر اس کی دونوں ٹانگیں اتنے زور سے پڑیں کہ وہ اچھل کر پچھلی دیوار سے جا ٹکرایا۔ ریوالور اس کے ہاتھ سے نکل گیا اور دور کونے میں جا پڑا اور پھر اس سے پہلے کہ مارلو سنبھل کر اٹھتا مادام یوں اٹھ کھڑی ہوئی جیسے اس کے پیروں میں سپرنگ لگے ہوئے ہیں دوسرے لمحے ایک اور جمپ کے ساتھ ہی مارلو کا ریوالور مادام کے قبضہ میں جا چکا تھا۔

"سیدھے کھڑے ہو جاؤ مارلو —— میں نہ کہتی تھی کہ تم احمق ہو ——"
اس بار مادام کے لہجے میں شدید تلخی تھی۔

اور مارلو حیرت ذدہ چہرے کو لئے کھڑا تھا اسے مادام کی اس بے پناہ پھرتی پر شدید حیرت تھی —— وہ تصور بھی نہ کر سکتا تھا کہ یہ نرم و نازک سی حسینہ اتنی خطرناک بھی ثابت ہو سکتی ہے۔

"اب تم یہاں سے بچ کر نہیں جا سکتے مارلو ——" مادام کے لہجے میں چٹان کی سی سختی تھی۔

مارلو بھلا کیا جواب دیتا خاموش کھڑا رہا۔ ویسے اب وہ دل ہی دل میں پچھتا رہا تھا کہ وہ جوش میں خواہ مخواہ ہی بھاگتا چلا آیا۔

مادام نے میز کے کنارے پر لگا ہوا ایک بٹن دبایا —— اور چند لمحوں بعد دروازہ کھلا ——

اور پھر دو اسٹین گن بردار اندر داخل ہوئے۔

"لے ہیڈ کوارٹر روم نمبر فور میں پہنچا دو ———"

مادام نے سخت لہجہ میں کہا اور ان دونوں نے اسے بازوؤں سے پکڑ کر
ے سے باہر گھسیٹ لیا۔

کرنل فریدی کو جب ہوش آیا تو وہ بیحد سجائے کمرے کے ایک آرام دہ بیڈ پر پڑا ہوا تھا اس نے تیزی سے اٹھ کر بیٹھنا چاہا۔ مگر اس کے نچلے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا۔ اور اس کی معمولی سی حرکت سے اس میں درد کی شدید ٹیسیں اٹھنے لگیں۔

کرنل فریدی نے دوبارہ لیٹنے میں ہی عافیت سمجھی اس کا نچلا جسم مکمل طور پر پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ اس نے دائیں طرف نظر ڈالی تو اسے قریب ہی دوسرے بیڈ پر ٹائیگر پڑا ہوا نظر آیا۔ ٹائیگر گردن تک پٹیوں میں لپٹا ہوا تھا۔ صرف اس کا چہرہ کھلا ہوا تھا۔ اور کرنل فریدی نے ایک نظر ڈالتے ہی دیکھ لیا کہ وہ ابھی تک بیہوش ہے۔

کرنل فریدی بغور کمرے کو دیکھنے لگا۔ ابھی وہ کمرے کا جائزہ مکمل طور پر نہیں لے سکا تھا کہ دروازہ کھلا اور کیپٹن حمید اور ڈبل زیرو کمرے کے اندر داخل ہوئے۔

"سر آپ کو ہوش آگیا ـــــ" ڈبل زیرو نے پُرمسرت لہجے میں کہا "یہ کھولتے ہوئے پانی میں غوطے لگانے کی کھیلا کیا تک تھی اگر میں بروقت نہ پہنچ جاتا تو اس دفعہ آپ یقیناً پکوڑہ بن چکے ہوتے اور پھر لوگ آپ کو کرنل فریدی کی بجائے کرنل پکوڑہ کہتے۔ واہ ـــ واہ ـ کیا اچھا نام ہے۔

کیپٹن حمید نے قریب بیٹھتے ہی اپنے مخصوص انداز میں کہنا شروع کر دیا اور ڈبل زیرو بڑی حیرت سے کیپٹن حمید کی شکل دیکھنے لگا۔ جو کرنل فریدی جیسے سخت آدمی کے ساتھ بھی اسی طرح مذاق کر رہا تھا۔ اس کا خیال تھا کہ شاید کرنل فریدی کیپٹن حمید کو ڈانٹ دے گا۔ مگر جب کرنل فریدی نے جواب میں مسکراتے ہوئے کہا۔ تو ڈبل زیرو آنکھیں پھاڑتے رہ گیا۔

"مجھے اگر لوگ کرنل پکوڑا کہتے تو یقیناً تمہیں کیپٹن چانپ کہا جاتا اور اس طرح تمہاری جنس ہی تبدیل ہو جاتی ـــ" اور پھر اس سے پہلے کہ کیپٹن حمید کچھ جواب دیتا کرنل فریدی نے بے حد سنجیدگی سے سوال کیا

"تم وہاں کیسے پہنچے ـــ"

"میں نیو مون ہوٹل میں قاسم سے ملنے گیا۔" کیپٹن حمید نے تبلانا شروع کیا اور کرنل فریدی چونک پڑا۔

"کیا تم نے قاسم کو بھی یہاں بلالیا ہے ـــ" کرنل فریدی کے لہجے میں بے پناہ سختی تھی۔

"میں نے نہیں بلایا وہ چھپکلی بیگم سے روٹھ کر یہاں چلا آیا تھا"

کیپٹن حمید نے کرنل فریدی کے لہجے میں سختی محسوس کرتے ہوئے بہانہ بنایا

"شٹ اپ اگر تم نے نہیں بلایا تو تم اس سے ملنے نیو مون ہوٹل کیسے پہنچ گئے۔ تمہیں اتنا بھی احساس نہیں کہ اس وقت ہمارا مقابلہ کوران سے ہو رہا ہے۔ اور قاسم ۔ جیسے ہی اس کی نظروں میں چڑھا وہ ہمارا ہیڈکوارٹر بھی ٹریس کرے گا ـــ"

کرنل فریدی نے جواب دیا۔

"تو کیا ہو گا۔ اچھا وہ یہاں آئے تو سہی میں اس بار تمام پچھلے بدلے چکا دوں گا ـــ" کیپٹن حمید نے کہا۔

"آگے بولو ـــ اب مختصر تبلاؤ مجھے خدشہ ہے۔ کہ تمہاری حماقت کی وجہ سے یہ جگہ ہمیں فوری چھوڑنی پڑے گی۔

کرنل فریدی کے لہجے میں شدید تلخی تھی اور کیپٹن حمید کرنل فریدی کا موڈ اس حد تک بگڑتے دیکھ کر گھبرا گیا۔

"میں قاسم سے ملنے ہوٹل میں گیا تو واپسی میں ہوٹل سے نکلتے ہی دو آدمیوں نے مجھے گھیر لیا۔ اور پھر کار میں بٹھا کر وہ مجھے شہر سے باہر کھیتوں میں لے گئے۔ وہ مجھے قتل کرنا چاہتے تھے میں ان سے جھگڑ پڑا اتنے میں زیرو الیون جو میرا تعاقب کرتا ہوا وہاں گیا تھا وہ کود پڑا اور ہم دو آدمیوں کو قتل کر کے ایک آدمی کو یہاں ساتھ لے آئے ـــ" کیپٹن حمید نے انتہائی سنجیدگی سے تبلانا شروع کر دیا۔

"زیرو الیون ـــ" کرنل فریدی نے چونک کر ڈبل زیرو کی طرف دیکھا

اور ڈبل زیرو کے چہرے پر حیرت کے تاثرات دیکھتے ہوئے وہ سوالیہ نظروں سے کیپٹن حمید کو دیکھنے لگا۔

"جی ہاں ـــــ یہاں کا مقامی ایجنٹ زیرو الیون جسے آپ نے میری نگرانی کیلئے خفیہ طور پر مقرر کیا ہوا تھا ـ لیکن حمید ان دونوں کے چہروں پر حیرت کے تاثرات دیکھ کر مزید گھبرا گیا۔

"مگر یہاں تو کوئی زیرو الیون نہیں ہے اور پھر میں نے کسی زیرو الیون کو تمہاری نگرانی پر تو نہیں مقرر کیا ـــــ"

کرنل فریدی نے سپاٹ لہجے میں جواب دیا۔ اس کی تیز نظریں کیپٹن حمید پر جمی ہوئی تھیں۔

"مگر اس نے تو مجھے یہی بتایا تھا اور اسی نے اچانک آکر میری جان بچائی تھی اور پھر میں مجرم کو لے کر اسی کی کار میں یہاں آیا تھا ـــــ" کیپٹن حمید اب بری طرح بوکھلا چکا تھا۔

"کیا اسے ہیڈ کوارٹر کا علم تھا ـــــ" کرنل فریدی نے زہریلے لہجے میں جواب دیا۔

"نہیں اس نے مجھے بتلایا تھا کہ یہاں کسی ایجنٹ کو ہیڈ کوارٹر کا نہیں پتہ اور نہ ہی انہیں ہیڈ کوارٹر میں داخل ہونے کا حکم ہے۔ چنانچہ میں لے یہاں لے آیا اور پھر گیٹ سے رخصت کر دیا۔"

کیپٹن حمید نے جواب دیا ویسے اس نے محسوس کر لیا تھا کہ اس سے شدید حماقت ہو چکی ہے۔ چنانچہ جواب دیتے ہوئے اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا تھا۔

"تم نے یہ نہیں سوچا کہ یہ بھی مجرموں کی چال ہو سکتی ہے۔ اس طرح اپنے آدمی ضائع کر کے ہمارا ہیڈ کوارٹر چیک کر لیا گیا۔"

کرنل فریدی نے کہا ـــــ اس کے لہجے میں شدید غصہ تھا۔

"ایسا نہیں ہو سکتا کیونکہ جیسے ہی اس نام نہاد زیرو الیون کی کار آگے بڑھی موڑ پر پہنچ کر ایک دھماکہ ہوا اور کار کے پرزے اڑ گئے۔ میں جب کوٹھی میں داخل ہوا تو اندر بھی نہیں پہنچا تھا۔ کہ میں نے دھماکہ سنا چونکہ مجرم کو میں نے کور کیا ہوا تھا اس لئے فوراً ادھر متوجہ نہ ہو سکا۔ مجرم کو ڈبل زیرو کے حوالے کر کے جب میں واپس گیا تو کار تباہ ہو چکی تھی مگر زیرو الیون غائب تھا۔ بعد میں پتہ چلا کہ اسی مجرم نے جسے میں لے آیا تھا اس کی کار میں ٹائم بم رکھ دیا تھا۔ اگر وہ مجرموں کا آدمی ہوتا تو اس طرح کار نہ تباہ ہوتی ـــــ"

کیپٹن حمید نے دلیل دی۔

"مگر مجرم کا ٹائم بم کار میں رکھنے کا کیا مقصد تھا ـــــ"

کرنل فریدی نے الجھے ہوئے لہجے میں سوال کیا۔

"یہی سوال میں نے کیا تھا ـــــ اس نے بتلایا کہ وہ اس طرح ہمارے ایک کارکن کو ختم کرنا چاہتا تھا ـــــ"

کیپٹن حمید نے جواب دیا

"تو پھر یقیناً وہ آدمی عمران پارٹی کا K ہو گا ـــــ اس نے نہیں تاہم یہ بات دیکھ کر ٹریس کیا ہو گا۔ اور اس طرح وہ زیرو الیون بن کر ہمارا

ہیڈکوارٹر چیک کر لیا۔ اور تم احمقوں کی طرح اسے اپنی دم کے ساتھ باندھے یہاں لے آئے ——"

کرنل فریدی نے فیصلہ کن لہجے میں جواب دیا ——

کیپٹن حمید بھلا اب کیا جواب دیتا خاموش رہا۔ واقعی اس نے اس پہلو پر سوچا ہی نہیں تھا

"تم مجھ تک کیسے پہنچے ——؟"

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کرنل فریدی نے قدرے نرم لہجے میں سوال کیا

"انکوائری کے دوران مجرم کے پاس سے ایک چھوٹا ٹرانسمیٹر نکلا میں نے جب بار بار کر اس سے فریکوئنسی چیک کی تو کنٹیکٹ کرتے ہی اچانک مجھے آپ کی آواز سنائی دی کہ آپ کسی کو کہہ رہے تھے۔ کہ میری موت کے ساتھ کریٹ بلیک دفن ہو چکے ہیں"

جواب میں زہریلا قہقہہ سنائی دیا —— شاید فریکوئنسی ان کے جنرل ٹرانسمیٹر سے کنکٹ ہو گئی تھی۔

مجھے جیسے ہی خطرے کا احساس ہوا میں نے اس مجرم پر تشدد کی انتہا کر دی چنانچہ اس طرح میں نے ان کے ہیڈکوارٹر کا پتہ معلوم کر لیا۔ پھر ہم نے فوراً وہاں ریڈ کر دیا۔ جب وہاں مقابلہ شروع ہو گیا تو مجھے اچانک گٹر کے ذریعے کوٹھی کے اندر پہنچنے کا خیال آیا چنانچہ میں نے گٹر کا ڈھکن اٹھانے کی کوشش کی مگر ڈھکن جام تھا۔ پھر مجھے ڈھکن کے ساتھ ایک انڈر گراؤنڈ تار جاتی نظر آئی تو میں نے وہ تار توڑ دی اور توڑتے ہی ڈھکن

زمین سے اٹھ گیا۔ اور آپ نظر آ گئے۔ چنانچہ آپ کو اور اس آدمی کو ہم اٹھا کر یہاں لے آئے۔ آپ دونوں کی حالت تشویش ناک تھی چنانچہ آپ کو لیکر یہاں آنا پڑا۔ ڈاکٹر نے دونوں کی تشویش ناک حالت دیکھتے ہوئے آپ کو نیند کے انجکشن دے دیئے اب بارہ گھنٹے بعد آپ جاگے ہیں ——"

کیپٹن حمید نے جواب دیا۔

"بارہ گھنٹے ——" کرنل فریدی یہ سنتے ہی اچانک اٹھ کر بیٹھ گیا اس کو اپنی تمام تکلیف بھول گئی۔

"لیٹے رہیئے لیٹے رہیئے —— ڈاکٹر نے آپ کو حرکت کرنے سے منع کر دیا ہے ——" ڈبل زیرو جو اس دوران خاموش کھڑا تھا بے اختیار بول پڑا ——"

"اور تم بارہ گھنٹے یہاں خاموش بیٹھے رہے ——"

کرنل فریدی نے تلخ لہجے میں سوال کیا

"آپ کے ہوش میں آنے کا انتظار کر رہے تھے ——" ڈبل زیرو نے جواب دیا اور کرنل فریدی کی شعلہ برساتی ہوئی آنکھیں ڈبل زیرو پر جم گئیں —— ڈبل زیرو نے بوکھلا کر نظریں جھکا لیں۔

"مجھے نہیں معلوم تھا کہ میں نے یہاں احمق آدمی مقرر کر رکھے ہیں ——"

کرنل فریدی نے تلخ لہجے میں کہا۔ اور پھر چند لمحوں کے بعد وہ دوبارہ بولا

"کیا اس دوران کسی نے یہاں ریڈ تو نہیں کیا۔"

"نہیں جناب ——"

ڈبل زیرو نے لرزتی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"ہونہہ ـــــــ اس کا مطلب ہے عمران پالا مار چکا ہوگا۔ اسی لئے اس نے ہمیں روکنے کی ضرورت محسوس نہیں کی۔ ورنہ وہ یہاں کوئی نہ کوئی چکر ضرور چلاتا ـــــــ"

کرنل فریدی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

"ڈبل زیرو فوراً یہ جگہ چھوڑ کر پوائنٹ نمبر دو میں ہیڈ کوارٹر منتقل کر دو اور اپنے سب آدمیوں کو حکم دے دو کہ فوراً کوٹھی برکلے روڈ کو گھیر لیں میرے وہاں پہنچنے تک وہ چھپے رہیں میں خود انہیں ڈیل کروں گا۔ اور تم بھی وہاں پہنچو ـــــــ"

کرنل فریدی نے تیز لہجے میں حکم دیا۔

"بہتر جناب ـــــــ" ڈبل زیرو تیزی سے واپس مڑ گیا۔

"مگر آپ کی حالت ـــــــ" کیپٹن حمید نے دبے دبے لہجے میں کہا۔

"شٹ اپ۔ ذرا سا ہلنے سے مجھے کچھ نہیں ہوا۔ تمہاری حماقت ہمیں شاید بیحد مہنگی پڑے اور زندگی میں پہلی بار مجھے عمران کے ہاتھوں زک نہ اٹھانی پڑ جائے ـــــــ" کرنل فریدی نے کہا اور تیزی سے اپنے نچلے جسم سے پٹیاں کھولنے لگا۔ جوش اور غصے میں وہ اپنی تمام تکلیف بھول چکا تھا۔

اتنے میں ایکدم کراہا۔ وہ اپنی ٹانگ کی چوٹ بھول چکا تھا۔ اسے فوراً ہی اس کا خیال آ گیا۔

"اس کو بھی نئے ہیڈ کوارٹر پہنچا دو ـــــــ ہو سکتا ہے اس کی وجہ سے

ہم ہاری ہوئی بازی جیت جائیں ـــــــ"

"ڈبل زیرو کو اس کی کڑی نگرانی کا حکم دو ـــــــ"

کرنل فریدی نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا ـــــــ وہ شاید اس کو چارے کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔

صفدر بس بال بال بچا تھا۔ چند لمحوں تک تو دھماکے نے اس کے اعصاب سن کر دیئے مگر دوسرے لمحے اسے اپنی پوزیشن کا احساس ہو گیا۔ شکر ہے اس وقت نزدیک کوئی گاڑی نہیں تھی ورنہ اسے معلوم تھا کہ یہاں کی پولیس چند منٹوں بعد پہنچ جاتی اور پھر پولیس کے ساتھ سوال و جواب میں نجانے اسے کتنا وقت ضائع کرنا پڑتا۔ چنانچہ وہ تیزی سے قریبی گلی میں گھستا چلا گیا۔ اس نے کپڑے اچھی طرح جھاڑ لئے تھے۔

گلی کراس کر کے وہ ایک اور سڑک پر آیا اور پھر دوسری سٹریٹ میں داخل ہو گیا۔ تقریباً آدھے گھنٹے تک مختلف سڑکوں پر مسلسل چکر لگانے کے بعد وہ ایک مین روڈ پر پہنچ گیا۔ اب وہ جائے حادثہ سے کافی دور نکل آیا تھا کہ اسے اطمینان سا ہو گیا تھا۔

اس نے ایک خالی ٹیکسی روکی اور پھر وہ اپنے ہیڈ کوارٹر کی طرف چل دیا۔ وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکا تھا اس لئے جلد از جلد عمران کو

رپورٹ دینی چاہتا تھا۔ جلد ہی وہ ہیڈ کوارٹر پہنچ گیا۔ وہاں اس وقت سوائے صدیقی کے ٹیم کے تمام افراد موجود تھے۔

وہ سب لوگ اس طرح خاموش بیٹھے تھے جیسے کسی گہری سوچ میں غرق ہوں ۔۔۔ جیسے ہی صفدر اندر داخل ہوا وہ سب چونک پڑے۔ صفدر کو ان کی خاموشی کچھ معنی خیز معلوم ہوئی

"کیا ہوا ۔۔۔ آپ سب لوگ یوں خاموش کیوں بیٹھے ہیں ۔۔۔؟"
صفدر نے سوال کیا۔

"صفدر حالات بے حد خراب ہو گئے ہیں ۔۔۔" جولیا نے خاموشی توڑتے ہوئے جواب دیا ۔۔۔ "ہمارے بجائے سلور گرل کے ڈاک ڈالنے کا پروگرام اینل فرمینی کی نظروں میں آ چکا ہے۔" اور چونکہ ہم یہ سب کچھ صرف اینل فرمینی کو الجھانے کے لئے کر رہے تھے لہٰذا اب یہ سکیم فیل ہو چکا ہے" جولیا نے مزید کہا۔

"وہ کیسے ۔۔۔؟"

صفدر کے لئے یہ اطلاع واقعی اہم ثابت ہوئی کیونکہ اس طرح ایک اچھا پلان یکلخت فیل ہو گیا تھا۔

اور پھر جولیا نے تنویر اور اس کے ساتھیوں کا کرنل فریدی سے ٹکراؤ کا واقعہ تفصیل سے بتلا دیا۔

"اوہ ۔۔۔ یہ واقعی بہت برا ہوا ۔۔۔ کیا عمران کو رپورٹ دی جا چکی ہے" صفدر نے پوچھا۔

"یہ ایک اور شو ہے جب سے عمران گیا ہے۔ اس سے کوئی ہم کا رابطہ قائم نہیں ہو سکا۔ ہم نے ٹرانسمیٹر پر رابطہ قائم کرنے کی کوشش کی مگر ناکام رہے نہ جانے عمران کہاں پھنس گیا ہے۔"

جولیا نے قدرے افسردہ لہجے میں جواب دیا۔

"یہ تو واقعی اہم مسئلہ ہے عمران کو ہم سے رابطہ قائم کرنا چاہیئے تھا" صفدر نے سنجیدگی سے کہا۔

اور پھر وہ سب ایک بار پھر خاموش ہو گئے۔

ابھی چند ہی لمحے گزرے تھے کہ اچانک انہیں ایک ہلکی سی ٹھس کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے صفدر اور کیپٹن شکیل اچھل کر کھڑے ہو گئے کیونکہ وہ آواز سے ہی اندازہ لگا چکے تھے کہ سائیلنسر لگے ریوالور کی آواز ہے اور چونکہ آواز کافی قریب سے آئی تھی اس لئے تشویش کا پیدا ہونا لازمی امر تھا

صفدر چونکہ دروازے کے قریب تھا اس لئے وہ تیزی سے دروازے کی طرف لپکا اور دوسرے ہی لمحے وہ اندر آتے ہوئے ایک مقامی ایجنٹ سے بری طرح ٹکرا گیا۔

"ہمیں گھیر لیا گیا ہے ——" اس ایجنٹ نے چیخ کر کہا۔ اور پھر سب لوگ اچھل کر کھڑے ہو گئے۔

"کیا ہوا ——" کیپٹن شکیل نے سوال کیا

"تقریباً چالیس پچاس آدمی اچانک کوٹھی میں داخل ہو گئے ہیں تمام پہرہ دار قتل ہو چکے ہیں ——"

ایجنٹ نے گھبرائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔

اور پھر وہ سب تیزی سے ہال کمرے سے نکلتے چلے گئے۔ اس وقت وہ درمیانی راہداری میں تھے جس کا ایک دروازہ لان کی طرف اور دوسرا پائیں باغ کی طرف کھلتا تھا کہ اچانک دونوں دروازے ایک دھماکے کے ساتھ کھلے اور دوسرے لمحے پانچ دس آدمی سٹین گنیں اٹھائے اندر داخل ہوئے اور پانچ دس آدمی پچھلے دروازے سے بھی داخل ہو چکے تھے۔

"ہاتھ اٹھا لو —— تم دونوں طرف سے گھیرے جا چکے ہو۔" ان میں سے ایک نے چیختے ہوئے کہا۔

اور —— صفدر نے سب سے پہلے ہاتھ اٹھا دیئے کیونکہ وہ سب سے آگے اور ان کے قریب تھا۔ اور پھر وہ آگے پیچھے دونوں طرف سے بری طرح اور اچانک گھر چکے تھے۔

صفدر کی پیروی میں باقی سب نے بھی ہاتھ اٹھا دیئے

کیپٹن شکیل اس وقت ایک کمرے کے دروازے کے بالکل قریب تھا چنانچہ جیسے ہی صفدر نے ہاتھ اٹھائے کیپٹن شکیل غڑاپ سے کمرے کے اندر داخل ہو گیا۔ اس کمرے سے ہوتا ہوا وہ دوسرے کمرے میں آیا اور اس طرح پھر تیز رفتاری سے مختلف کمروں سے ہوتا ہوا شمالی طرف بیرونی دروازے کے قریب پہنچ گیا۔

اس نے دروازہ کھول کر جیسے ہی باہر جھانکا پھر تیزی سے سر اندر کر لیا کیونکہ کوٹھی کے اندر ہر طرف سٹین گن بردار موجود تھے۔

کیپٹن شکیل نے ادھر ادھر دیکھا اور پھر اسے کمرے کا روشندان نظر آ گیا۔ وہ جانتا تھا کہ آگے روشندان سے نیچے بیرونی دیوار تک انگوروں کی گھنی بیلیں ہیں۔ چنانچہ اس نے تیزی سے دروازہ لاک کیا اور پھر میز اٹھا کر روشندان کے نیچے رکھی اور اس پر کرسی رکھ کر وہ اوپر چڑھا۔ اب اس کے ہاتھ بڑی آسانی سے روشندان تک پہنچ گئے تھے۔ روشندان کافی کھلا تھا چنانچہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد وہ آسانی سے روشندان سے نکل کر دوسری طرف آ گیا۔ انگوروں کی گھنی بیلوں نے اسے نیچے موجود مسلح افراد کی نظروں سے چھپا لیا تھا۔

اب مسئلہ تھا ان بیلوں سے ہوتے ہوئے بیرونی دروازہ تک پہنچنا اور وہ بخوبی جانتا تھا۔ کہ چند لمحوں کی جدوجہد کے بعد حملہ آوروں نے تمام کمروں کی تلاشی لینی ہے۔ چنانچہ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریوالور باہر نکال لیا ریوالور کھول کر اس نے چیمبر سے ایک گولی نکالی اور ریوالور دوبارہ جیب میں ڈال کر گولی ہاتھ میں پکڑی ——— اس نے پوری قوت سے گولی انتہائی دائیں کونے کی طرف پھینکی۔ گولی گھنی بیلوں کے اوپر سے ہوتی ہوئی دائیں کونے کی دیوار سے ٹکرائی۔ اور کیپٹن شکیل نے بیلوں کو سہارا دینے والی لکڑی کی بلیوں پر پیر جما دیئے ——— بیلیں اتنی گھنی تھیں کہ یہ بلیاں اسے صاف نظر نہیں آ رہی تھیں۔ مگر چونکہ اسے اندازہ تھا اس لئے وہ تیزی سے ان پر پیر ٹکاتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا۔ ویسے اس کے اندازے کی معمولی سی غلطی اسے نیچے پہنچا سکتی تھی۔ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ گولی دیوار سے ٹکرانے کے بعد

جیسے ہی نیچے گرے گی نیچے موجود تمام لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جائیں گے اور اس طرح وہ باآسانی دیوار تک پہنچ جائے گا۔

چنانچہ ایسا ہی ہوا تقریباً چند ہی لمحوں بعد وہ باآسانی دیوار پر پہنچ گیا تھا اور دوسرے لمحے اس نے باہر چھلانگ لگا دی ——— اور اب وہ کوٹھی سے باہر تھا۔

یہ دو کوٹھیوں کے درمیان کی گلی تھی اور اس وقت وہاں کوئی آدمی نہ تھا۔ اس لئے وہ تیزی سے سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ پلک جھپکتے میں وہ سڑک پر پہنچ گیا اور پھر وہ گھوم کر کوٹھی کے سامنے والے گیٹ کی طرف آ گیا۔ سڑک کی دوسری طرف دس بارہ دکانیں تھیں وہ تیزی سے سڑک کراس کرتا ہوا ادھر چلا گیا ——— اور ایک بک سٹال پر پہنچ کر رک گیا۔ اس نے ایک رسالہ خریدا اور اس کی آڑ سے اس نے بیرونی گیٹ پر نظر رکھی۔ قریب ہی ایک موٹر سائیکل کھڑا تھا وہ شاید بک سٹال کے مالک کا تھا ——— ابھی وہ اسے دیکھ ہی رہا تھا کہ چند لمحے ہوئے تھے کہ دو بند ویگنیں کوٹھی کے گیٹ کے قریب آ کر رکیں اور پھر گیٹ کھل گیا دونوں ویگنیں اندر داخل ہو گئیں۔

اسے اندازہ ہو گیا کہ اسے ... ناکامی کا پتہ چل گیا ہے اور یہ ویگنیں انہیں لے جانے کے لئے منگوائی گئی ہیں۔

چنانچہ اس نے اب موٹر سائیکل کی طرف دیکھا وہ تعاقب کے لئے اس موٹر سائیکل کو استعمال کرنے کا فیصلہ کر چکا تھا۔ مگر موٹر سائیکل لاک تھا ابھی وہ اس مسئلہ پر سوچ ہی رہا تھا کہ گیٹ ایک بار پھر کھلا۔ اور

دونوں ویگنیں باہر نکل آئیں اور پھر جیسے ہی وہ بائیں طرف مڑیں ان کی عقبی سیٹوں سے لے تنویر اور جولیا کی شکل نظر آگئی۔ اس نے اخبار لپیٹ کر رکھا اور بکسٹال کے مالک سے مخاطب ہوا۔

"یہ موٹر سائیکل آپ کا ہے۔" کیپٹن شکیل کے لہجے میں تیزی تھی۔

"جی ہاں کیوں ــــ"

مالک دوکان نے حیرت سے سوال کیا۔

"کم از کم اسے ٹھہرانے کے بعد چابیاں تو نکال لیا کریں ــــ" کیپٹن شکیل نے کہا اور مالک نے چونک کر ایک لمحہ کے لئے موٹر سائیکل کو دیکھا۔ مگر چونکہ اس کے آگے کیپٹن شکیل کھڑا تھا۔ اس لئے اسے لاک نظر نہ آیا اس نے تیزی سے کاونٹر کے نیچے ہاتھ مارا اور چابی اٹھا کر اسے دکھانے لگا۔

"چابی تو یہاں ہے آپ کیسے ...." وہ چابی دکھا کر کچھ کہنا چاہتا تھا۔ کہ کیپٹن شکیل نے جھپٹا مار کر چابی اس کے ہاتھ سے چھین لی۔ اس کا مقصد حل ہو چکا تھا۔

"ارے ــــ ارے ــــ" مالک دوکان کچھ سمجھ ہی نہ سکا اس سے پہلے کہ وہ دوکان سے نکل کر اسے روکتا۔ کیپٹن شکیل نے برق کی تیزی سے چابی لگا کر لاک کھولا اور دوسرے لمحے وہ اچھل کر موٹر سائیکل پر بیٹھ گیا ــــ سیلف اسٹارٹ بٹن دباتے ہی موٹر سائیکل کا انجن جاگ پڑا۔ اور دوسرے لمحے ایک جھٹکا کھا کر وہ آگے بڑھ چکا تھا۔

"پکڑو ــــ پکڑو ــــ میرا موٹر سائیکل ــــ" مالک دوکان چیخا

ز موٹر سائیکل تو ہوا ہو چکا تھا۔

کیپٹن شکیل نے تیزی سے موٹر سائیکل کا رخ دائیں طرف موڑا اور چلا نے فل اسپیڈ میں دوڑانے لگا۔ تھوڑی ہی دیر بعد اسے دور جاتی ہوئی ویگنیں نظر آگئیں اور اس نے اطمینان کا ایک طویل سانس لیا۔

"کرنل فسریدی کیسے بچ کر نکل گیا۔ اور کرنل فسریدی اور اس کے آدمیوں کو مجھ پر شک کیسے ہوا میں اس بات پر حیران ہوں ۔۔۔"

مادام نے سامنے بیٹھے ہوئے ایک کرخت شکل والے آدمی سے کہا

"مجھے خود بھی حیرت ہے مادام کرنل فسریدی اور اس کے آدمی اچانک ہی کوٹھی پر ٹیک پڑے تھے۔"

نوجوان نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیا۔

"صرف حیرت سے کام نہیں چلے گا۔ ہیر شولٹز تم اس تنظیم کے جنرل سیکرٹری ہو اور تمہارا کام یہ نہیں ہونا چاہیئے تم صرف حیرت میں مبتلا رہو اور دشمن ہمیں تباہ کر دیں ۔۔۔۔"

مادام نے تلخ لہجے میں جواب دیا

"میں نے کوٹھی کے گرد خفیہ پہرہ لگوا دیا ہے۔ یقیناً کرنل فسریدی اب اس کوٹھی پر ریڈ کرے گا اور ہم اسے باآسانی گرفتار کر سکیں گے۔"

ہیر شولٹز نے جواب دیا۔

"تو پھر اس سمگلر گرل کا پتہ چلا جو بنکوں میں ڈاکے ڈالتی پھر رہی ہے"

مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"جی ہاں ایک روز پہلے اس نے ایک بنک پر ڈاکہ ڈالا تھا۔ چونکہ ہمارے آدمی پورے شہر کی نگرانی کر رہے تھے اس لئے وہ ان کے پیچھے لگ گئے مگر وہ ہمیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے۔ مگر ان کی کار کا نمبر ہمیں معلوم ہو گیا ہے۔ امید ہے ہم جلد ہی انہیں پکڑ لیں گے ۔۔۔"

ہیر شولٹز نے جواب دیا۔

اسی وقت میز پر پڑے ہوئے ٹیلیفون کی گھنٹی بجنے لگی۔

مادام نے رسیور اٹھایا۔

"یس مادام اسپیکنگ ۔۔۔۔" مادام نے سخت لہجہ میں کہا۔

"گرومیکو بول رہا ہوں مادام ۔۔۔۔ آپ کے لئے ایک خوشخبری ہے نقلی سمگلر اپنے گروہ کے گرفتار کر لی گئی ہے۔ اور اس وقت وہ ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں ۔۔۔۔" آپریشن انچارج گرومیکو نے کہا۔

"ویری گڈ نیوز ۔۔۔۔"

مادام نے پر مسرت لہجے میں جواب دیا

"مگر مادام اس کے ساتھ ہی ایک بری خبر بھی ہے۔" گرومیکو نے دبے لہجے میں کہا۔

"بری خبر ۔۔۔۔ وہ کیا ۔۔۔۔" مادام چونک پڑی

"وہ بلیو برڈ یا عمران ہیڈ کوارٹر کے آئیڈنٹی چیکنگ روم کو تباہ کر کے ہیڈ کوارٹر سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا ہے ——" گردمیکو نے رپورٹ دی۔

"اوہ —— ویری بیڈ نیوز —— یہ بہت برا ہوا ہمارا ہیڈ کوارٹر اس کی نظروں میں آ گیا اگر وہ واقعی عمران ہے تو پھر معاملہ انتہائی خطرناک ہے" مادام نے جھلاتے ہوئے کہا۔

"میں سمجھتا ہوں مادام —— میں اس کی فوری تلاش کا حکم دے چکا ہوں اور میں نے ہیڈ کوارٹر کا شمالی رخ بند کرا دیا ہے۔ تاکہ وہ اس کے ذریعہ ہمارے مین ہیڈ کوارٹر نہ پہنچ سکے ——"
گردمیکو نے جواب دیا۔

"نہیں اس سے کچھ نہیں ہوتا۔ تم ایسا کرو فوری طور پر ہیڈ کوارٹر خالی کر دو اور پوائنٹ تھری پر منتقل ہو جاؤ۔ میری کوٹھی اور ہیڈ کوارٹر یہ دونوں ہی مشکوک ہو چکے ہیں۔"
مادام نے حکم دیتے ہوئے کہا۔

"مگر مادام ——" گردمیکو نے کچھ کہنا چاہا۔

"جلدی کرو جو میں کہہ رہی ہوں کرو —— تمام گرفتار شدہ لوگوں کو بھی وہیں پہنچا دو —— صرف پانچ منٹ میں ہیڈ کوارٹر خالی ہو جانا چاہیئے ——"
مادام نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

"ہمیر شولٹز تم میری کوٹھی جاؤ اور اس کی کڑی نگرانی کراؤ جیسے ہی کرنل فریدی یا اس کے ساتھی حملہ کریں یا تو انہیں گولی مار دو یا گرفتار کر کے تم پوائنٹ تھری پہنچا دو —— خبردار اگر ان میں سے ایک آدمی بھی بچ کر نکل گیا تو ——" مادام نے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا اور اٹھ کھڑی ہوئی۔

"آپ بے فکر رہیں مادام ——" ہمیر شولٹز نے جواب دیا

"میں پوائنٹ تھری جا رہی ہوں۔ اب میں وہاں ہی رہوں گی۔ میں نقلی سلور گرل کا فوری فیصلہ کرنا چاہتی ہوں ——" مادام نے کہا اور پھر تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئی۔

عمران نے گیٹ سے باہر نکلنے کے بعد دوبارہ واپس جانے کا فیصلہ تو کر لیا تھا۔ مگر فوری طور پر اندر جانے کی بجائے وہ تیزی سے سڑک پار کرکے ایک کیفے میں داخل ہو گیا۔ کیفے میں داخل ہوتے ہی وہ سیدھا۔ ٹوائلٹ میں داخل ہوا۔ وہ ہر قیمت پر اب بلیو برڈ کے میک اپ سے جان چھڑوانا چاہتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اسے اچھی طرح معلوم تھا کہ اس کی فوری تلاش شروع ہو جائے گی۔

ٹوائلٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے ادھر ادھر دیکھا اس کا وہ اسپیشل میک اپ جسے سلور گرل کی جدید ترین مشینیں نہ چیک کر سکی تھیں اور اعلیٰ ترین میک اپ واشر مشین اس میک اپ کو صاف نہ کر سکی تھی۔ اس نے ٹوائلٹ میں صاف کرنا تھا۔ جبکہ اس نے ایک چوکیدار کی وردی پہنی ہوئی تھی۔ جس میں ظاہر ہے کہ میک اپ صاف کرنے کا سامان رکھا ہی نہیں جا سکتا۔ مگر یہ عمران تھا اس صدی کا حیرت انگیز انسان۔ اس نے اس میک

اپ کا فارمولا بناتے وقت یہ بات بھی ذہن میں رکھی تھی کہ اگر فوری طور پر میک اپ صاف کرنا پڑ جائے جبکہ میک اپ کا صاف کرنے کا سامان بھی ساتھ نہ ہو چنانچہ ٹوائلٹ میں داخل ہوتے ہی اس نے ادھر ادھر نظر گھمائی اور پھر واش بیسن پر جب اسے بیسن صاف کرنے والے پاؤڈر کا ڈبہ رکھا نظر آیا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔

ہر ہوٹل، کوٹھی یا کیفے میں کے ٹوائلٹ میں اس ڈبے کی موجودگی ایک لازمی امر ہوتی ہے۔ چنانچہ اسی نظریے کو بنیاد بنا کر اس نے یہ میک اپ تیار کیا تھا۔

اس نے واش بیسن کے اخراجی راستے کو چمڑے کے کارک سے بند کیا اور پھر پانی کھول دیا۔ تقریباً دو منٹ میں ہی واش بیسن صاف پانی سے بھر گیا۔ عمران نے پاؤڈر کا ڈبہ اٹھایا اور اس پاؤڈر کو اس پانی میں چھڑکنے لگا۔ جب پانی کا رنگ قدرے دودھیا ہو گیا تو اس نے ڈبہ ایک طرف رکھا اور پھر آنکھیں بند کرکے اس پوڈر ملے پانی سے منہ دھونا شروع کر دیا۔ دو تین بار وہ پانی منہ پر ڈالنے کے بعد جب اس نے ایک ہاتھ سے چہرے کی کھال رگڑنی شروع کی تو چہرے پر سے پپڑیاں سی اترنے لگیں اور تقریباً پانچ منٹ کی کوشش کے بعد وہ میک اپ صاف کر چکا تھا۔ اب وہاں بلیو برڈ کی بجائے عمران کا اصل چہرہ موجود تھا عمران نے آنکھیں کھول کر آئینے میں دیکھا۔ اور جب اسے تسلی ہو گئی کہ اس کے چہرے پر بلیو برڈ کے کوئی اثرات باقی نہیں رہے۔ تو اس نے مسکرا کر آئینے میں

اپنے آپ کو آنکھ ماردی ۔ کارک نکال کر استعمال شدہ پانی اس نے بیسن سے خارج کردیا اور پھر منہ پر صاف پانی کے چھینٹے مار کر وہ مڑا اور تولیہ اٹھا کر چہرہ اچھی طرح رگڑنے لگا۔

پھر اس نے اپنی کنپٹی کے قریب انگلی رکھ کر اسے ایک دوبار مخصوص انداز میں اوپر کیا تو ایک باریک سی جھلی اس کے پورے سر سے اترنی شروع ہوگئی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہ بالوں کی کھال کھینچ رہا ہو اور چند منٹ بعد وہ جھلی ہاتھ میں پکڑے کھڑا تھا۔ جھلی اترتے ہی اس کے بالوں کا اصل رنگ اور ڈیزائن ظاہر ہوگیا ـــــ اس نے جھلی کو ٹوائلٹ کا ٹینکی کا ڈھکن اٹھا کر اندر ڈال دیا۔ اس کے بعد اس نے بلیو برڈ کی آخری نشانی بھی دور کرنی شروع کردی اور دائیں ہاتھ کی کلائی کے جوڑ سے ذرا نیچے وہ بائیں ہاتھ کا انگوٹھا رگڑنے لگا۔ تقریباً ایک منٹ بعد اس کے دائیں ہاتھ سے بھی ایک باریک ترین جھلی اترنے لگی۔ جھلی اتنی باریک اور نفیس تھی کہ اترنے سے پہلے کوئی شخص نزدیک سے دیکھنے کے باوجود اسے نہیں پہچان سکتا تھا یہ ایک قسم کا دستانہ تھا جو پورے ہاتھ سے اترتا چلا گیا۔

جب عمران نے اسے اتارا تو اس کے ساتھ ایک مصنوعی انگوٹھا بھی بنا ہوا تھا۔ اسی دستانے کے اترتے ہی اب اس کے دائیں ہاتھ کی پانچ انگلیاں ظاہر ہوگئیں جبکہ اس سے پہلے اس کے دائیں ہاتھ کا انگوٹھا ڈبل تھا۔ جو کہ بلیو برڈ کی ایک مخصوص نشانی تھی۔

عمران نے اس دستانے کو بھی ٹنکی میں ڈال دیا۔

اب وہ مکمل طور پر عمران کے روپ میں آچکا تھا صرف جسم پر چوکیدار کی وردی موجود تھی اور وہ اس سے بھی فوری نجات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ لیکن اس سے نجات حاصل کرنے کیلئے اسے دوسرے کپڑوں کی ضرورت تھی اور اس وقت اس کے پاس کپڑے نہیں تھے۔

چنانچہ وہ خاموشی سے ٹوائلٹ سے باہر آگیا۔ ٹوائلٹ ہال کے سرے پر ایک راہداری میں بنا ہوا تھا اور اس راہداری سے راستہ کچن کی طرف جاتا تھا۔ بیرے وہیں پھرتے ہوئے ہال میں آجا رہے تھے۔ عمران ہال کی طرف بڑھنے کی بجائے کچن کی طرف بڑھ گیا۔

اور پھر جب وہ کچن کے قریب پہنچا تو اس نے ایک بیرے کو تیزی سے کچن سے ٹرے اٹھائے باہر نکلتے دیکھا اس نے ایک لمحے میں اندازہ لگالیا۔ اس بیرے کی وردی اس کے جسم پر کس حد تک ٹھیک بیٹھے گی۔ چنانچہ جیسے ہی وہ بیرا اس کے قریب پہنچا اس نے اسے روک لیا۔

"فرمائیے ـــــ" بیرے نے بڑے مودبانہ انداز میں سوال کیا۔

"یہاں قریب کوئی علیحدہ جگہ ہے۔ میں تم سے چند سوالات کرنے چاہتا ہوں اور ان چند سوالوں کے بدلے میں تمہیں دس ڈالر دوں گا۔"

عمران نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"دس ڈالر ـــــ" بیرے کی آنکھوں میں چمک آگئی۔ چند سوالوں کے جواب دینے کے لئے اتنی بڑی رقم کا سنتے ہی جلدی میں آجانا لازمی امر تھا

"جی ہاں ادھر تشریف لائیے ـــــ" بیرا تیزی سے واپس مڑا اور پھر

کچن کے دروازے کے سامنے سے ہوتا ہوا وہ قریب ہی ایک دروازے کے سامنے رک گیا۔ جس پر سٹور کی تختی لگی ہوئی تھی ——

ہیرے نے جیب سے ایک چابی نکال کر دروازہ کا لاک کھولا اور پھر وہ دونوں اندر داخل ہو گئے۔

"یہ جگہ محفوظ ہے۔ فرمائیے ——"

ہیرے نے دروازہ بند کر کے لاک کرنے کے بعد سوال کیا

"میرے خیال میں صرف ایک ہی سوال کافی ہے ——" عمران نے کہا۔ "کان ادھر لاؤ ——"

اور ہیرے نے کان اس کے منہ کے ساتھ لگا دیا۔ دوسرے ہی لمحے عمران کے ہاتھ اس کی گردن پر جم گئے۔ ہیرے کی آنکھیں حیرت سے پھٹی کی پھٹی رہ گئیں وہ تو شاید سوال سننے کے انتظار میں تھا۔ عمران نے اس کا گلا دبانے کے بعد ایک مخصوص انداز میں اپنے ہاتھوں کو جھٹکا دیا۔ اور ہیرا چند ہی لمحوں میں بے ہوش ہو کر اس کے ہاتھوں میں جھول گیا۔

عمران نے اسے نیچے لٹایا اور پھر اس کی وردی اتارنے لگا۔ پھر اپنے کپڑے اتار کر اس نے سٹور میں پڑے ایک خالی ڈرم کے اندر پھینک دیئے۔ اور ہیرے کی وردی پہننے لگا۔ اس کے پاس وقت کم تھا اس لئے اس نے اپنی وردی اسے پہنانے کی تکلیف ہی گوارہ نہ کی۔

ہیرے کی وردی پہن کر اس نے ہیرے کو گھسیٹ کر ایک کونے میں پڑی ردی کی بوریوں کے پیچھے ڈال دیا اب ہیرا صرف اسی وقت باہر نکل سکتا تھا جب

اسے ہوش آ جاتا ورنہ سٹور میں داخل ہونے والے کو وہ نظر نہیں آ سکتا تھا۔ جیب سے چابی نکال کر وہ دروازے کی طرف بڑھا اور دوسرے ہی لمحے وہ کمرے سے باہر تھا۔

دروازہ لاک کرنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا ہال کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ راستے میں اسے دو تین بیرے ملے مگر وہ جلدی میں تھے اس لئے انہوں نے اس کی طرف توجہ نہ دی۔

ہال میں پہنچنے کے بعد وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا سیڑھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد وہ پہلی منزل پر پہنچا تھا۔ کہ اس نے ایک نوجوان کو ایک کمرے سے باہر نکلتے دیکھا اور عمران کی مشکل حل ہو گئی۔ نوجوان تقریباً اس کی قد و قامت کا تھا۔ کمرے سے نکل کر وہ تیزی سے لفٹ کی طرف بڑھ گیا اور جب لفٹ نیچے جانے لگی تو عمران اس کے کمرے کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

گو کمرہ لاک تھا مگر عمران کے لئے اسے کھولنا کونسا مشکل تھا ایک لمحہ کی کوشش کے بعد وہ کمرے کے اندر داخل ہو چکا تھا کمرے کا دروازہ بند کر کے وہ تیزی سے کمرے میں موجود وارڈروب کی طرف بڑھ گیا جب اس نے وارڈروب کے پٹ کھولے تو اس کے چہرے پر مسکراہٹ آ گئی —— وارڈروب میں تقریباً دس بہترین سوٹ موجود تھے۔ عمران نے ایک سوٹ منتخب کیا اور پھر ہیرے کی وردی اتار کر اس نے وہ سوٹ پہننا شروع کر دیا۔ سوٹ اس کے جسم پر بالکل فٹ آیا۔ عمران نے ہیرے کی وردی اسی

وارڈروب کے نچلے خانے میں پھینکی اور شو اسٹینڈ میں رکھے ہوئے مختلف جوڑوں میں سے ایک کریپ سول بوٹ منتخب کر کے پہننے لگا۔ بوٹ پہن کر اس نے ایک نظر اپنے آپ کو آئینے میں دیکھا اور پھر دروازہ کی طرف بڑھ گیا۔

دروازہ کھول کر اس نے باہر جھانکا اور راہداری میں کسی کو نہ پا کر وہ باہر نکل آیا دوسرے ہی لمحے وہ لفٹ کی طرف بڑھ رہا تھا اس نے گراؤنڈ فلور کا بٹن دبایا اور چند لمحوں بعد وہ ہال میں تھا۔ اور پھر وقت ضائع کئے بغیر وہ سیدھا بیرونی گیٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

چند لمحوں بعد وہ دوبارہ سڑک پر آ چکا تھا — اس نے ایک لمحہ کیلئے سامنے والی کوٹھی پر نظر ڈالی اور پھر سڑک پار کر کے وہ تیزی سے اس کوٹھی کی ملحقہ گلی کی طرف بڑھنے لگا۔

گلی سے گزر کر وہ اس عظیم الشان کوٹھی کی پشت پر آ گیا پشت پر ایک فراخ گلی تھی اور شام کے اس گہرے اندھیرے میں وہ گلی نیم تاریکی میں لپٹی ہوئی تھی۔

وہ کوٹھی کی اونچی عقبی دیوار کو دیکھتا ہوا آگے بڑھتا چلا گیا دیوار کے عین درمیان میں پہنچ کر وہ رک گیا اس نے چند لمحوں کیلئے ادھر ادھر دیکھا اور پھر قریب کوئی درخت نہ پا کر دوبارہ دیوار کو دیکھنے لگا۔

"اب دیوار پھلانگے بغیر کوئی کام نہیں بنتا —"

عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ لیکن دیوار کافی سے زیادہ اونچی تھی اور گلی اتنی چوڑی بھی نہیں تھی۔ کہ وہ دور سے بھاگتا ہوا آ کر اپنی جمپ کا

مظاہرہ کر سکے اس ادھیڑ بن میں وہ چند قدم اور آگے بڑھ گیا — اچانک بجلی کے کھمبے پر لگا ہوا بلب جگمگا اٹھا اور گلی کا اندھیرا کم از کم اس جگہ سے دور ہو گیا۔

شاید اسٹریٹ لائٹ کا ٹائم ہو گیا تھا اور عمران اس بلب کے عین نیچے تھا لیکن چونکہ گلی سنسان تھی اس لئے وہ بےفکری سے آگے بڑھنے لگا مگر اب بھی اس کی نظریں بار بار دیوار کی طرف اٹھ رہی تھیں شاید اس کی ریڈی میڈ کھوپڑی دیوار کراس کرنے کا کوئی طریقہ سوچ رہی تھی۔

"فضول ہے عمران صاحب دیوار بہت اونچی ہے۔ پھلانگی نہیں جا سکتی میں دو تین مرتبہ کوشش کر کے ناکام ہو چکا ہوں —"

اچانک اس سے چند قدم کے فاصلے پر موجود گندگی کے ایک بڑے ڈرم کے پیچھے سے کیپٹن شکیل کی آواز سنائی دی۔

عمران پھرتی سے مڑا مگر وہ کیپٹن شکیل کی آواز پہچان چکا تھا اور اب تو کیپٹن شکیل بھی ڈرم کے پیچھے سے اٹھ کر سامنے آ گیا تھا۔

"کیپٹن شکیل جس دن عقل تقسیم ہو رہی تھی۔ تو شاید تم چھٹی پر تھے" عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"معاف کرنا عمران صاحب عقل کوئی سیڑھی نہیں ہے۔ جس پر قدم رکھ کر میں یہ دیوار کراس کر لیتا۔ آخر آپ بھی تو اتنی دیر سے سوچ ہی رہے ہیں —"

جواب میں کیپٹن شکیل نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں تو یہی سوچ رہا تھا کہ کیپٹن شکیل اس دن چھٹی پر تھا یا نہیں ـــــ ویسے تمہارا کیا خیال ہے اگر یہی گندگی کا ڈرم اٹھا کر دیوار کے ساتھ رکھ دیا جائے تو....

عمران آگے کچھ کہنا چاہتا ہی تھا کہ کیپٹن شکیل بول پڑا۔

"بس بس آگے کچھ مت کہیئے اب مجھے احساس ہو گیا ہے کہ واقعی اس دن میں چھٹی پر تھا۔ غضب خدا کا گھنٹہ بھر سوچ سوچ کر پاگل ہو رہا ہوں مگر اس بات پر دھیان ہی نہیں گیا ـــــ"

کیپٹن شکیل نے کھلے دل سے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"ویسے تمہیں ایک راز کی بات بتاؤں میں بھی اس دن چھٹی پر چلا گیا تھا۔ مگر میری خوش قسمتی کہ جلد ہی واپس آگیا۔ مجھے بھی اس وقت یہ ترکیب سوجھی تھی جب تم اس ڈرم کے پیچھے سے باہر نکلے تھے ـــــ" عمران نے بڑے رازدارانہ انداز میں کہا۔

اور کیپٹن شکیل بے اختیار ہنس پڑا۔

"کیپٹن پارٹی کے ممبر کیسے ان کے ہتھے چڑھے ـــــ"

اچانک عمران نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

اور کیپٹن شکیل نے تمام واقعہ تبلانے کے بعد کہا۔

"میں ان کا پیچھا کرتے ہوئے یہاں تک آیا اور پھر جب ویگنیں اندر چلی گئیں تو میں یہاں آگیا تاکہ پشتی دیوار کراس کر کے اندر جا سکوں مگر ناکام رہا۔ اور پھر آپ گلی میں داخل ہوتے ہوتے نظر آگئے۔ چونکہ اندھیرے میں پہچان نہیں سکا اس لئے ڈرم کے پیچھے چھپ گیا جب اچانک لائٹ

جلنے سے آپ کی شکل نظر آئی تو مجھے اطمینان ہوا اور میں باہر آگیا۔

"کوئی بات نہیں۔ اب آخری مرحلہ آ ہی گیا ہے۔ اور اچھا ہے۔ کہ یہ ممبران خود بخود ہی اندر پہنچ گئے ہیں ورنہ سب کو خفیہ طریقے سے اندر لے جانا بھی ایک مرحلہ بن جاتا ـــــ"

عمران نے جواب دیا۔

"میں ڈرم اٹھا لاؤں خالی پڑا ہے ـــــ" کیپٹن شکیل نے چند لمحوں کی خاموشی کے بعد کہا۔

"نہیں اب ڈرم کی ضرورت نہیں ـــــ تم میرے کندھوں پر چڑھ کر دیوار پر چڑھ جاؤ پھر مجھے اوپر کھینچ لینا ـــــ"

عمران نے کہا۔ اور کیپٹن شکیل نے سر ہلا دیا۔

عمران چند لمحوں تک سوچتا رہا پھر اس نے گلی میں پڑا ہوا ایک پتھر اٹھا کر اس بلب کو مار دیا ـــــ ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور گلی میں دوبارہ اندھیرا چھا گیا۔

"آؤ اب میرے کندھوں پر چڑھ جاؤ مگر خیال رکھنا میرے کاندھوں پر بیٹھے ہوئے فرشتوں کو نہ کچل دینا ـــــ"

عمران نے دیوار کے قریب ہوتے ہوئے کہا۔

"نیکی کے فرشتے کو تو شاید کچھ نہیں کہوں گا۔ مگر بدی کے فرشتے کو شاید کچل ہی دوں ـــــ"

کیپٹن شکیل نے مذاق کرتے ہوئے کہا۔

بدی کا فرشتہ تم سے پہلا بھیجا جائے گا۔۔۔ فارغ بیٹھ بیٹھ کر وہ بہت موٹا ہو گیا ہے۔ بس تم نیکی کے فرشتہ کا خیال رکھنا۔۔۔ میری نیکیاں لکھتے لکھتے اس کی بینائی ختم ہو چکی ہے۔ کمر جھک گئی ہے۔ ہاتھوں پیروں میں دم نہیں رہا۔۔۔" عمران نے کہا۔

اور کیپٹن شکیل مسکراتے ہوئے اچک کر عمران کے کندھوں پر چڑھ گیا پھر جب وہ آہستہ آہستہ کھڑا ہوا تو اس کے ہاتھ دیوار کی بلندی سے چند انچ نیچے رہے۔

دوسرے لمحے وہ اچکا اور اس کے ہاتھ منڈیر پر جم گئے اور پھر وہ اپنے بازوؤں کے زور سے اوپر اٹھتا چلا گیا۔ جلد ہی وہ دیوار کے اوپر لیٹ چکا تھا۔

اس نے اپنا ہاتھ نیچے کیا۔ اور عمران نے ایک جمپ لگا کر اس کے ہاتھ کو گرفت میں لے لیا۔ کیپٹن شکیل نے دوسرا ہاتھ دیوار کی دوسری طرف لٹکایا اور پھر عمران کو پوری قوت سے اوپر اٹھانے لگا۔ پھر جیسے ہی عمران کے ہاتھ منڈیر کے قریب پہنچے اس نے دوسرے ہاتھ سے اچھل کر منڈیر پکڑی اور کسی لنگور کی طرح دوسرے لمحے وہ بھی دیوار پر پہنچ گیا تھا۔ چند لمحوں تک وہ دونوں دیوار پر لیٹے آہٹ لیتے رہے۔ مگر اندر مکمل سکوت طاری تھا۔۔۔

چنانچہ پہلے عمران اندر کودا اور پھر کیپٹن شکیل نے اس کی پیروی کی۔ وہ چند لمحے تک دیوار کی جڑ کے ساتھ چپکے رہے مگر جب ان کے

کودنے سے پیدا ہونے والے دھماکوں کا بھی کوئی ردعمل سامنے نہ آیا تو وہ دونوں اٹھ کر تیزی سے کوٹھی کی عمارت کی طرف بڑھنے لگے۔

عمران کو معلوم تھا کہ گیٹ پر چوکیدار موجود ہے۔ اس لئے وہ گھوم کر پورچ کی طرف نہیں جانا چاہتا تھا۔ گو کوٹھی پر چھائی ہوئی خاموشی اسے کچھ پراسرار سی محسوس ہو رہی تھی مگر عمران بھلا ایسی باتوں کو کب خاطر میں لاتا تھا۔ چنانچہ اس نے سر جھٹک کر اس خیال کو ذہن سے نکال دیا مگر اب مسئلہ یہ تھا عمارت کی عقبی طرف نہ ہی کوئی کھڑکی تھی۔ اور نہ ہی کوئی پائپ اوپر جا رہی تھی۔

چنانچہ کوٹھی کے اندر جانے کیلئے سامنے کی طرف جانا ہی پڑتا تھا عمران نے کیپٹن شکیل کو وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

وہ عمارت کی سائیڈ میں سے ہوتا ہوا جب پورچ کے قریب آیا تو اس نے ایک لمحہ کیلئے ادھر ادھر کا جائزہ لیا۔ مگر پورچ میں بھی خاموشی طاری تھی پورچ میں ابھی تک وہ دونوں گاڑیاں موجود تھیں اور گیٹ کے اندرونی جانب روشنی ہو رہی تھی۔ روشنی سے صاف ظاہر تھا۔ کہ چوکیدار وہاں موجود تھا۔

عمران نے پیچھے مڑ کر کیپٹن شکیل کو آنے کا اشارہ کیا اور خود تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا برآمدے میں داخل ہو گیا چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل بھی وہاں پہنچ گیا۔۔۔

اب وہ دونوں برآمدے میں کھڑے تھے ——— چاروں طرف گہری خاموشی طاری تھی ایسا محسوس ہوتا تھا جیسے وہاں کوئی ذی روح موجود نہ ہو۔

"میرا خیال ہے یہ عمارت خالی ہے ———"

کیپٹن شکیل نے سرگوشی کے انداز میں کہا۔

"ہاں سوچ تو میں بھی رہا ہوں۔ مگر ابھی تھوڑی دیر پہلے جب میں اس عمارت سے نکلا تھا تو یہاں چپے چپے پر آدمی بکھرے ہوئے تھے اتنی جلدی وہ سب کہاں چلے گئے۔"

"دونوں دیگنیں اب تک پورچ میں موجود ہیں ——— جن میں ہمارے ساتھی یہاں لائے گئے ہیں ———"

کیپٹن شکیل نے بھی کہا۔

"اچھا چلو دیکھتے ہیں۔ تمہارے پاس ریوالور موجود ہے"

عمران نے کہا

"ہاں ——— " کیپٹن شکیل نے جیب سے ریوالور نکالتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے ——— سنبھال کر رکھنا کہیں غلطی سے تم ٹریگر دبا دو اور گولی میری پشت میں روشن دان بنا دے مجھے ان کھلونوں سے بڑا ڈر لگتا ہے ———"

عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل اتنی خطرناک سچویشن میں بھی عمران کے اس مذاق پر مسکرا پڑا۔

عمران نے دروازے کو ہلکا سا دھکا دیا ——— دروازہ کھلتا چلا گیا

عمران اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل اندر داخل ہوئے۔

یہ کمرہ خالی تھا۔

خالی صرف اس معنوں میں کہ وہاں کوئی آدمی نہیں تھا ورنہ کمرہ ویسے ہی سجا سجایا تھا جیسے عمران اسے چھوڑ کر گیا تھا۔

اور پھر وہ چند لمحوں بعد تمام کوٹھی میں گھوم لئے کہیں بھی کوئی انسان انہیں نظر نہ آیا۔

واقعی کوٹھی خالی کی جا چکی تھی۔

مگر اتنی جلدی وہ کہاں غائب ہو گئے۔ جب میں یہاں سے گیا ہوں تو پورچ میں کوئی گاڑی نہیں تھی یہ دونوں ویگنیں اندر داخل ہوئی تھیں اگر آدمیوں کو ایک دم یہاں سے لے جاتے تو ویگنیں کیوں چھوڑ جاتے۔

"میرے خیال میں اس کے نیچے تہہ خانے ہوں گے ———"

کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تہہ خانے تو ہیں ——— مگر انہوں نے اس کا سسٹم جام کر دیا ہے میں نے پچھلے کمرے میں کوشش بھی کی تھی ———"

عمران نے جواب دیا۔

"کیوں نہ چوکیدار کو پکڑ کر اس سے پوچھا جائے ———"

کیپٹن شکیل نے رائے پیش کی۔

"فضول ہے۔ چوکیدار کا کام صرف باہر کی نگرانی کرنی ہے۔ وہ شاید عمارت کے اندر بھی کبھی داخل نہیں ہوا ہو گا۔ اگر وہ اہم آدمی ہوتا

"تو وہ لوگ اسے یوں دروازے پر کھڑا نہ چھوڑ جاتے ——"

عمران نے جواب دیا۔

اب وہ درمیانی ہال میں کھڑے تھے۔ جو ان کا سٹنگ روم تھا اور جہاں عمران اپنی زندگی کی سب سے زیادہ خطرناک سچویشن سے دوچار ہوا تھا۔

کیپٹن شکیل ہاتھ میں پنسل ٹارچ پکڑے ہال کی دیواروں کو چیک کر رہا تھا۔ کہ اچانک عمران کے ذہن میں ایک جھماکا سا ہوا۔ اسے یاد آ گیا کہ اس کنوئیں کا راستہ اس ہال میں سے ہی ہے۔ جہاں وہ قید رہا تھا اور نکلتے وقت وہ دو آدمیوں کو وہیں بند کر آیا تھا۔ یہ لوگ جس طرح سے غائب ہوئے تھے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا تھا۔ کہ انہوں نے یہاں سے جانے کا فوری اور اچانک فیصلہ کیا ہو گا۔ اس لئے ہو سکتا ہے کہ ان دو آدمیوں کو وہاں سے نکالنے کا ذہن میں خیال ہی نہ رہا ہو

اور دوسری بات یہ کہ عمران کو یقین تھا کہ وہ لوگ کوٹھی سے باہر نہیں گئے۔ یا تو وہ اسی کوٹھی کے نیچے کسی تہہ خانے میں ہیں یا کسی اور جگہ جانے کے لئے اس کوٹھی سے ہی کوئی خفیہ راستہ جاتا ہو گا۔

کوٹھی کے نیچے ان کی موجودگی کو اس نے اس لئے مسترد کر دیا تھا کہ کوٹھی کو فوری طور پر خالی کر کے نچلے تہہ خانوں میں چھپ ہونے کا مقصد صرف یہ ہو سکتا ہے۔ کہ انہیں کسی حملے کا فوری خطرہ ہو۔

ظاہر ہے اگر ایسا ہوتا تو ان کے پاس ایسا انتظام ضرور ہو گا۔ کہ وہ

نیچے بیٹھ کر کوٹھی کو چیک کر سکیں اور اب جبکہ وہ [illegible] کافی دیر سے [illegible] رہے ہیں ان پر ضرور حملہ کیا جاتا۔ مگر اب تک چونکہ کوئی حملہ نہیں ہوا تھا اس سے صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ لوگ کہیں جا چکے ہیں —— اور اس کے انہوں نے کسی خفیہ راستے کا استعمال کیا ہو گا۔

عمران وہ خفیہ راستہ معلوم کرنا چاہتا تھا اس لئے اس نے سوچا کہ اگر وہ دونوں آدمی کنوئیں میں موجود ہوں —— تو وہ یقیناً اس راستے کو جانتے ہوں گے۔

"کیپٹن شکیل —— ٹارچ ادھر لے آؤ ——"

عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو دیواروں پر ٹارچ کی روشنی ڈال کر انہیں بغور دیکھتا پھر رہا تھا۔

شاید وہ کسی خفیہ بٹن کی تلاش کر رہا تھا۔

کیپٹن شکیل ٹارچ لئے عمران کے پاس پہنچ گیا۔ عمران نے اس کے ہاتھ سے ٹارچ لی اور پھر میز کے اس کنارے کی طرف بڑھ گیا۔ جدھر سٹور گرل بیٹھی ہوئی تھی ——

اس نے وہاں فرش کا بغور جائزہ لیا اور پھر اسے ایک جگہ ٹائل تھوڑی سی ابھری ہوئی محسوس ہوئی۔ اس نے کیپٹن شکیل کو جو اس کے قریب کھڑا تھا کافی دور جانے کا اشارہ کیا اسے خطرہ تھا کہ کہیں کیپٹن شکیل اچانک پیدا ہونے والے خلاء کے ذریعے کنوئیں میں نہ گر جائے۔

کیپٹن شکیل کے پلٹتے ہی اس نے زور سے ابھری ہوئی جگہ پر پیر

مارا اور دوسرے لمحے ایک ہلکے سے کھٹکے سے وہیں قریب ایک خلا پیدا ہو گیا۔
کیپٹن شکیل حیرت سے یہ سب اسرار دیکھ رہا تھا۔

عمران نے ٹارچ کا رخ کنوئیں کی اندرونی سمت کیا اور دوسرے لمحے وہاں فرش پر پڑے ہوئے دونوں آدمی صاف نظر آ گئے۔ وہ دونوں اب تک بیہوش پڑے تھے۔ شاید عمران نے کافی قوت استعمال کر دی تھی ـــــ بہرحال ان کو وہاں موجود دیکھ کر عمران کے لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی۔

کیپٹن شکیل بھی حیرت سے ان دونوں آدمیوں کو دیکھ رہا تھا جن میں سے ایک وردی میں اور دوسرا سوٹ میں ملبوس تھا۔

" یہ کون ہیں ـــــ "

کیپٹن شکیل نے حیرت سے پوچھا

" چاہ بابل میں اسیر ہاروت ماروت ـــــ "

عمران نے مسکراتے ہوئے بڑی سنجیدگی سے کہا۔

ایک لمحے کیلئے تو کیپٹن شکیل حیرت سے عمران کو دیکھنے لگا۔ مگر دوسرے لمحے وہ مسکرا پڑا۔

عمران نے واقعی بڑی صحیح تشبیہہ دی تھی۔ جس طرح یہ پراسرار کنواں سامنے آیا تھا۔ واقعی وہ جادو کا کنواں لگ رہا تھا۔

" عمران کے بوٹ ابھی تک دیوار کے ساتھ فٹ تھے۔

" یہ واقعی چاہ بابل ہے۔ وہ دیکھو دیوار کے ساتھ میرے دونوں بوٹ کیسے چپکے ہوئے ہیں اور نیچے ہاروت صاحب میرا سوٹ زیب تن کئے

لیٹے ہوئے ہیں ـــــ " عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا

اور کیپٹن شکیل واقعی حیرت زدہ رہ گیا کیونکہ وہ عمران کے مخصوص بوٹ پہچان گیا تھا اور پھر وہ سوٹ بھی اسے یاد تھا کیونکہ عمران نے پہلے والے میک اپ میں وہ سوٹ پہنا ہوا تھا چونکہ بعد کے واقعات اس کے علم میں نہیں تھے اس لئے اس کی حیرت بجا تھی مگر دوسرے لمحے وہ سمجھ گیا کہ مسئلہ کیا ہوا ہو گا۔

" تو آپ اس کنوئیں میں قید رہے تھے ـ " کیپٹن شکیل نے طویل سانس لیتے ہوئے کہا

" ہاں میں نے بھی اس کی سیر کی ہے " عمران نے جواب دیا

" اب کیا پروگرام ہے ـــــ " کیپٹن شکیل نے جواب دیا

" یہیں صدیوں سے یہاں قید بیچارے ہاروت ماروت کو نجات دلانی ہے ورنہ حاتم طائی کا آخری سوال پورا نہ ہو گا۔ اور بے چاری حسن بانو پیاسی رہ جائے گی ـــــ " عمران نے جواب دیا

کیپٹن شکیل عمران کے فقرے کو نظر انداز کر کے یہ سوچنے لگا۔ کہ ان دونوں کو باہر کیسے نکالا جائے گا۔ کیونکہ کنوئیں کی گہرائی خاصی تھی اور اندر جانے یا باہر نکلنے کا کوئی راستہ نظر نہیں آ رہا تھا۔

" تم یہ ٹارچ پکڑو ـ میں نیچے جاتا ہوں ـــــ " عمران نے کہا کیپٹن شکیل نے خاموشی سے ٹارچ پکڑ لی مگر اب تک وہ یہی سوچ رہا تھا کہ عمران نیچے کیسے جائے گا۔

عمران سیدھا ہوا اور دوسرے ہی لمحے وہ کنوئیں کی منڈیر پکڑ کر نیچے لٹک گیا اس کے دونوں پیر نیچے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے بوٹوں پر جم گئے اس نے پیر کو زور سے جھٹکا دیا اور دوسرے لمحے وہ بوٹ دیوار سے علیحدہ ہو کر ایک دھماکے سے نیچے جا گرا۔

"کیپٹن میرا ہاتھ پکڑ کر نیچے جھک جاؤ" ـــــ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے ٹارچ فرش پر رکھی اور وہیں لیٹ کر عمران کا ہاتھ پکڑ لیا اور پھر کیپٹن شکیل کا آدھا دھڑ کنوئیں میں لٹک گیا۔ وہ بڑی مشکل سے عمران کا وزن سنبھالے ہوئے تھا۔ اسے یہ بھی خطرہ تھا کہ کہیں وہ الٹ کر کنوئیں میں نہ جا گرے اب عمران کے دونوں پیر بڑی آسانی سے نچلے بورڈ تک پہنچ چکے تھے اور پھر اس نے دوسرے بورڈ کو بھی پہلے بورڈ کی طرح زور دار جھٹکا دے کر نیچے گرا دیا۔

"میرا ہاتھ چھوڑ دو" ـــــ عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا۔

کیپٹن شکیل ایک لمحہ کیلئے جھجکا کیونکہ کنوئیں کی گہرائی خاصی زیادہ تھی اور اس کا فرش پکا تھا مگر دوسرے لمحے اسے خیال آیا کہ نیچے گرنے والا عمران ہے اور عمران کی حیرت انگیز صلاحیتوں کا وہ پوری طرح قائل تھا اس لئے اس نے فوراً اس کا ہاتھ چھوڑ دیا اور عمران تیر کی طرح کنوئیں کے فرش کی طرف گرتا گیا۔

کیپٹن شکیل جو متشویش نظروں سے اسے نیچے جاتا دیکھ رہا تھا اچانک مسکرا دیا کیونکہ راستے ہی میں عمران نے اپنے جسم کو اس پوزیشن میں کر لیا تھا کہ گرنے میں اسے چوٹ آنے کا قطعی اندیشہ نہیں تھا۔ یہ پیرا ٹروپنگ میں بلندی سے کودنے کا خاص انداز تھا اور چونکہ کیپٹن شکیل فوج میں رہ چکا تھا۔ اس لئے وہ اس انداز کو بخوبی طرح جانتا تھا۔

چند لمحوں بعد ایک ہلکا سا دھماکہ ہوا اور عمران پنجوں کے بل نیچے گرتے ہی ایک دفعہ پھر اچھلا اور دوسرے لمحے وہ اطمینان سے فرش پر کھڑا تھا جیسے اس نے اس بلندی سے چھلانگ نہ لگائی ہو بلکہ سیڑھیوں کے ذریعہ نیچے اترا ہو۔

عمران نے جھک کر ایک آدمی کی نبض دیکھی اس کی طرف سے اطمینان کرنے کے

بعد دوسرے کی طرف بڑھا جس کے سر پر اس نے اسٹین گن کے دستے کا وار کیا تھا اس کی نبض دیکھتے ہی وہ چونک پڑا کیونکہ اس کی نبض ساکت تھی شائد ضرب ضرورت سے زیادہ قوت سے پڑی تھی۔ جس سے اس کی بیہوشی مستقل ہو گئی تھی۔ اس نے جھک کر اس کی بیلٹ کھول لی۔ اور پھر اس نے پہلے والے بیہوش شخص کو اٹھا کر اپنی کمر پر لادا اور بیلٹ کسنے لگا۔ بیلٹ کافی بڑی تھی کیونکہ سپاہی کی توند کافی بڑھی ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی کیونکہ اب بیلٹ دونوں جسموں کے گرد لپٹی ہوئی تھی اس لئے قدرے تنگ تھی عمران نے اسے خوب کھینچ کر کسا اور پھر اس کا بکل کسی نہ کسی طرح دوسری سائیڈ کے نچلے سوراخ میں پھنسا ہی دیا۔ اب وہ بیہوش آدمی اس بیلٹ کے ذریعہ اس کی کمر سے بندھ چکا تھا۔ اور اس کے دونوں ہاتھ آزاد تھے۔

عمران نے فرش پر پڑے ہوئے اپنے دونوں بورڈ اٹھائے اور پھر بورڈ کی چھری اس نے پہلے سے بنے ہوئے دیوار کے سوراخ میں پوری قوت سے گھسیڑ دی اس سے [illegible] کے بعد اس نے دوسرے بورڈ کے ساتھ بھی وہی حرکت کی کیونکہ سوراخ پہلے سے موجود تھے اس لئے اسے زیادہ محنت نہ کرنی پڑی تھی البتہ وزن اس بار کافی [illegible] کی وجہ سے اوپر چڑھنے میں اسے کافی دقت کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا بہرحال کسی نہ کسی [illegible] وہ اس جگہ تک پہنچ ہی گیا جہاں تک وہ پچھلی بار پہنچ کر نیچے کودا تھا۔

کیپٹن شکیل اس دوران میں اوپر پڑی ہوئی سیڑھی کو گھسیٹ کر خلا کے نزدیک لا چکا تھا۔ اس نے اپنی دونوں ٹانگیں میز کے پائے کے گرد مضبوطی سے لپیٹیں اور ا[illegible] آدھے سے بھی زیادہ کنوئیں میں لٹک چکا تھا

وہ عمران کی ذہانت اور محنت پر دل ہی دل میں عش عش کر رہا تھا کیونکہ عمران

اس آدمی کو اوپر لانے کی جو ترکیب سوچی تھی اگر وہ اسے اوپر لا رہا تھا۔ صرف اسی کا کام تھا ورنہ کوئی اور شخص کبھی بھی اس کی ہمت نہ کر سکتا کیونکہ ایک جگہ بوٹ کی چھری مارنے کے بعد پچھلی چھری کو نکالنا اور پھر اسے اوپر لگا کر پہلی چھری کو نکالنا اور اس دوران اپنا توازن برقرار رکھنا سوائے عمران کے کسی اور کے بس کی بات قطعی ناممکن تھا۔

بہر حال جب عمران کافی اوپر آگیا تو کیپٹن شکیل جتنا ممکن ہو سکتا تھا نیچے جھکا دوسرے لمحے اس نے عمران کا اٹھا ہوا ہاتھ مضبوطی سے پکڑ لیا۔ لیکن اب وزن کافی بڑھ چکا تھا کیپٹن شکیل نے گو پوری کوشش کی مگر شاید وہ کچھ زیادہ ہی تھک گیا تھا اس لئے اس نے جیسے ہی اوپر کھینچنے کیلئے زور لگایا اسے محسوس ہوا کہ منڈیر کے پلٹنے کے گرد جمے ہوئے اس کے پاؤں اپنی جگہ سے سرکتے جا رہے ہیں اور یہ انتہائی خطرناک بات تھی ایک بار بھی اس کے پیر جگہ چھوڑ دیتے تو وہ خود عمران سمیت سر کے بل کنوئیں کے فرش پر جا گرتا لیکن اب وہ عمران کا ہاتھ پکڑ چکا تھا اور عمران چونکہ اس کے سہارے پر لٹک گیا تھا اس لئے وہ اسے چھوڑ بھی نہیں سکتا تھا۔ مگر دوسرے ہی لمحے اس کے چہرے پر پسینہ آ گیا۔ کیونکہ اس کے پیر واقعی اپنی جگہ چھوڑتے جا رہے تھے۔ اس نے انہیں جمانے کی کوشش کی مگر جیسے ہی وہ کوشش کرتا وزن کی وجہ سے وہ زیادہ کھسکنا شروع کر دیتے تھے۔

"عمران صاحب میرے پیر۔۔۔" کیپٹن شکیل نے گھٹے گھٹے لہجے میں کہا۔

"معاف کرنا اب کچھ نہیں ہو سکتا تمہارے پیر پکڑنے سے تو رہا اس حد تک گر کر ...انی مانگنا تو میرے بس سے بالا ہے۔۔۔" عمران اس حالت میں بھی مذاق کرنے سے باز نہ رہا۔

کیپٹن شکیل کا چہرہ لمحہ بہ لمحہ سرخ ہوتا جا رہا تھا۔ زور لگانے کی وجہ سے اس کے جسم کا تمام خون اس کے چہرے پر سمٹتا چلا آ رہا تھا۔ عمران ایک لمحے میں تمام پوزیشن سمجھ گیا۔ دوسرے لمحے اس نے ایک بوٹ پر ہاتھ مار کر اسے دیوار سے نکالا اور پھر بجلی کی سی تیزی سے اسے اوپر دیوار میں پوری قوت سے مار دیا۔ فولادی چھری دیوار میں گھستی چلی گئی۔ اور عمران نے اپنا زور اس بوٹ پر ڈال دیا۔ وزن کا دباؤ کم ہوتے ہی کیپٹن شکیل نے اطمینان کا سانس لیا اور ایک بار پھر پیر مضبوطی سے جما لئے واقعی عمران نے بر وقت کام دکھایا تھا۔ ورنہ ایک لمحہ بھی اور گزر جاتا۔ تو وہ یقیناً اسے لئے کنوئیں کی تہہ میں ہوتا اب چونکہ عمران پہلے سے زیادہ اونچائی پر آ گیا تھا اس لئے کیپٹن شکیل نے بڑی آسانی سے اسے اوپر گھسیٹ لیا۔

عمران کو کال کے فرش پر ڈال کر کیپٹن شکیل اٹھ کھڑا ہوا اس کا چہرہ ابھی تک سرخ ہو رہا تھا۔ عمران نے لیٹے لیٹے ہی بیلٹ کھولی۔ اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور اپنے اس کٹھن مقصد میں کامیاب ہو چکا تھا۔

عمران نے ایک لمحہ کا بھی وقت ضائع کئے بغیر جھک کر اس آدمی کی ناک پکڑی اور پھر پوری قوت سے اس کے چہرے پر تھپڑ جڑ دیا۔ اور پھر وہ اس وقت تک مسلسل تھپڑ مارتا چلا گیا۔ جب تک وہ آدمی تڑپ نہ گیا اب وہ ہوش میں آنے لگا تھا۔ اور عمران کے پاس کسی کو فوری طور پر ہوش میں لانے کا یہی نسخہ تھا جس سے وہ عموماً کام لیتا تھا۔

چند لمحوں تک کسمسانے کے بعد اس نوجوان نے آنکھیں کھول دیں ایک لمحہ کے لئے تو وہ خالی الذہنی کی کیفیت میں انہیں دیکھتا رہا۔ مگر جب اس کا شعور پوری طرح

جاگ گیا تو وہ یکدم اٹھ کر بیٹھ گیا۔

اب وہ حیرت سے ہال کو دیکھ رہا تھا ـــــ

"تت ـــــ تم کون ہو ـــــ" اس نے ہکلاتے ہوئے سوال کیا کیونکہ عمران اور کیپٹن شکیل منکر نکیر کی طرح اس کے سر پر کھڑے ہوئے تھے۔

"تم پوری طرح ہوش میں آ گئے ہو ـــــ" عمران نے انتہائی سنجیدگی سے سوال کیا اب وہ مزید وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا تھا۔ کیونکہ اسے کنوئیں سے نکالنے میں کافی سے زیادہ وقت ضائع ہو چکا تھا۔

جواب میں وہ نوجوان تیزی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ابھی تک اس کی آنکھوں میں وحشت تھی۔

"سنو نوجوان ـــــ میں نے تمہیں اس کنوئیں سے باہر نکالا ہے اور اس کے لئے مجھے جتنی محنت کرنی پڑی ہے وہ میں ہی جانتا ہوں اب تم شرافت سے میرے سوالوں کا جواب دو تو ٹھیک ہے ورنہ میں تمہیں اٹھا کر دوبارہ نیچے پھینک دوں گا۔ اور پھر تمہیں نکالنے کوئی نہیں آئے گا" عمران نے بڑے کرخت لہجے میں کہا۔

اس نے ایک بار اس کنوئیں کی طرف نظر ڈالی پھر اس کی گہرائی دیکھ کر وہ بری طرح کانپ گیا۔

"مم ـــــ مگر تم کون ہو اور یہ لوگ کہاں ہیں ـــــ" اس نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے پوچھا

"سب لوگ تمہیں اس کنوئیں میں قید چھوڑ کر یہاں سے جا چکے ہیں اگر میں تمہیں وہاں سے نہ نکالتا تو تم ہوش میں آنے کے باوجود وہیں بھوک پیاس کی وجہ سے دم توڑ دیتے اور تمہاری چیخیں سننے والا کوئی نہ ہوتا ـــــ" عمران نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے

بڑے نرم لہجے میں کہا۔

"مم ـ مگر وہ کہاں چلے گئے ہیں ـــــ" اس نے گھبرا کر پوچھا

"سنو ـــــ وہ سب اس کوٹھی سے باہر نہیں گئے اور اس کوٹھی میں بھی نہیں ہیں اب تم بتلاؤ کہ وہ کہاں گئے ہیں ـــــ" عمران نے سوال کیا

نوجوان چند لمحے خاموش رہا شاید وہ اپنے اعصاب کو قابو میں کر رہا تھا اور اب جب بولا تو اس کے لہجے میں اعتماد تھا شاید وہ اب پوری طرح اپنے آپ پر قابو پا چکا تھا۔ وہ بولا۔

"بھلا مجھے کیا پتہ ہو سکتا ہے۔ میں تو تمہارے قول کے مطابق موت کے کنوئیں میں قید تھا ـــــ" نوجوان نے جواب دیا۔

"ٹھیک ہے جب تمہیں معلوم نہیں ہے تو میں نے خواہ مخواہ محنت کی تم واپس کنوئیں میں جاؤ اور وہاں جا کر سکون کی نیند سو جاؤ ـــــ"

عمران نے سخت لہجے میں کہا اور پھر دوسرے لمحے جھپٹ کر اس نے اس کی کمر دونوں ہاتھوں سے پکڑ لی اور وہ پھر اچھا خاصا تندرست نوجوان کسی کھلونے کی طرح اس کے ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا۔ عمران نے ہاتھ بڑھا کر اسے خلا کے عین اوپر کیا نیچے کنوئیں کو دیکھ کر نوجوان چیخ پڑا۔

"مجھے مت پھینکو ـــــ مجھے مت پھینکو ـــــ میں بتلاتا ہوں ـــــ"

اور عمران نے اسے فرش پر دوبارہ کھڑا کر دیا۔

"جلدی سے بتلاؤ ورنہ اس بار میں لحاظ نہیں کروں گا ـــــ" عمران نے اتنے سخت لہجے میں کہا کہ نوجوان کانپ اٹھا۔ وہ چند لمحوں تک بغور عمران کو دیکھتا رہا جیسے کسی

فیصلے پر پہنچ رہا ہو۔

"اگر وہ کوٹھی سے باہر نہیں نکلے اور موجود بھی نہیں ہیں تو پھر وہ سب یقیناً اب پوائنٹ تھری گئے ہوں گے۔" آخر کار نوجوان بول پڑا۔

"پوائنٹ تھری ——— وہ کہاں ہے۔" عمران نے سوال کیا۔ اس بار لہجہ نرم تھا۔

"وہ مجھے مار ڈالیں گے۔" نوجوان ایک بار پھر خوفزدہ ہو گیا۔

"میں تمہیں اس کوٹھی سے باہر جانے کا موقعہ دے دوں گا۔ تم گھبراؤ نہیں اس طرح تم بچ بھی سکتے ہو اور اگر تم نہیں بتلاؤ گے تو پھر اس کوٹھی میں آنے والی موت سے تمہیں کوئی نہیں بچا سکتا ———" عمران کا لہجہ ایک بار پھر سخت ہو گیا

"پوائنٹ تھری ہمارا اسٹور ہے۔ اور اس کا راستہ اسی بلڈنگ کے نیچے ہے پوائنٹ تھری اس عمارت کے ساتھ ایک سرنگ کے ذریعہ ملا ہوا ہے ———" نوجوان نے جواب دیا۔

"وہ سرنگ کہاں ہے ہمیں بتلاؤ ———" عمران نے کہا

"تم ——— مگر تم کون ہو تم اس سرنگ کو عبور نہیں کر سکتے وہاں قدم قدم پر موت ہے۔" نوجوان نے خوفزدہ لہجے میں کہا۔

"اس کی فکر نہ کرو تم ہمیں وہ سرنگ دکھلاؤ باقی ہم خود ملک الموت کے نمائندے ہیں ہمیں موت سے کیا کہنا ہے۔" عمران نے کہا --

"میرے ساتھ آؤ ———" نوجوان نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جو ہاتھ میں ریوالور پکڑے خاموش کھڑا تھا آگے بڑھ کر اس کی کمر کے ساتھ ریوالور کی نال لگا دی تاکہ وہ بھاگ نہ سکے اور پھر اس کے پیچھے چلتے ہوئے مختلف کمروں سے گزر کر ایک کھلے

کمرے میں آ گئے جو سامان سے قطعی خالی تھا۔

نوجوان نے پہلے کمرے کی دائیں دیوار پر ہاتھ پھیرا اور پھر اس نے بائیں طرف دیوار پر اسی طرح ہاتھ پھیرا اور پھر وہ دروازے کے قریب آ گیا اس نے چوکھٹ پر اپنی انگلی دو دفعہ بجائی اسی لمحے ایک ہلکی سی گڑگڑاہٹ ہوئی اور کمرے کا فرش اپنی جگہ سے ہٹتا چلا گیا ——— واقعی ایک تاریک سرنگ دور تک جاتی ہوئی نظر آ رہی تھی۔

"یہ سرنگ طویل ہے۔ جہاں یہ ختم ہوتی ہے وہاں پوائنٹ تھری ہے ———" نوجوان نے عمران کو بتلایا۔

"تمہارا کیا خیال ہے یہ سرنگ کتنی طویل ہے ———" عمران نے پوچھا

"کم از کم تین چار میل تو ہو گی ———" نوجوان نے جواب دیا

"تمہارے کہنے کے مطابق جب پوائنٹ تھری اسٹور ہے تو ظاہر ہے یہاں سے وہاں لے جانے کے لئے کوئی گاڑی تو استعمال کی جاتی ہو گی ———"

"یہاں ایک ٹرک گاڑی ہے۔ مگر وہ کسی کمرے میں کھڑی ہوتی ہے۔ اب جبکہ وہ یہاں نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ وہ پوائنٹ تھری پر ہو گا ———" نوجوان نے جواب دیا

"ہونہہ ٹھیک ہے ———" عمران نے کچھ سوچتے ہوئے کہا "اب تم جا سکتے ہو"

نوجوان نے ایک لمحے کے لئے متشکرانہ نظروں سے اسے دیکھا اور پھر واپسی کے لئے مڑا۔ عمران نے کیپٹن شکیل کے ہاتھ سے ریوالور لیا اور پھر ایک قدم بڑھا کر جاتے ہوئے نوجوان کی کمر سے لگا دیا۔ اس سے پہلے کہ نوجوان چونک کر مڑتا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا۔ نال چونکہ جسم کے ساتھ چپکی ہوئی تھی اس لئے دھماکہ نہیں ہوا اور وہ

نوجوان جھٹکا کھا کر نیچے فرش پر جا گرا۔ چند لمحوں تک تڑپنے کے بعد وہ ساکت ہو گیا

"میں مجبور تھا دوست ورنہ تم باہر جا کر یقیناً کوئی حرکت کرتے ——" عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ اور پھر مڑ کر ریوالور کیپٹن شکیل کے ہاتھ میں دے دیا

"چلو کیپٹن ——" عمران نے سرنگ میں قدم رکھا۔ کیپٹن شکیل بھی اس کے ساتھ ہو لیا جب وہ چند قدم آگے بڑھ گئے تو عمران نے ٹارچ کی روشنی سرنگ کی دیوار پر ڈالی اسے ایک ہک دیوار میں لگا ہوا نظر آیا۔ عمران نے ایک ہک کو دبایا ایک گڑگڑاہٹ سے سرنگ کا دہانہ بند ہو گیا۔ پھر وہ دونوں تیزی سے سرنگ میں بڑھنے لگے۔ ٹارچ کی روشنی ان کی رہنمائی کر رہی تھی۔

سرنگ خاصی چوڑی تھی اور اسے دیکھ کر اندازہ ہوتا تھا کہ اسے خاصا اور مہارت سے بنایا گیا ہے۔

کافی دور تک چلنے کے بعد جب وہ ایک موڑ مڑے ہی تھے کہ اچانک ان کے پیروں کے نیچے سے زمین نکلتی چلی گئی۔ اور وہ دونوں سر کے بل جا گرے۔ یہ ایک گہری کھائی سی تھی۔ اچانک نیچے گرنے سے انہیں خاصی چو آئی تھیں ان کے نیچے گرتے ہی کھائی کا دہانہ بند ہو گیا۔ اور وہ اس گہرا میں قید ہو کر رہ گئے۔ عمران نے ٹارچ سے کھائی کا جائزہ لیا۔ مگر باہر جا کوئی راستہ نہیں تھا۔

ابھی چند لمحے ہی گزرے تھے کہ کھائی میں دودھیا رنگ کی گیس بھرنی شر ہو گئی۔ وہ کھائی کی دیواروں سے نکل رہی تھی۔ عمران ایک لمحے میں سمجھ گیا انتہائی زہریلی گیس ہے۔ اگر چند لمحے بھی وہ اس گیس میں سانس لیتے تو

ن کی موت یقینی ہے۔

"سانس روک لو کیپٹن یہ انتہائی زہریلی گیس ہے۔" عمران نے کیپٹن سے کہا ور پھر نیچے فرش پر لیٹ گیا اس نے سانس روک لی۔ کیپٹن شکیل نے بھی اس کی روی کی۔ مگر وہ دونوں سوچ رہے تھے کہ وہ کب تک سانس روک سکتے ہیں گر کھائی اس زہریلی گیس سے لمحہ بہ لمحہ بھرتی چلی جا رہی تھی۔ اور دور دور تک ئی ایسا امکان نہیں تھا کہ کوئی انہیں موت سے نجات دلاتا۔ وہ اب گھنٹوں تو سانس نہیں روک سکتے تھے۔ اور جس مقدار میں گیس اس کھائی میں بھر چکی تھی اس سے صاف ظاہر تھا کہ اب اگر انہوں نے ایک بھی سانس لیا تو وہ دوسرا سانس بھی نہ لے سکیں گے۔

وہ دونوں حتی الوسع سانس روکے پڑے رہے مگر کب تک ...... نوجوان نے صحیح کہا تھا کہ یہاں قدم قدم پر موت ہے۔ اور وہ پہلے ہی قدم پر موت کا شکار ہو گئے تھے۔

جب تمام پٹیاں اتر گئیں تو کرنل فریدی نے دیکھا کہ تقریباً تمام جسم پر آبلے پڑ گئے تھے جو بعد میں پھٹ گئے تھے۔ ڈاکٹر نے اس پر دوا کی مالش کر دی تھی جس سے گو ان پر انگوری تو آ گئی تھی مگر تکلیف کافی سے زیادہ تھی۔ کرنل فریدی نے جسم پر لگی ہوئی دوا پر انگلی کا سرا لگایا اور پھر اسے ناک سے سونگھنے لگا۔

چند لمحوں تک تو وہ خاموش بیٹھا رہا پھر اس نے کیپٹن حمید سے مخاطب ہو کر کہا۔ جو قریب ہی کھڑا تھا۔

"کیپٹن ڈبل زیرو کو بلاؤ ——"

کیپٹن حمید تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا چند لمحوں کے بعد وہ ڈبل زیرو کو لئے ہوئے اندر داخل ہوا

"ڈبل زیرو —— یہ ڈاکٹر جس نے میرے زخموں پر دوا لگائی ہے کون ہے" کرنل فریدی نے سنجیدگی سے پوچھا

"ابھی ڈاکٹر زیڈ گستاپ دارالحکومت کا مشہور ترین ڈاکٹر ہے —" ڈبل زیرو نے کچھ نہ سمجھتے ہوئے جواب دیا۔

"احمق ترین ڈاکٹر ہے۔ اس کو اتنی بھی سمجھ نہیں کہ آگ سے جلے ہوئے زخموں پر جو دوا لگائی جاتی ہے وہ گرم پانی سے پڑے ہوئے آبلوں پر نہیں لگائی جاتی اور اس احمق نے آگ سے جلنے پر لگائی جانے والی دوا میرے جسم پر لگا دی ہے اسی لئے تو میں سوچ رہا تھا کہ بارہ گھنٹے گزرنے کے باوجود اب تک اتنی زیادہ تکلیف ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔

"کیا اسے دوبارہ طلب کیا جائے ——" ڈبل زیرو نے شرمندگی سے بھرپور لہجے میں پوچھا

"ایک کاغذ دے دو ——" کرنل فریدی نے کہا۔ ڈبل زیرو نے جیب سے ڈائری نکال کر کرنل فریدی کے آگے کر دی۔ ڈائری کے ساتھ بال پوائنٹ پنسل بھی موجود تھی کرنل فریدی نے ڈائری کھولی اور پھر ایک سادہ صفحہ پر ایک دوا کا نام لکھنا شروع کر دیا۔

"یہ دوا فوراً منگواؤ ——" کرنل فریدی نے ڈائری واپس کرتے ہوئے کہا

"جی بہتر ——" ڈبل زیرو نے کہا۔ اور تیزی سے کمرے سے باہر نکل گیا

"آپ ڈاکٹر کب سے بن گئے ہیں ——" کیپٹن حمید نے حیرت سے بھرپور لہجے میں سوال کیا کیونکہ یہ کرنل فریدی کی شخصیت کا نیا پہلو تھا کہ وہ باقاعدہ تشخیص کر کے دوا منگوا رہا تھا۔ اور دارالحکومت کے قابل ترین ڈاکٹر جس مرض کو نہیں سمجھا تھا اسے کرنل فریدی نہ صرف بخوبی سمجھتا تھا بلکہ صرف سونگھنے سے دوا کا نام بھی اسے معلوم ہو گیا تھا۔

"جب سے تم مریض ہوئے ہو۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

"میں تو صرف مریضِ عشق ہوں جس کے متعلق ایک شاعر کہہ گیا ہے، مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی ـــــ" کیپٹن حمید نے سینہ تانتے ہوئے کہا۔

"دوسرا مصرعہ بھی تو پڑھو ـــــ مریضِ عشق پر لعنت خدا کی" کرنل فریدی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"دیکھئے صاحب یہ بات غلط ہے آپ رحمت کی بجائے لعنت کا لفظ لگا کر نہ صرف دنیا کے کروڑوں مریضانِ عشق کی توہین کر رہے ہیں بلکہ اس مرحوم شاعر کی روح کو بھی تڑپا رہے ہیں ـــــ" کیپٹن حمید نے مصنوعی غصے سے کہا

اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا ڈبل زیرو دوبارہ کمرے میں داخل ہوا اس کے ہاتھ میں دوا کا لفافہ پکڑا ہوا تھا۔

کرنل فریدی نے دوا کے کر اسے ڈبہ سے نکالا اور پھر اس کا ڈھکن کھول دیا یہ سبز رنگ کی مرہم نما دوا تھی۔

"حمید یہ دوا میرے تمام زخمی جسم پر مل دو ـــــ" کرنل فریدی نے لیٹتے ہوئے اس سے کہا۔

کیپٹن حمید نے میز پر پڑی ہوئی روئی اٹھا کر پہلے تو بڑے احتیاط سے پہلی لگی ہوئی دوا کرنل فریدی کی ٹانگوں سے علیحدہ کی اور پھر نئی دوا لگانی شروع کر دی جیسے جیسے وہ دوا لگتی جا رہی تھی کرنل فریدی کو یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے تمام تکلیف دور ہوتی جا رہی ہو۔ جب تمام زخموں پر دوا لگ گئی تو کرنل فریدی نے نئی پٹیاں منگوا کر ان پر باندھیں اور پھر بستر سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا واقعی اب سوائے

معمولی سی تکلیف کے باقی سب کچھ ٹھیک تھا۔

"اس دوسرے آدمی کے زخموں پر بھی یہ دوا لگا دو ـــــ" کرنل فریدی نے کہا اور پھر خود ہی چل کر ڈرائینگ روم کی طرف بڑھ گیا گو وہ ابھی تیز نہیں چل سکتا تھا مگر پھر بھی وہ بڑے آرام سے چلتا ہوا ڈرائینگ روم میں داخل ہو گیا تھا ڈبل زیرو اور کیپٹن حمید بڑی حیرت سے اسے جاتا ہوا دیکھ رہے تھے۔ دوا واقعی اکسیر تھی جس کے لگتے ہی کرنل فریدی اٹھ کر چل دیا تھا۔

تھوڑی دیر بعد ایک کار کوٹھی سے باہر نکلی تو اسے ڈبل زیرو ڈرائیو کر رہا تھا کرنل فریدی اس کے ساتھ اور کیپٹن حمید پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

کار مختلف سڑکوں پر دوڑتی ہوئی جلد ہی برکلے روڈ پہنچ گئی اور پھر وہ مادام سلوانا کی کوٹھی کے سامنے سے گزرتی چلی گئی۔ کوٹھی کے گیٹ پر چوکیدار موجود تھا اگلے چوراہے پر جا کر ڈبل زیرو نے کار روک دی۔ کرنل فریدی نے ڈیش بورڈ کے خانے سے چھوٹا سا رسیور اٹھایا اور پھر ایک بٹن دبا دیا۔

"ہارڈ سٹون سپیکنگ اوور ـــــ" کرنل فریدی نے سخت لہجے میں کہا

"یس سر زیرو تھری سپیکنگ اوور ـــــ" دوسری طرف سے زیرو تھری کی آواز سنائی دی۔

"زیرو تھری کیا پوزیشن ہے۔ اوور ـــــ" کرنل فریدی نے سوال کیا

"سر ہم کوٹھی کی نگرانی کر رہے ہیں مگر سر کوٹھی میں کوئی نقل و حرکت نہیں ہے۔ صرف باہر موجود دربان سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوٹھی آباد ہے۔ ورنہ تو ایسا محسوس ہوتا ہے جیسے کوٹھی کافی عرصہ سے خالی پڑی ہو۔ اوور ـــــ"

زیرو تھرٹی نے رپورٹ دی

"کوئی بات نہیں۔ تم سب ہوشیار رہو میں کوٹھی کے اندر داخل ہوں گا اپنے ٹرانسمیٹر آن رکھنا کسی بھی وقت میں تمہیں کال کر سکتا ہوں اوور ——"

کرنل فریدی نے انہیں ہدایات جاری کیں۔

"ہم تیار ہیں سر اوور ——" زیرو تھرٹی نے جواب دیا

"اوور اینڈ آل ——" کرنل فریدی نے کہا اور سوئچ آف کر کے ریسیور دوبارہ ڈیش بورڈ میں رکھ دیا۔

"تم دونوں میرے ساتھ اندر چلو گے ——" کرنل فریدی نے کیپٹن حمید اور ڈبل زیرو سے مخاطب ہو کر کہا

"نہیں —— میں تو اندر نہیں جاتا۔ میرا تو اس ملک میں ضمانت دینے والا بھی کوئی نہیں ہے جو مجھے باہر لا سکے ——" حمید نے بڑے مودبانہ لہجے میں کہا۔

مگر کرنل فریدی سنی ان سنی کر کے کار سے نیچے اتر آیا۔ ڈبل زیرو پہلے ہی نیچے اتر چکا تھا۔ چنانچہ بادلناخواستہ کیپٹن حمید کو بھی نیچے آنا پڑا۔

کار لاک کرنے کے بعد وہ تینوں خاموشی سے اس کوٹھی کی طرف بڑھنے لگے اور پھر ایک چکر کاٹ کر وہ تینوں کوٹھی کی پشت کی طرف آ گئے پشتی دیوار کا وہ خلا جو حمید نے بم مار کر بنایا تھا اب پُر کیا جا چکا تھا

"میرا خیال ہے ایک بار پھر گٹر کے ذریعہ اندر داخل ہونا چاہیئے ——" حمید نے ازراہ طنز کرنل فریدی سے کہا۔

"ٹھیک ہے کیپٹن واقعی تم بے حد ذہین ہو — ہمیں اب دوبارہ گٹر کے ذریعہ

اندر داخل ہونا چاہیئے کیونکہ اب دشمن گٹر کی طرف سے بے فکر ہو گا۔ کیونکہ وہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ ایک بار گٹر میں موت اور زندگی کی جنگ کرنے کے بعد ہم گٹر میں دوبارہ داخل ہونے کا تصور بھی کر سکتے ہیں۔" کرنل فریدی نے بڑی تحسین آمیز نظروں سے کیپٹن حمید کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

کیپٹن حمید کٹ کر رہ گیا اس نے تو اپنی طرف سے مذاق کیا تھا مگر کرنل فریدی سنجیدہ ہو گیا تھا اور اس نے جس انداز میں اس کی تعریف کی تھی اس کے بعد اب انکار کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا۔ چنانچہ وہ خاموش رہ گیا۔ کرنل فریدی نے ڈبل زیرو کو ڈھکن ہٹانے کیلئے کہا۔ اور ڈبل زیرو نے ڈھکن ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا اور پھر وہ تینوں باری باری گٹر میں اترتے چلے گئے سب سے آخر میں ڈبل زیرو نیچے اترا تھا اور اس نے ڈھکن اٹھا کر دوبارہ برابر کر دیا۔ کرنل فریدی نے ہاتھ میں ٹارچ لے لی تھی اور پھر وہ تینوں ہاتھوں میں ریوالور لئے تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔

کیپٹن حمید بڑے خوفزدہ انداز میں اس گٹر کو دیکھ رہا تھا جو کسی بھی وقت ان کے لئے چوہے دان ثابت ہو سکتا تھا چلتے چلتے کرنل فریدی اس جگہ پہنچ گیا جہاں اسکی ٹائیگر سے لڑائی ہوئی تھی یہاں سے گٹر موڑ کاٹتا تھا اور پھر موڑ مڑتے ہی انہیں گٹر کا دہانہ نظر آ گیا وہ تینوں سیڑھیاں چڑھتے گئے کرنل فریدی نے بڑے احتیاط سے گٹر کے ڈھکن کو ہاتھ لگایا مگر وہاں بجلی کا نشان نہیں تھا اس نے ڈھکن اٹھا کر ایک طرف کر دیا اور پھر سر آہستہ سے باہر نکالا اب وہ عمارت کے دائیں جانب پورچ کے قریب پہنچ چکے تھے پوری کوٹھی سنسان پڑی ہوئی تھی چنانچہ کرنل فریدی اچک کر باہر آ گیا اور پھر اس کے پیچھے کیپٹن حمید اور ڈبل زیرو بھی باہر آ چکے تھے۔ ڈبل زیرو نے باہر نکل کر ڈھکن دوبارہ دہانے پر رکھ دیا

گھٹنوں کے بل جھکے ہوئے وہ تینوں آہستہ آہستہ پورچ کی طرف بڑھتے چلے گئے

پورتن بھی ویران پڑا تھا۔

"معلوم ہوتا ہے کوٹھی خالی ہے۔" ڈبل زیرو نے دبے لہجے میں کرنل فریدی سے کہا

"ہاں معلوم تو ایسا ہی ہوتا ہے۔" کرنل فریدی نے بھی الجھے ہوئے لہجے میں جواب دیا
کرنل فریدی کے دوبارہ حملے کے پیش نظر یہ ممکن تھا کہ وہ یہ کوٹھی خالی کر دیتے۔ اور چونکہ اب تک
کوئی مزاحمت نہیں کی گئی تھی اس لئے اس پہلو پر سوچا جا سکتا تھا۔

بہرحال وہ آگے بڑھتے پورتن میں موجود کمرے کا دروازہ ہاتھ لگاتے ہی کھل گیا
پھر کرنل فریدی اندر داخل ہو گیا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں اس وقت کوئی آدمی
بھی موجود نہیں تھا اس طرح وہ مختلف کمروں میں گھومتے رہے تمام کمرے بہترین اور
ترین انداز سے سجے ہوئے تھے ان کمروں کو دیکھ کر واقعی محسوس ہوتا تھا کہ یہ کوٹھی اب
کی ہے۔ مگر اس وقت وہاں کوئی آدمی بھی موجود نہیں تھا۔

"کوٹھی واقعی خالی ہے۔" کرنل فریدی نے کہا۔ اور کیپٹن حمید نے اطمینان کی طویل سانس
مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک اور دروازے پر پہنچ گئے۔ کرنل فریدی نے ہینڈل
تو دروازہ کھلتا چلا گیا اندر بھاری پردے موجود تھے کرنل فریدی اندر داخل ہوا اس کے
وہ دونوں بھی اندر داخل ہو گئے۔ کرنل فریدی کی چھٹی حس یکدم بیدار ہو گئی اسے ایسا
ہوا جیسے خطرہ کہیں آس پاس ہی موجود ہو مگر کمرے میں مکمل سکوت اور گھپ اندھیرا چھایا ہوا
کرنل فریدی نے ٹارچ کا بٹن دبایا ہی تھا۔ کہ اچانک ایک کھٹ کی آواز سے پورا کمرہ
ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے تو ان کی آنکھیں بے نور ہو کر رہ گئیں مگر دوسرے لمحے وہ دیکھ
کمرے میں اس وقت تین کے قریب سٹین گن بردار موجود تھے جو دیواروں کے ساتھ
تھے۔ اور درمیان میں ایک ادھیڑ عمر شخص بڑے اطمینان سے ایک کرسی پر بیٹھا

جیسے ہی کمرہ روشن ہوا ایک کھٹکا ہوا اور ان ستونوں کے پیچھے موجود دروازہ آٹومیٹک طریقے
سے بند ہو گیا۔

"کرنل فریدی اپنے ریوالور پھینک کر ہاتھ اٹھا دو ورنہ ....." کرسی پر بیٹھے ہوئے
شخص نے بڑے اطمینان اور سکون سے بات کی۔ کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کمرے کا جائزہ لیا
اور پھر ریوالور پھینک دیا۔ اس کی دیکھا دیکھی کیپٹن حمید اور ڈبل زیرو نے بھی ریوالور پھینک دیئے کرسی
نشین نے اشارہ کیا اور مسلح افراد میں سے ایک نے وہ ریوالور اٹھا لئے۔

"آپ زخمی ہیں اس لئے قریب پڑی کرسی پر تشریف رکھیں۔" وہی ادھیڑ عمر دوبارہ بولا اور
اس وقت اس کا لہجہ بے حد مؤدبانہ اور مہذب تھا۔ مگر کرنل فریدی ایسے مجرموں کی نفسیات سے
اچھی طرح آگاہ تھا کہ یہ لوگ دشمنوں سے انتہائی مؤدبانہ اور مہذبانہ برتاؤ کرتے ہیں اور جب
ان کا دشمن مطمئن ہو جاتا ہے تو اچانک گولی مار دیتے ہیں اس کے باوجود کرنل فریدی قریب
پڑی کرسی پر بیٹھ گیا۔ کیپٹن حمید اور ڈبل زیرو اپنی جگہ پر کھڑے رہے۔

"میرا نام ہیرشولڈ ہے۔ اور میں سلور گرل تنظیم کا جنرل سیکرٹری ہوں مجھے آپ کی آمد کی اطلاع
مل گئی تھی اور میں کافی دیر سے آپ کا منتظر تھا جب آپ پہلی بار کوٹھی میں داخل ہوئے ہیں تو
یہاں سکرین پر آپ کی حرکات چیک کر رہا ہوں مجھے افسوس ہے کہ آپ پچھلی بار گرم گڑھے سے بچ
نکلے مگر آپ یقین رکھیں کہ اس بار آپ ہمارے ہاتھوں سے نہیں بچ سکیں گے" ہیرشولڈ نے
بڑے مہذبانہ لہجے میں باقاعدہ گفتگو کا آغاز کیا۔

"مجھے افسوس ہے مسٹر ہیرشولڈ کہ آپ کو میرے انتظار میں تکلیف اٹھانی پڑی دراصل
میں تو بہت پہلے آجاتا۔ مگر ڈاکٹر نے مجھے بارہ گھنٹے مسلسل سلائے رکھا جیسے ہی میں جاگا۔ سب سے
پہلے میں نے ادھر کا رخ کیا بہرحال آپ نے جس شدت سے میرا انتظار کیا ہے۔ میں اس کے

لئے بے حد مشکور ہوں۔ مگر مسٹر ہیر شولڈ اگر آپ کا خیال ہے کہ آپ کے یہ مسلح افراد میرا کچھ بگاڑ سکیں گے۔ تو یہ آپ کی نادانی ہے۔ کیونکہ آپ کی سکرین نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ ان سے زیادہ مسلح افراد میرے قریب موجود ہیں" کرنل فریدی نے بھی انتہائی جذبات لہجے میں جواب دیا۔

"ہماری سکرین ہمیں دھوکہ نہیں دے سکتی تمہاری موت تمہیں یہاں کھینچ کر لائی ہے" کرنل فریدی نے بھی چونکہ جواب میں دہی رویہ اختیار کیا تھا جو ہیر شولڈ کی نفسیات کے عین مطابق تھا اس لئے ہیر شولڈ قدرے بے چین ہو گیا اور اب جو کچھ اس نے کہا اس میں اس کے گرد موجود مصنوعی خول قدرے ٹوٹ ہی گیا۔

"تمہیں غلط فہمی ہے ہیر شولڈ کرنل فریدی کو مارنے والی گولی ابھی کسی کارخانے نے نہیں بنائی ـــــ" کرنل فریدی نے بڑے اطمینان سے جواب دیا اور حسب توقع کرنل فریدی کے جوابی اطمینان پر ہیر شولڈ یکدم بھڑک اٹھا۔

"ان کو گولی مار دو ـــــ" اس نے کرسی سے اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

مگر اس سے پہلے کہ سٹین گن بردار ان پر گولیاں چلاتے کرنل فریدی کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے اٹھا اور دوسرے لمحے اس کے ہاتھ سے کانچ کی گولی نما کوئی چیز نکل کر فرش پر گری فرش پر گرتے ہی ایک کان پھاڑ دھماکہ ہوا اسی اثناء میں کرنل فریدی ڈبل زیرو اور کیپٹن حمید تیزی سے فرش پر لیٹ چکے تھے دھماکے کے ساتھ ہی سٹین گنیں بھی چلیں مگر گولیاں ان کے سروں پر سے گزر گئیں اور پھر دھماکے کے ساتھ ہی کمرہ تیز چیخوں سے گونج اٹھا کمرے میں دھواں ہی دھواں بھر گیا تھا یہ دھواں اتنا گہرا تھا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہیں سجھائی دیتا تھا کرنل فریدی تیزی سے کھسکتا ہوا پہلے سے سوچے ہوئے ایک خالی کونے کی طرف بڑھ گیا دھواں لمحہ بہ لمحہ بڑھتا جا رہا تھا۔ کمرے میں گولیاں ایک دو بار بھی مزید مگر چیخیں تقریباً آنے کی بناء پر بند کر گئیں

کرنل فریدی نے واچ ٹرانسمیٹر آن کیا اور چابلا کے ذریعہ ٹیلی گرافک طریقہ سے زیرو تھری کو کوٹھی کے اندر اس کمرے میں پہنچنے کا حکم دے دیا جب دھواں کافی سے زیادہ بھر گیا اور مسلح افراد مسلسل کھانسنے لگے تو اچانک ایک کھٹکا ہوا اور کمرے کا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا شاید ہیر شولڈ نے دھواں نکالنے کیلئے یہ دروازہ کھولا تھا۔ دروازہ کھلتے ہی حسب توقع دھواں تیزی سے باہر نکلنے لگا تھا مگر اب کمرے میں کافی سے زیادہ دھواں تھا کرنل فریدی ایک کونے میں خاموش سا لیٹا ہوا دروازے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ واچ ٹرانسمیٹر آن تھا اور ٹیلیگرافک طریقے سے کرنل فریدی اور زیرو تھری کی گفتگو جاری تھی۔ کرنل فریدی چابلا کے بٹن کو بار بار دبا کر اسے پیغامات دے رہا تھا۔ شاید وہ اس کمرے کا راستہ بتلا رہا تھا تقریباً پانچ منٹ بعد اچانک چند لوگ اندر داخل ہوئے اور پھر انہوں نے فائرنگ کھول دی کمرہ ایک بار پھر چیخوں سے گونج اٹھا دوسری طرف سے بھی فائرنگ ہوئی مگر جلد ہی اس کا گلا دبا دیا گیا اور پھر کمرے میں خاموشی چھا گئی۔ تقریباً پانچ منٹ کی خاموشی کے بعد دھواں کم ہو گیا کہ کمرے میں موجود افراد کچھ کچھ نظر آنے لگ گئے۔ کرنل فریدی اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ کمرے میں موجود مسلح سپاہیوں میں سے تقریباً تمام افراد فرش پر پڑے ہوئے تھے ان میں سے زیادہ تر ایسے تھے جن کے جسموں کے ٹکڑے نقشہ میں اڑ گئے تھے۔ شاید یہ تو والے بم کے اندر موجود فولادی کرچوں کا کارنامہ تھا اور باقی افراد گولیوں سے چھلنی ہو چکے تھے۔ مگر کرنل فریدی چونک پڑا کیونکہ ہیر شولڈ کی کرسی خالی تھی اور وہ کمرے میں کہیں نظر نہ آ رہا تھا۔ وہ تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا مگر اسی لمحے ایک کھٹکے سے دروازہ بند ہو گیا کرنل فریدی نے اسے کھولنے کی کافی کوشش کی مگر ناکام رہا۔ اور پھر اسی لمحے کمرے میں ہیر شولڈ کی آواز گونجنے لگی۔

"مرنے کیلئے تیار ہو جاؤ کرنل فریدی تم انتہائی خطرناک آدمی ہو میں سوچ بھی نہیں سکتا
تھا کہ تم اچانک ایسی حرکت کرو گے بہرحال اب تمہارے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔"
"تمہاری غلط فہمی ہے دوست ---" کرنل فریدی نے جواب دیا اور پھر سب کو فرش پر کونوں
میں لیٹ جانے کا اشارہ کر دیا چنانچہ کرنل فریدی اور اس کے ساتھی اور تقریباً آٹھ کے قریب
زیرو تھری کی قیادت میں آنے والے مسلح آدمی تیزی سے کونوں میں لیٹنے لگے۔ اسی لمحے کمرے کی
دیواروں سے دودھیا رنگ کی گیس تیزی سے اندر داخل ہونے لگی۔

"اپنے سانس روک لو ---" کرنل فریدی نے سب کو حکم دیتے ہوئے کہا اور خود بھی سانس
روک کر پڑا رہا۔ دودھیا رنگ کی گیس کافی سے زیادہ زہریلی تھی کیونکہ سانس روکنے کے
باوجود اس کے اثرات ذہن پر مرتب ہونے شروع ہو گئے تھے۔ اور پھر عام آدمی کب تک سانس
روک سکتا نتیجے میں چند لمحوں بعد حملہ آور ایجنٹوں نے مجبور ہو کر جب سانس لی تو وہ ذبح ہوتی
مرغی کی طرح فرش پر تڑپنے لگے۔ اور تڑپتے تڑپتے ساکت ہو گئے۔

کرنل فریدی یہ سب کچھ دیکھ رہا تھا مگر مجبور تھا کیونکہ اس وقت اگر وہ ذرا سی بھی حرکت
کرتا تو خود موت کے منہ میں چلا جاتا اور پھر باری باری تمام آدمیوں کا یہی حشر ہوا کرنل فریدی کی
نظریں اب کیپٹن حمید اور ڈبل زیرو پر جمی ہوئی تھیں کیپٹن حمید کا منہ اسی طرف تھا۔ اور وہ
فرش پر پڑا کرنل فریدی کو دیکھ رہا تھا۔ اچانک ڈبل زیرو نے ہاتھ پیر پٹکنے شروع کر دیئے
کرنل فریدی کی آنکھوں سے شعلے لپکنے لگے۔ چند لمحوں بعد ڈبل زیرو بھی ساکت ہو گیا اب کمرے
میں صرف فریدی اور حمید باقی رہ گئے تھے۔ اور کرنل فریدی کو شدید خطرہ تھا کہ کسی بھی لمحے
حمید کا یہی حشر ہو سکتا ہے۔ اچانک اس کے ذہن میں ایک ترکیب آئی اس نے آئی کوڈ
میں کیپٹن حمید کو ایک پیغام دیا اور دوسرے لمحے کیپٹن حمید نے ہاتھ پیر پٹخنے شروع

کر دیئے۔ اور پھر وہ ساکت ہو گیا اس کی آنکھیں کھلی ہوئی تھیں کرنل فریدی بغور حمید کو دیکھ رہا
تھا اور وہ اپنی تسلی کرنا چاہتا تھا کہ کیپٹن حمید نے یہ حرکت اس کے پیغام کے تحت کی تھی
یا یہ حرکات قدرتی تھیں کہ اچانک حمید نے اسے آنکھ ماری اور کرنل فریدی کے چہرے پر ہلکی
سی مسکراہٹ رینگ گئی اور پھر اچانک کرنل فریدی نے ہاتھ پیر پٹکنے شروع کر دیئے اس کا
یہ ناٹک کافی دیر تک جاری رہا۔ اور پھر اس کی حرکات میں سستی آتی چلی گئی اور آخر کار
ایک جھٹکا کھا کر وہ ساکت ہو گیا اسی لمحے کمرہ ایک زہریلے قہقہے سے گونج اٹھا یہ قہقہہ ہیرلڈ کا
تھا جو نجانے کہاں بیٹھا یہ سب حرکات دیکھ رہا تھا اور پھر کمرے میں بھری ہوئی گیس تیزی سے
کم ہونی شروع ہو گئی۔ کرنل فریدی بالکل ساکت پڑا گیس کو کم ہوتے دیکھ رہا تھا
چند لمحوں بعد گیس سے کمرہ قطعی طور پر خالی ہو گیا۔ کرنل فریدی نے ایک ہلکا سا سانس لیا اور
ایک طویل سانس بھی۔ جب محسوس کیا کہ گیس واقعی نہیں ہے۔ تو اس نے حمید کو بھی آنکھ
سے اشارہ کیا چنانچہ حمید نے ایک طویل ترین سانس لیا کیونکہ اب تک سانس روکنے کی
وجہ سے اس کا چہرہ سرخ ہو گیا تھا اور چہرے پر شدید ترین تکلیف کے تاثرات تھے
حمید اتنی دیر تک سانس روکنے میں کامیاب کیسے ہوا تھا بہرحال جیسا سانس لینے سے چہرے کا رنگ
نارمل ہونا شروع ہو گیا تھا۔ پھر ایک جھٹکے سے دروازہ کھلا اور ہیرلڈ دو آدمیوں
کے ساتھ اندر داخل ہوا اس نے ایک بھرپور ٹھوکر فریدی کے پہلو میں ماری مگر کرنل فریدی نے
کوئی حرکت بھی نہ کی۔

"ہونہہ --- بڑا بہادر بنتا تھا ---" ہیرلڈ نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ "تم ان دونوں
کو کندھے پر لادو اور فوراً پوائنٹ تھری میں پہنچا دو میں بھی وہاں پہنچ رہا ہوں
میرے لئے آج کا بہترین تحفہ ہوگا باقی لاشوں کو برقی بھٹی میں ڈال دو" ہیرلڈ نے

نے اپنے آدمیوں کو حکم دیتے ہوئے کہا اور پھر واپس مڑ گیا۔ وہ دونوں قوی ہیکل آدمیوں نے بڑی بیدردی سے حمید اور فریدی کو اٹھایا اور اپنے کاندھوں پر بوری کی طرح لاد لیا پھر وہ بھی کمرے سے باہر نکل آئے

"یہ شخص تو بہت وزنی ہے میرا تو ابھی سے دم نکلنے لگا ہے۔ ابھی تو بڑا راستہ بھی پڑا ہے۔" جس نے کرنل فریدی کو اٹھایا ہوا تھا وہ دروازہ سے نکل کر تھوڑی دور چل کر ہی بول پڑا۔

"کوئی بات نہیں کچھ دیر اور چلو پھر تو گاڑی میں رکھ ہی دیں گے۔" دوسرے نے کہا

مختلف کمروں سے گزرنے کے بعد وہ ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے جو سامان سے قطعی خالی تھا ان میں سے ایک نے دروازے کے ساتھ لگا ہوا ایک چھوٹا سا بٹن دبایا کمرے کا آدھا فرش سمٹ کر دیواروں میں گھستا چلا گیا اب وہاں ایک سرنگ صاف نظر آ رہی تھی جس کے دہانے میں ایک چھوٹی سی جیپ موجود تھی۔ ان دونوں نے آگے بڑھ کر ان دونوں کو جیپ کی پچھلی سیٹوں پر بے دردی سے پھینک دیا۔

"آرام سے بھئی ۔۔۔" آخر کیپٹن حمید سے نہ رہا گیا وہ بول ہی پڑا

"ارے ۔۔۔" وہ دونوں اچھل کر دور ہٹے اور چند لمحوں تک پریشانی اور خوف جلے تاثرات کے ساتھ وہ دونوں کو دیکھتے رہے۔ جو جیپ کی پچھلی سیٹوں پر آڑے ترچھے پڑے ہوئے تھے اور پھر ان میں سے ایک نے کرنل فریدی کی نبض دیکھی۔ فریدی اپنی سانس تو روک سکتا تھا مگر نبض روکنا اس کے بس سے باہر تھا۔ وہ سمجھ گیا کہ اب بھانڈا بیچ چوراہے پر پھوٹ ہی جائے گا۔ چنانچہ جیسے ہی اس آدمی نے کرنل فریدی کی نبض دیکھنے کے لئے اس کا ہاتھ پکڑا کرنل فریدی اچانک اٹھ کر

اور اسے اٹھتا دیکھ کر کیپٹن حمید بھلا کب پڑا رہتا چنانچہ جمپ لگا کر وہ بھی اٹھ گیا وہ دونوں آدمی اس اچانک افتاد پر جھٹکا کھا کر پیچھے ہٹے۔ ان کے شاید تصور میں بھی نہیں تھا کہ لاشیں یوں اچانک اٹھ کر بیٹھ جائیں گی۔ اسلئے وہ حیرت سے ان کھڑے دیکھتے رہے۔ اور دوسرے لمحے کرنل فریدی نے ان پر جمپ لانگ لگا دی وہ عقاب کی طرح جھپٹ کر ان دونوں پر جا پڑا اور پھر ان دونوں کی شامت آ گئی۔ کرنل فریدی نے ان دونوں کو سنبھلنے کا موقع ہی نہ دیا اس کے فولادی مکے ایک تواتر کے ساتھ ان کے جبڑے توڑ رہے تھے کرنل فریدی شاید اپنے سارے آدمیوں کا انتقام ان دونوں ہی سے لینے پر تل گیا تھا۔ اور پھر اس نے ان دونوں کے سر پکڑ کر پوری قوت سے ایکدوسرے کے ساتھ ٹکرا دیئے پہلی ٹکر ہی انہیں آسمان کے تارے نظر آ گئے مگر کرنل فریدی قوالوں کے تالی بجانے کے سے انداز میں ان کا سر اس وقت تک ٹکراتا رہا جب تک کہ وہ اس کے ہاتھوں پر جھول نہیں گئے۔ ان دونوں کے سروں سے خون بہنے لگا تھا اور پھر کرنل فریدی نے انہیں زمین پر پھینک دیا وہ دونوں مردہ چھپکلیوں کی طرح زمین پر چت پڑے ہوئے تھے۔

کرنل فریدی ایک لمحے تک غور سے ان کی طرف دیکھتا رہا اور جب اسے ان دونوں کی موت کا یقین ہو گیا تو وہ اچھل کر جیپ کے اسٹیرنگ پر بیٹھ گیا اس کا چہرہ جوش اور غصہ سے سرخ ہو رہا تھا اس نے چابی گھمائی اور پھر جیسے ہی جیپ کا انجن جاگا اس نے جیپ آگے بڑھا دی۔ سرنگ خاصی چوڑی تھی اور جیپ بڑی آسانی سے آگے بڑھتی چلی جا رہی تھی

"میں ان میں سے ایک ایک کا قیمہ کر دوں گا۔ انہوں نے میرے آدمی ہلاک کر کے اپنی موت کو آواز دی ہے۔" کرنل فریدی نے غصہ سے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

آواز کا لفظ سن کر کیپٹن حمید نے جواب

«آواز دو کہاں ہے دنیا میری جواں ہے»

جو کہ خاموش بیٹھا تھا گانا شروع کر دیا۔

کرنل فریدی نے پھنکارتے ہوئے کہا۔ اس کے لہجے میں اتنی کرختگی

«شٹ اپ ـــــ۔»

تھی کہ کیپٹن حمید کے سارے جسم میں سنسنی سی دوڑ گئی اس سے پہلے اس نے کرنل فریدی کو

اتنے غصہ میں کبھی نہیں دیکھا تھا۔

سرنگ خاصی طویل ثابت ہوئی۔ جیپ خاصی تیز رفتاری سے دوڑ رہی تھی اور

کرنل فریدی جیپ کی ہیڈ لائیٹس میں سرنگ کا بغور معائنہ کر رہا تھا کہ اچانک ایک تنگ

سا موڑ آ گیا اور کرنل فریدی نے پوری قوت سے بریک لگا کر موڑ کاٹنے کی کوشش

کی تھی مگر ایک تو جیپ کی رفتار کافی سے زیادہ تیز تھی اور پھر وہ موڑ اتنا اچانک اور

تنگ تھا کہ بریک لگانے کے بعد جیپ الٹ گئی۔ اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اچھل

کر دیوار کے ساتھ جا گرے۔ اور پھر اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے تین سٹین گن بردار

جو اس تنگ ترین موڑ کے فوراً سیدھ میں ایک دروازہ تھا اور تینوں

کے سروں پر کھڑے تھے

شاید اس دروازہ کے باہر کھڑے پہرہ دے رہے تھے۔

«خبردار اگر حرکت کی تو بھون ڈالوں گا۔» ان میں سے ایک نے اسٹین گن کا رخ ا

کی طرف کرتے ہوئے سخت لہجے میں کہا۔ ایک لمحہ کے لئے تو کرنل فریدی کا دل چاہا کہ

ان تینوں سے ٹکرا جائے۔ مگر وہ یہ سوچ کر رک گیا کہ اگر وہ بچ بھی گیا تو ان تین

میں سے کسی نہ کسی کی گولیاں کیپٹن حمید کو ضرور چاٹ جائیں گی۔ چنانچہ وہ خاموش

کھڑا رہا اب وہ تینوں ان کے گرد کھڑے تھے۔

«اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ اور اپنے ہاتھ اٹھا لو ـــــ۔» ان میں سے دو نے کرنل فریدی

اور کیپٹن حمید کی پشت سے اسٹین گن کی نالیں لگاتے ہوئے حکم دیا اور وہ دونوں ہاتھ

اٹھائے خاموشی سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تیسرے نے اس بڑے دروازے کے باہر لگے ہوئے

مختلف بٹنوں کی قطار میں سے ایک بڑا بٹن دبایا۔ اور پھر مودب انداز میں پیچھے

ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔

«کیا بات ہے ـــــ» دوسری طرف سے ایک بھرائی ہوئی آواز سنائی دی

«باس دو آدمی سرنگ میں جیپ چلاتے ہوئے یہاں آئے ہیں اور وہ دونوں اجنبی

ہیں ـــــ» چوکیدار نے انتہائی مودبانہ لہجے میں جواب دیا۔

«اجنبی ـــــ» دوسری طرف سے حیرت آمیز لہجے میں جواب دیا گیا اور پھر چند

لمحے خاموشی طاری رہی

«ارے یہ تو کرنل فریدی ہے مگر یہ زندہ کیسے بچ ـــــ» دوسری طرف سے اب وہ

شخص بڑبڑا رہا تھا

«سنو ـــــ یہ دونوں انتہائی خطرناک ہیں ـــــ میں دروازہ کھولتا ہوں تم تینوں

ان کو کور کرتے ہوئے اندر لے آؤ اور پھر دوسرے دروازے پر سب سپاہیوں کی نگرانی

میں دے کر واپس چلے جانا۔ ہاں اگر یہ ذرا بھی غلط حرکت کریں تو بیشک گولی

مارنے کی ہماری طرف سے کھلی اجازت ہے۔» باس نے چوکیدار کو احکامات دیتے ہوئے کہا

«گڈ ویری گڈ جناب ـــــ۔» چوکیدار نے جواب دیا

«اس کے بعد چند لمحوں بعد وہ بڑا دروازہ خود بخود کھلتا چلا گیا تا کہ اس کے کھولنے

تم لوگوں کو بند کرنے کا سسٹم اندر بیٹھے انچارج کے کنٹرول میں تھا۔

«چلو آگے بڑھو ـــــ۔» دروازہ کھلنے کے بعد اسی چوکیدار نے کہا۔ اور کرنل فریدی اور

کیپٹن حمید خاموشی سے آگے بڑھ گئے۔ کرنل فریدی کے ہونٹوں پر زہریلی مسکراہٹ تھی۔

اس دروازے کے بعد ایک چھوٹی سی راہداری تھی اور اس راہداری کا اختتام بھی ایک دروازہ پر تھا ان کے قریب پہنچتے ہی دروازہ کھلا اور پھر تقریباً دس مسلح افراد ان کے استقبال کیلئے تیار تھے ان دس مسلح افراد نے ان دونوں کا چارج سنبھال لیا اور وہ تینوں واپس مڑ گئے ——— پھر جیسے ہی کرنل فریدی اور کیپٹن حمید آگے بڑھے وہ اس زیر زمین دنیا کو دیکھ کر حیران رہ گئے کیونکہ یہاں بیشمار راہداریاں اور کمرے تھے اور بیشمار لوگ آجا رہے تھے۔ ہر شخص یوں مصروف تھا جیسے یہ مجرموں کا اڈہ نہ ہو کوئی ایکسچینج ہو۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد ان دونوں کو گہرے سرخ رنگ کے ایک دروازے کے سامنے روک دیا گیا ان میں سے ایک نے آگے بڑھ کر دروازے کے باہر لگا ہوا ایک بٹن دبایا اور پھر دروازہ کھلنے کے بعد ان دونوں کو اندر دھکیل دیا گیا ان کے اندر جاتے ہی دروازہ خود بخود بند ہو گیا

گھنٹی بجتے ہی مادام نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس مادام اسپیکنگ ———" اس نے سخت لہجے میں کہا۔

"گرومیکو اسپیکنگ مادام ——— آپ کیلئے خوشخبری ہے پاکیشیا کا مشہور جاسوس عمران اپنے ایک ساتھی کے ساتھ ہماری قید میں آچکا ہے۔"

"ویری گڈ نیوز ———" مادام یکدم چونک کر سیدھی ہو گئی اس کے چہرے پر یکدم حیرت کے آثار ابھر آئے۔

"یس مادام وہ دونوں یہیں گرانڈ ہاؤس سے پوائنٹ نمبری آنے والی سرنگ کے ہیڈ کوارٹر میں قید ہیں زہریلی گیس سے وہ دونوں بیہوش ہو گئے تھے ———"

گرومیکو نے تفصیل بتلائی۔

"اس کا مطلب ہے گرومیکو کہ وہ اپنی بدقسمتی سے اس سپاٹ میں پھنس گئے تھے ورنہ لوگوں کو ان کی آمد کا علم نہ تھا۔" مادام کے لہجے میں تلخی آگئی۔

"مادام وہ اچانک ہی اس سرنگ میں ٹپک پڑے اس سے پہلے تو ان کے متعلق کوئی

اطلاع ہمیں نہیں ملی —— گردمیکو نے معذرت آمیز لہجے میں جواب دیا

"بتمیں اطلاع نہیں تھی مگر مجھے علم تھا اس لئے میں نے فوری طور پر ہیڈ کوارٹر خالی کر کے پوائنٹ تھری منتقل ہونے کا حکم دیا تھا کیونکہ مجھے علم تھا کہ اگر وہ بلیو برڈ کی جائے علی عمران ہوگا تو یقیناً دوبارہ حملہ کرے گا۔ اور تم نے دیکھا کہ وہ کتنا چالاک ثابت ہوا کہ ڈاؤنچ ہاؤس میں داخل ہونے کے بعد اس نے پوائنٹ تھری آنے والی سرنگ بھی ڈھونڈ نکالی اگر وہ اس بیاٹ میں نہ پھنستا تو یقیناً اچانک وہ ہم پر حملہ کر دیتا۔" مادام نے تیز و تند لہجے میں گردمیکو کو بتلایا۔

"یس مادام —— آپ ٹھیک کہتی ہیں یہ ہماری توقع سے بھی زیادہ چالاک نکلا ہے۔" گردمیکو نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

"اب وہ کہاں ہے —" مادام نے پوچھا

"روم نمبر تھری میں مادام اور ابھی تک بے ہوش ہیں —" گردمیکو نے جواب دیا

"ٹھیک ہے ان دونوں کو جنرل ہال میں بھجوا دو وہاں ستونوں سے زنجیروں سے باندھ دیا اور سونقلی سوداگروں کے تمام افراد کو بھی وہیں پہنچا دو وہ بھی بندھے ہونے چاہئیں روم نمبر ٹو میں موجود ٹنک مارلو کو بھی وہیں ہونا چاہیئے۔ آج میں ان سب کا فیصلہ کرتی ہوں" مادام نے گردمیکو کو ہدایات دیتے ہوئے کہا۔

"یس مادام ——" گردمیکو نے جواب دیا اور مادام نے رسیور رکھ دیا وہ کسی گہری سوچ میں غرق تھی۔

چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار پھر بج اٹھی۔ مادام نے رسیور اٹھایا

"یس مادام اسپیکنگ ——"

"گردمیکو اسپیکنگ مادام۔" دوسری طرف سے گردمیکو کی آواز سنائی دی

"کیا بات ہے گردمیکو ——" مادام نے سوال کیا

"مادام ایک اور خوشخبری سنئے۔ کرنل فریدی اور کیپٹن حمید بھی گرفتار کر لئے گئے ہیں اور وہ اس وقت آپ کی کوٹھی سے پوائنٹ تھری آنے والی سرنگ کے بڑے دروازے پر موجود ہیں ہمارے مسلح چوکیداروں نے انہیں کور کیا ہوا ہے۔" گردمیکو نے کہا

"کیا وہ اکیلے سرنگ میں سے آئے ہیں۔ ہیرشولڈ کہاں ہے؟" مادام نے سخت لہجے میں کہا۔

"مادام عجیب کہانی ہے۔ ہیرشولڈ کا فون آیا تھا کہ اس نے آپ کی کوٹھی کے ہال میں کرنل فریدی اور اس کے ساتھیوں سے مقابلہ کیا اور پھر وہاں زہریلی گیس چھوڑ کر ان سب کو ختم کر دیا۔ کرنل فریدی کے باقی ساتھی تو یہاں کے مقامی افراد تھے اس لئے ان کی لاشیں اس نے برقی بھٹی کے حوالے کر دیں اور کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کی لاشیں دو آدمیوں کے ہاتھوں پوائنٹ تھری بھجوا دیں۔ مگر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید کی لاشوں کی بجائے وہ تو یہاں پہنچ گئے۔ اور ان کو لے آنے والوں کا کوئی پتہ نہیں یہ دونوں جیپ میں آئے تھے مگر گیٹ کے قریب والے موڑ پر جیپ الٹ گئی اور اسی طرح وہ دونوں گرفتار کر لئے گئے۔" گردمیکو نے تفصیل بتلائی

"یہ ہیرشولڈ جیسی تنظیم کا جنرل سیکرٹری اتنا لاپرواہ ہو کہ وہ زندہ اور مردہ کے درمیان فرق ہی محسوس نہ کر سکے اس تنظیم کا انجام کیا ہوگا۔ اگر جیپ نہ الٹتی تو کیا ہوتا بہرحال ان دونوں کو بھی جنرل ہال میں بھجوا دو اچھا ہے۔ آج ان سب کا اکٹھا ہی کانٹا نکل جائیگا اور پھر ایشیا میں صرف ایکسٹو باقی رہ جائے گا۔ اسے بھی دیکھ لیں گے۔ ہیرشولڈ کو

جیمی فوری طور پر جنرل ہال میں آنے کا کہہ دے۔ مادام نے اسے ہدایت دی اور ریسیور رکھ دیا اس کے چہرے پر عجیب سی ملی جلی کیفیات کے تاثرات تھے۔ شاید اپنے آدمیوں کی لاپرواہی پر غصہ بھی تھا اور دو بڑے دشمنوں کی یوں گرفتاری کی خوشی بھی۔

کافی دیر تک وہ صوفے پر ہی بیٹھی کچھ سوچتی رہی پھر اس نے لباس تبدیل کرنا شروع کر دیا اب وہ سر سے پیروں تک سفید سا لباس میں ملبوس تھی اور پھر اس نے الماری سے سفید رنگ کا نقاب نکالا اور اس سے چہرہ ڈھانپنے کے بعد وہ دروازے کی طرف بڑھ گئی

عمران نے گو سانس روک لی تھی مگر اس کے باوجود دودھیا رنگ کی گیس اس کے اعصاب پر سوار ہوتی جا رہی تھی اور پھر چند ہی لمحوں بعد اس کے دماغ پر اندھیرے نے یکدم یلغار کر دی۔ اس نے سر جھٹک کر اس یلغار کو روکنے کی بے حد کوشش کی مگر بے سود۔ گیس انتہائی زود اثر واقع ہوئی تھی اور نتیجہ میں وہ ہوش کی سرحدیں پھلانگ کر بیہوشی کی قلمرو میں داخل ہو گیا پھر جب اس کی آنکھ کھلی تو چند لمحوں تک تو وہ خالی الذہنی کی کیفیت میں مبتلا رہا۔ آہستہ آہستہ اس کا شعور جاگتا گیا اس وقت وہ ایک کافی بڑے ہال کے درمیان میں ایک ستون سے بندھا ہوا تھا اس نے نظریں گھمائیں تو قریب ہی دوسرے ستون سے کیپٹن شکیل بھی بندھا ہوا نظر آیا کیپٹن شکیل ابھی تک بیہوش تھا۔ کیونکہ اس کا سر ڈھلکا ہوا تھا اور دائیں طرف ستون سے ایک خوشرو خاصے سڈول جسم کا نوجوان بندھا نظر آیا نوجوان کے چہرے پر مردنی چھائی ہوئی تھی اور آنکھوں میں مایوسی کی گھٹائیں تھیں۔

اور پھر جیسے ہی اس نے انتہائی دائیں طرف نظر گھمائی وہ چونک پڑا۔ کیونکہ

تقریباً ایک قطار میں جولیا سمیت تمام ممبر موجود تھے۔ اس میں مقامی ایجنٹ بھی موجود تھے اور وہ سب بھی اسی طرح ستونوں سے بندھے ہوئے تھے۔ پورے ہال میں مسلح افراد گھومتے ہوئے نظر آ رہے تھے۔ ان سب کے پاس سٹین گنیں تھیں۔

"آپ کیسے پھنس گئے محترم۔" عمران نے قریب موجود نوجوان سے مخاطب ہو کر سوال کیا اور وہ نوجوان چونک کر اسے دیکھنے لگا چند منٹ بغور دیکھنے کے بعد وہ بولا

"کیا تم واقعی علی عمران ہو۔" اسکے لہجے میں امید و بیم کی کیفیت تھی

"واقعی سے کیا مطلب۔ میں اصلی علی عمران ایم۔ ایس۔ سی۔ ڈی۔ ایس سی آکسن" عمران نے اپنا باقاعدہ تعارف کرا دیا۔

"اوہ اس کا مطلب ہے کہ یہ تنظیم ناقابل تسخیر ہے۔ جہاں تم جیسے شہرت یافتہ بھی حقیر کیچوے کی طرح بندھے ہوئے ہوں۔" نوجوان نے مایوس کن لہجے میں کہا

"کیچوا کبھی حقیر نہیں ہوتا میرے دوست یہ کیچوا ہی ہوتا ہے جو مچھلی پھنساتا ہے۔ پر حلال تم اپنا تعارف نہیں کراؤ گے۔" عمران نے فلسفیانہ لہجے میں کہا۔

"میرا نام نک مارلو ہے اور میں اقوام متحدہ کی سپیشل کرائم برانچ کا ڈپٹی چیف ہوں۔"

"ارے تو یہ بات ہے یہ تو اور اچھا ہوا کہ ایک عینی گواہ میسر آ گیا۔ اب تو میں یقیناً پرانعام حاصل کروں گا۔" عمران نے بڑی مسرت سے کہا۔

"کیا مطلب تم اب بھی انعام کی امید لگائے ہوئے ہو" نک مارلو نے حیرت سے کہا

"کیا تم انعام دینے سے مکر جاؤ گے۔" عمران کے چہرے پر حیرت کے تاثرات تھے۔

"مگر انعام تو اس صورت میں تھا جب تم سلور گرل تنظیم کو ختم کرتے، اب جبکہ تم خود موت کے پنجے میں ہو تمہیں انعام کیسے ملے گا۔" نک مارلو نے کہا

"تم بے فکر رہو دوست بس تم گواہی دے دینا پھر مجھے انعام دینے سے کوئی نہیں روک سکے گا"

"مگر میں تو اس وقت خود موت کے منہ میں ہوں اور مردے نہ گواہی دے سکتے ہیں اور نہ ہی ان کی گواہی قابل قبول ہوتی ہے۔" نک مارلو نے مایوسی سے جواب دیا اور دوسرے لمحہ وہ چونک پڑا کیونکہ عمران کا ہاتھ اس کی سیدھ پر رینگ رہا تھا اس نے حیرت سے عمران کی طرف دیکھا اور عمران نے مسکرا کر اسے آنکھ مار دی

"ہاتھ کھلنے کے باوجود اپنے ہاتھ اسی پوزیشن میں رکھنا جب ضرورت پڑے تب ہی حرکت کرنا" عمران نے سرگوشی کی اور نک مارلو نے اثبات میں سر ہلا دیا عمران نے اس کے ہاتھ میں بندھی ہوئی اس کی گانٹھ ڈھیلی کر دی اب وہ جب بھی چاہتا آسانی سے اپنے ہاتھ آزاد کر سکتا تھا صرف تھوڑا سا سہارا ملتے ہی نک مارلو کے چہرے پر چھائی ہوئی مایوسی یکدم دور ہو گئی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ یہاں سے نکلتے ہی وہ مادام سلوانا سے انتقام ضرور لے گا اس نے اسے سزا دینے کا فیصلہ کر لیا تھا اسکے سینے میں انتقام کا لاوا ابل پڑا۔ اب کیپٹن شکیل ہوش میں آ گیا تھا اور عمران اس کی طرف متوجہ تھا۔ اسی لمحے سامنے والا دروازہ یکدم کھلا اور پھر کرنل فریدی اور کیپٹن حمید اچھل کر اندر آ گئے جیسے ہی وہ اندر آئے ہال میں موجود مسلح افراد نے انہیں گھیر لیا تقریباً دس اسٹین گنیں چاروں طرف سے ان کا احاطہ کئے ہوئے تھیں۔

"آہا کرنل فریدی بھی آ گیا اور میرا دوست کیپٹن حمید بھی ساتھ ہے دیکھ آج مزا آئے گا۔" عمران نے انہیں دیکھ کر انتہائی پر مسرت لہجے میں کہا۔ کرنل فریدی نے ایک لمحہ کے لئے اسکی طرف دیکھا پھر مسکرا دیا۔ پھر انہیں بھی ستونوں سے باندھ دیا گیا۔

"تم تو اپنی پوری بٹالین سمیت آئے ہو۔" کرنل فریدی نے اسکی ٹیم کی طرف دیکھتے ہوئے کہا

"بٹالین بے چاری تو خود ہی پھنس گئی تھی اور اچھا ہوا بڑی آسانی سے یہاں پہنچ گئی ورنہ

ان سب کو یہاں لے آنا اور ستونوں سے باندھنا کافی مشکل کام بن جاتا۔" عمران نے جواب دیا اس سے پہلے کہ کرنل فریدی کوئی جواب دیتا ہال کا دروازہ کھلا اور دس بارہ افراد اندر داخل ہوئے ان کے سینوں پر سلور گرل کے روپہلی بیج چمک رہے تھے۔ انہیں دیکھتے ہی تمام مسلح افراد یکدم مودب ہو گئے کرنل فریدی نے دیکھا ان میں ہیر شولڈ بھی موجود تھا۔ ہیر شولڈ فریدی کی طرف بڑھا

"تت تم تو زہریلی گیس سے مر چکے تھے۔ پھر کیسے زندہ ہو گئے ۔۔۔"

"یہ ذہین لوگ کے بنے ہوئے ہیں اتنی آسانی سے کہاں مرتے ہیں ۔۔۔" فریدی کی بجائے حمید نے ہانک لگائی۔ اور ہیر شولڈ مڑ کر اسے دیکھنے لگا۔

"تمہارا اپنے متعلق کیا خیال ہے۔" حمید پہلی بار بولا

"ارے تم بھی بول پڑے کرنل صاحب مٹھائی فوراً تقسیم کیجئے بچہ بول پڑا ہے" عمران نے کہا۔

"تم عمران ہو ۔۔۔" ہیر شولڈ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا

"صرف عمران نہیں علی عمران ایم ایس سی ڈی ایس سی (آکسن) کہو" عمران نے کہا

"بڑے چیک ہیں یہ بوفر زند ۔۔۔" کرنل فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا

مگر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا اچانک انتہائی کونے میں دیوار کسی تختے کی طرح ہٹتی چلی گئی وہاں اب ایک خلا تھا اور پھر اس خلا میں سے سفید لباس اور سفید نقاب میں ملبوس ایک نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی اس کے اندر آتے ہی تمام افراد مودبانہ طور پر جھک گئے۔ وہ بڑے وقار سے قدم بڑھاتی ہوئی ان کے قریب آتی چلی گئی۔ قریب آ کر وہ رک گئی۔

"سب لوگ آ گئے۔" اس نے کھنکھناتے ہوئے لہجے میں کہا

"یس مادام ۔۔۔" ان میں سے ایک نے جواب دیا اب وہ سیدھے ہو گئے تھے جیسے ہی مادام بولی تھی یک بارگی عمران چونک کر سیدھا ہو گیا وہ مادام سلوانا کی آواز پہچان گیا تھا۔ اس کے ذہن میں تو خیال

بھی نہیں تھیں اس نے تصور بھی نہیں کیا تھا کہ مادام سلوانا ہی سلور گرل ہو سکتی ہے۔ وہ سوچ رہا تھا کہ وہ کتنا احمق ہے کہ جس کے خلاف وہ منصوبے بنا رہا اسے خود ہی جا کر بتلاتا بھی رہا اب وہ سمجھ گیا تھا کہ مادام سلوانا نے کیوں اسے اتنی لفٹ دی تھی۔ مادام نے اسے بھی بھرپور بیوقوف بنایا تھا اور وہ احمقوں کی طرح اسے تمام راز بتلاتا چلا گیا تھا۔ اس کی آنکھوں میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے اور وہ مادام سے اپنی بے عزتی کا بدلہ لینے کے لئے بے چین تھا۔

"یہ عمران ہے مادام اور یہ کرنل فریدی ۔۔۔" گرومیکو نے تعارف کروایا

"ان کا بھی تعارف کرواؤ مادام یکطرفہ تعارف اچھا نہیں ہوتا۔" عمران بول پڑا

"شٹ اپ تمیز سے بات کرو۔ یہ سلور گرل تنظیم کی سربراہ سلور گرل ہیں۔" گرومیکو نے عمران کو جھڑکا

"کیا آپ چاندی کی بنی ہوئی ہیں اگر سونے کی ہوتیں تو زیادہ قیمتی ہوتیں۔ سلور تو بہت سستی دھات ہے۔" عمران تو نہ رہ سکا

"میں کہتا ہوں تم چپ رہو ورنہ گولی مار دوں گا ۔۔۔" گرومیکو غرایا

"ٹھہرو گرومیکو تمہاری خواہش ابھی پوری کر دی جائے گی ۔۔۔" مادام پیچھے ہٹ کر بڑی شان سے ایک کرسی پر بیٹھ گئی۔

"ہیر شولڈ ۔۔۔" مادام نے ہیر شولڈ سے مخاطب ہو کر کہا

"یس مادام ۔۔۔" ہیر شولڈ گھٹنوں تک جھک کر بولا

"تم تو کہتے تھے کہ کرنل فریدی اور اس کا ساتھی تمہارے ہاتھوں ختم ہو چکے ہیں اور تم نے ان کی لاشیں ہمارے پاس تحفے کے طور پر بھیجی تھیں ۔۔۔" مادام کے لہجے میں طنز تھا۔

"میں نے صحیح کہا تھا مادام میں نے انہیں گھیر کر زہریلی گیس کا شکار بنا دیا تھا۔ اور گیس اس وقت خالی کی جب مجھے ان کی موت کا یقین ہو گیا پھر میں نے ٹھوکر مار کر بھی اپنا یقین

کرلیا اس وقت یہ مردہ تھے مگر ..... ہمبر شولڈ نے فقرہ نامکمل چھوڑ دیا۔

"مگر اب یہ زندہ ہو گئے ہیں یعنی ان کو قدرت حاصل ہے۔ کہ جب چاہیں مر جائیں جب چاہیں زندہ ہو جائیں ۔" مادام نے انتہائی طنز سے کہا

"میں خود حیران ہوں مادام ۔۔۔" ہمبر شولڈ نے گھبرا کر کہا

"ہمبر شولڈ تم اس عالمی تنظیم کے سیکرٹری جنرل ہو اور تمہاری کیفیت یہ ہے کہ تم مردہ اور زندہ میں فرق نہیں کر سکتے جس تنظیم کا ایسا جنرل سیکرٹری ہو وہ کیسے کامیاب ہو سکتی ہے ۔"

"غلطی ہو گئی مادام ۔۔۔ معافی چاہتا ہوں ۔" ہمبر شولڈ کے لہجے میں لرزش تھی ۔

"تمہیں اچھی طرح معلوم ہے کہ ہم غلطی معاف کرنے والے نہیں ۔ گرد میکو اسے شوٹ کر دو"

ہمبر شولڈ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا اور پھر انتہائی حیرت کی حالت میں وہ مڑا اور اس نے بھاگنے کی کوشش کی مگر اس دوران گرد میکو جیب سے ریوالور نکال چکا تھا اور پھر ایک دھماکہ ہوا اور ہمبر شولڈ منہ کے بل زمین پر گر پڑا گولی اس کی پشت میں لگی تھی ہمبر شولڈ نے جیب میں ہاتھ ڈال کر اٹھنے کی کوشش کی تھی کہ دوسری گولی نے اس کی کھوپڑی کے پرزے توڑ دیئے تھے۔ ہمبر شولڈ کی لاش عین عمران کے قدموں میں پڑی تھی۔

مادام نے لاپرواہی سے ایک نظر ہمبر شولڈ کی لاش پر ڈالی اور پھر اس کا رخ جولیا اور اس کے ساتھیوں کی طرف ہو گیا

"لڑکی تم نے سلور گرل کا روپ دھار کر ڈھنگ لگانے کی جرأت کیسے کی ۔ اور یہ تمہیں سلور گرل کا کارڈ کہاں سے ملا ۔۔۔" مادام نے انتہائی سخت لہجے میں جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"یہی سوال اگر میں تم سے کروں کہ میرے ہوتے ہوئے تم نے اپنے آپ کو سلور گرل کہلانے کی جرأت کیسے کی ۔۔۔" جولیا نے بے خوفی سے جواب دیا۔

"تم صرف غدار ہی نہیں بلکہ گستاخ [illegible] گرد میکو پہلے اس کی زبان کاٹ دو اور پھر اسے گولی مار دو اور اس کے ساتھ ہی اس کے تمام ساتھیوں کو گولی مار دو ۔" مادام نے فیصلہ سنا دیا

گرد میکو نے اثبات میں سر ہلایا اور پھر اپنے ہال میں موجود مسلح افراد کو اشارہ کیا وہ سب سٹین گن سنبھالے ان کے سامنے قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

"مارٹی چاقو نکال کر اس لڑکی کی زبان کاٹ لو اور پھر ان سب کو بیک وقت گولی مار دو"

گرد میکو نے ان میں سے ایک کو حکم دیتے ہوئے کہا

"خبردار اگر کسی نے اس کی طرف بڑھنے کی جرأت کی ۔" اچانک عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اس کی آواز سے پورا ہال چونک پڑا اور پھر سب لوگ اس کی طرف متوجہ ہو گئے ۔ اسی لمحے اچانک جولیا اور اس کے ساتھیوں نے ایک زوردار نعرہ مارا اور وہ لڑکیاں چیل کر اپنے سامنے کھڑے مسلح جوانوں پر آپڑے ۔ اسی لمحے عمران نے تیزی سے جھک کر اپنے قدموں میں پڑے ہوئے ہمبر شولڈ کی جیب سے ریوالور نکال کر مادام کی طرف چھلانگ لگا دی ادھر کرنل فریدی بھی شاید اسی انتظار میں تھا کہ اسے اپنی جگہ سے چھلانگ لگا دی اور تقریباً اڑتا ہوا مادام پر جا پڑا مگر مادام تیزی سے ایک طرف ہٹی اور پھر عمران اور فریدی دیگر لوگوں میں الجھ گئے۔

سیکرٹ سروس کے ممبران نے ایک ہی لمحے میں اپنے سامنے موجود افراد سے اسٹین گنیں چھین لی تھیں ۔ سٹین گنیں چلانے کا موقعہ تو انہیں مل رہا تھا۔ کیونکہ وہ لوگ جونک کی طرح سے چمٹ گئے تھے اور پھر ممبران نے سٹین گنوں کو لاٹھیوں کی طرح چلانا شروع کر دیا۔ پورے ہال میں ایک خوفناک جنگ شروع ہو گئی ۔ کیپٹن شکیل بھی عمران کی مدد کو آگیا تھا اور ادھر کیپٹن حمید بھی کرنل فریدی کے ساتھ برسر پیکار تھا۔ سلور گرل کے بچھڑ لگاکے ہوئے متعدد افراد نے ریوالور جیب سے نکال لئے تھے۔ مگر وہ فائر نہ کر سکے تھے کیونکہ وہ تو بجلی بنے ہوئے تھے۔

ہال چیخوں سے گونج رہا تھا پورے ہال میں افراتفری مچی ہوئی تھی عمران کے ہاتھوں کئی افراد اب تک ڈھیر ہو چلے تھے۔ اسی طرح کا [illegible] وہ تیزی سے حرکت نہیں کر سکتا تھا مگر پھر بھی اب تک وہ کئی افراد کو موت کے گھاٹ اتار چکا تھا۔ لڑائی پورے زوروں پر تھی ہال چونکہ ساؤنڈ پروف تھا اس لئے باہر موجود مسلح افراد کو علم ہی نہ ہو سکا کہ اندر کیا ہو رہا ہے۔ مارلو ابھی تک ستون سے بندھا کھڑا تھا۔ وہ بڑی حیرت اور تعجب سے اس اچانک کایا پلٹ کو دیکھ رہا تھا۔ چند لمحے پہلے وہ سب ستونوں سے بندھے ہوئے تھے مگر چند لمحے بعد وہ سب ان پر پل پڑے تھے۔ مارلو سمجھ گیا کہ ان سب نے اپنے ہاتھ پہلے سے ہی کھول رکھے تھے۔ لیکن وہ عمران کو دیکھ چکا تھا۔ جس نے نہ صرف اپنے ہاتھ کھول لئے تھے لیکن اس نے مارلو کے ہاتھ بھی کھول دیئے تھے۔ کرنل فریدی اور عمران برابر کوشش کر رہے تھے۔ کہ کسی طرح وہ مادام پر قبضہ کر لیں کیونکہ مادام پر جس کا بھی قبضہ ہو جاتا وہی اس خطیر انعام کا حقدار سمجھا جاتا مگر مادام کے آدمی بھی انہیں فرصت نہیں دے رہے تھے چونکہ ہال میں ان کی تعداد کافی سے زیادہ تھی اس لئے اتنے آدمی مرنے کے باوجود ابھی تک وہ مادام تک نہ پہنچ سکتے تھے۔ لڑائی شروع ہوتے ہی مادام اچھل کر کھڑی ہو گئی اور پھر وہ تیزی سے اس خلا کی طرف بڑھتی چلی گئی جدھر سے وہ اندر داخل ہوئی تھی مگر اس خلا کے قریب بھی سیکرٹ سروس کے ممبران لڑ رہے تھے۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی کہ ان میں سے کسی کی زد میں آ جائے۔ مارلو نے جب مادام کو یوں فرار ہوتے دیکھا تو اس کے تن بدن میں آگ لگ گئی اس نے اپنے ہاتھ آزاد کئے اور پھر لڑائی سے بچتا ہوا تیزی سے مادام کی طرف بڑھنے لگا پھر جیسے ہی وہ مادام کے قریب پہنچا مادام جھپٹ کر خلا میں سے گزرتی چلی گئی۔ اور لڑائی میں مصروف کوئی بھی آدمی اسے چیک نہ کر سکا مگر مارلو سائے

کی طرح اس کے پیچھے تھا اس نے ایک چھلانگ لگائی اور دوسرے لمحے وہ بھی خلا پار کر چکا تھا اب ہال میں فائرنگ کی آوازیں بھی سنائی دینے لگی تھیں شاید ممبران میں سے کسی کو اسٹین گن چلانے کا موقع مل گیا تھا خلا کے دوسری طرف ایک راہداری تھی اور مادام تیزی سے اس میں بھاگتی چلی جا رہی تھی۔ مارلو کے پیروں میں بجلی کی سی تیزی آ گئی وہ مادام کو کسی کمرے میں داخل ہونے سے پہلے پکڑ لینا چاہتا تھا۔ راہداری خاصی طویل تھی اور مارلو اور مادام کا فاصلہ لمحہ بہ لمحہ کم ہوتا جا رہا تھا۔ اب مارلو مادام سے صرف چند قدم کے فاصلے پر تھا پھر اچانک مارلو نے مادام کو پکڑنے کے لئے اس پر چھلانگ لگا دی اور مادام تیزی سے غڑاپ سے قریبی دروازے میں گھس گئی اور مارلو جو چھلانگ لگا چکا تھا منہ کے بل چکنے فرش پر گھسٹتا چلا گیا گو اسے خاصی چوٹیں لگی تھیں مگر وہ تیزی سے اٹھا اور پھر بھاگ کر وہ اس دروازے پر آیا مگر دروازہ بند ہو چکا تھا مادام چکنی مچھلی کی طرح اس کے ہاتھوں سے پھسل گئی تھی۔ اس نے جنون کے عالم میں دروازے سے ٹکریں مارنی شروع کیں مگر دروازہ خاصا مضبوط تھا دور سے ابھی تک فائرنگ اور چیخوں کی آوازیں آ رہی تھیں لڑائی ابھی زوروں پر تھی۔ مارلو جانتا تھا کہ اگر مادام کو تھوڑا سا بھی موقع مل گیا تو پھر نہ ہی کرنل بچ کر یہاں سے جا سکے گا۔ اور نہ ہی عمران اور اس کے ساتھی۔ چنانچہ وہ بھاگ کر گیلری کی دوسری دیوار تک گیا اور پھر اس نے پوری قوت سے بھاگ کر دروازے پر اپنے کندھے کی ٹکر ماری دروازہ چرچرایا ضرور مگر کھلا نہیں پھر تو مارلو پر وحشت سوار ہو گئی۔ اس نے بھاگ بھاگ کر مسلسل دروازے پر ٹکریں مارنی شروع کر دیں تقریباً چوتھی ٹکر پر دروازے کا لاک ٹوٹ گیا اور وہ دھڑام سے اندر جا گرا۔ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جو خالی تھا۔ مارلو تیزی سے اٹھا اور پھر بھاگتا ہوا سامنے والے دروازے سے گزرتا چلا گیا اب ایک

خاصہ بڑا کمرہ تھا جس میں بیشمار مشینیں لگی ہوئی تھیں۔ اور مادام ایک مشین پر جھکی ہوئی تھی جیسے ہی مارلو اندر داخل ہوا وہ تیزی سے مڑی اس کے ہاتھ میں ریوالور چمک رہا تھا مگر مارلو نے جوش جنون کے عالم میں ریوالور کی قطعی پرواہ نہ کی اور مادام پر چھلانگ لگا دی مادام نے ٹریگر دبا دیا گولی سیدھی مارلو کے سینے میں گھستی چلی گئی مارلو نے ایک جھٹکا تو ضرور کھایا مگر وہ رکا نہیں اور سیدھا مادام پر آ پڑا مادام کو دوسری گولی چلانے کا موقع بھی نہ مل سکا وہ مادام کو رگیدتا ہوا مشین پر جا گرا۔ مادام نے تیزی سے قلابازی کھائی مگر مارلو نے اس کا پیر پکڑ لیا اور مادام سر کے بل فرش پر جا گری ریوالور اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔ مارلو کے دماغ میں اب اندھیرے چھانے لگے تھے۔ اس کے ہاتھ سے مادام کا پیر چھوٹ گیا گولی شاید کاری لگی تھی۔ گو اس وقت مارلو جوش میں آگے بڑھ آیا تھا مگر اب موت تیزی سے اس پر اپنے پنجے گاڑتی چلی جا رہی تھی۔ اور مارلو جھٹکا کھا کر فرش پر گر گیا۔ وہ ریوالور کے اوپر جا گرا تھا۔ مادام آزاد ہوتے ہی تیزی سے ایک اور مشین کی طرف بڑھ رہی تھی۔ کہ مارلو نے آخری بار اپنے حواس جمع کئے اور پھر اس نے کروٹ بدل کر ریوالور اٹھا لیا اس کا ہاتھ کانپ رہا تھا اور آنکھوں کے آگے اندھیرا چھاتا جا رہا تھا اب مشین کے پاس جاتی ہوئی مادام اسے دھندلی نظر آ رہی تھی۔ اور پھر مارلو نے ہاتھ سیدھا کر کے ٹریگر دبا دیا ایک دھماکہ ہوا اور گولی مشین کی طرف جاتی ہوئی مادام کی کمر میں سوراخ کر گئی۔ مادام جھٹکا کھا کر مشین پر جا گری جس طرح چراغ کی لو بجھنے سے پہلے آخری بار بھڑکتی ہے۔ اسی طرح مارلو کو یکدم یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں بجلی کی رو دوڑ گئی ہو اس کی آنکھوں میں چھانے والا اندھیرا یکدم چھٹ گیا تھا چنانچہ اسی لمحے اس نے ایک بار پھر ٹریگر دبا دیا۔ دوسری گولی سیدھی ہوتی ہوئی مادام کے پہلو میں

چلی۔ اور پھر مارلو ٹریگر دباتا چلا گیا۔ تیسری گولی بھی مادام کے جسم میں گھس گئی مگر چوتھی گولی کے وقت مارلو کی انگلی جواب دے گئی۔ اور اس کے دماغ میں ایکدم تاریکی چھا گئی۔ دوسرے لمحے وہ ایک جھٹکا کھا کر سیدھا ہوا اور اس کی روح دنیا کا قفس توڑ کر باہر نکل آئی۔ مارلو اپنا انتقام لے چکا تھا جس نے کبھی اس سے شادی کر کے کامیاب ترین انسان بننے کے خواب دیکھے تھے آج خود بھی اس کے ہاتھوں موت کا شکار ہو گیا اور اسے بھی اپنے ساتھ لے گیا۔ تین گولیاں کھا کر مادام فرش پر آ گری مگر ابھی تک اس کے جسم میں جان موجود تھی اس نے ایک لمحے کے لئے آنکھیں کھول کر مردہ مارلو کی طرف دیکھا اور پھر اس کے چہرے پر کرخت سی مسکراہٹ دوڑ گئی۔ اس نے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر اٹھنے کی کوشش کی۔ مگر اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی تھی۔ اتنے میں راہداری بھاگتے ہوئے قدموں کی آوازوں سے گونج اٹھی آواز قریب سے قریب تر ہوتی چلی آ رہی تھی۔ مادام کے ہونٹ بھینچ گئے اور پھر وہ ایک جھٹکا کھا کر سیدھی ہو گئی اس کے دونوں ہاتھ مشین پر جم گئے جس میں ایک بڑا سا ہینڈل لگا ہوا تھا۔ اسی وقت چھوٹے کمرے میں قدموں کی آوازیں ابھریں اور وہ آوازیں بڑے کمرے تک بڑھ آئیں کرنل فریدی اور عمران سب سے آگے تھے عمران کے ایک بازو سے خون بہہ رہا تھا اور جسم پر چوٹوں کے نشانات تھے۔ کرنل فریدی کا جسم بھی چوٹوں سے پُر تھا

"وقت۔ تم یہاں سے زندہ نہیں جاؤ گے۔" مادام نے انہیں دیکھ کر ٹوٹے پھوٹے لفظوں میں کہا۔

عمران اور کرنل فریدی تیزی سے اس کی طرف جھپٹے مگر اس کے دونوں ہاتھ ہینڈل پر جم چکے تھے اور اسی لمحے ایک جھٹکا کھا کر وہ گری اور اس کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی مگر جھٹکر

اس کے ہاتھ ابھی تک ہینڈل پر مضبوطی سے جمے ہوئے تھے اور پھر جیسے ہی اس کا جسم نیچے گرا اس کے وزن کی وجہ سے ہینڈل بھی نیچے ہوگیا۔ دوسرے لمحے ایک دھماکہ ہوا اور مشین اڑ گئی۔ کرنل فریدی اور عمران تیزی سے واپس مڑے۔

"کہا گو یہ ڈائنامیٹ نظام ہے ابھی پورا ہیڈ کوارٹر اڑ جائے گا۔" کرنل فریدی نے تیز لہجے میں کہا۔ اور پھر وہ تیزی سے کمرے کے دروازے کی طرف بھاگنے لگے۔

ہال میں لڑائی کے دوران ایک لمحہ ایسا بھی آیا کہ ایک مجرم نے فریدی پر فائر کر دیا فریدی کی اس طرف پشت تھی چنانچہ فریدی کی موت اٹل ہو چکی تھی مگر عمران قریب ہی مجرم کو فریدی پر فائر کرتے ہوئے دیکھ چکا تھا۔ چنانچہ وہ گولی کی طرح اپنی جگہ سے اچھلا اور پھر وہ فریدی کی پشت پر آگیا۔ وہ شاید فریدی کو دھکا دے کر اسکی جان بچانا چاہتا تھا مگر دھکے سے وہ خود گولی کی زد میں آگیا اور گولی اس کے بازو میں گھستی چلی گئی۔ کیپٹن حمید نے اس مجرم کو دوسرا فائر کرنے کا موقعہ نہ دیا اور اس سے لپٹ پڑا کرنل فریدی کو جیسے ہی احساس ہوا وہ تیزی سے مڑا اور پھر اس نے نیچے گرتے ہوئے عمران کو سنبھال لیا۔

"عمران۔ میں تمہارا یہ احسان زندگی بھر نہیں بھولوں گا۔" کرنل فریدی کے لہجے میں شدید تشکر تھا واقعی عمران نے اپنی جان پر کھیل کر فریدی کی جان بچائی تھی اب یہ قسمت تھی۔ کہ گولی عمران کے سینے میں لگنے کی بجائے اس کے بازو پر لگی تھی۔

"کوئی بات نہیں فریدی صاحب میری زندگی اتنی قیمتی نہیں ایکسٹو کام سنبھال سکتا ہے مگر آپ ۔۔۔" عمران نے بازو پکڑ کر سیدھے ہوتے ہوئے کہا اسکے لبوں پر شریر سی مسکراہٹ تھی اور

کرنل فریدی نے وہیں لڑائی میں اسے گلے سے لگا لیا۔

"نہیں عمران تم عظیم ہو تم اس پوری دنیا کے لئے قیمتی سرمایہ ہو۔" کرنل فریدی نے جذبات سے پُر لہجے میں کہا۔

"کرنل صاحب مادام کی فکر کریں مادام بھاگ گئی ہے۔ اگر اس نے ہال کے دروازے کھول دیئے تو ہم میں سے ایک بھی زندہ نہ بچ سکے گا۔"

"اوہ ہاں ——" کرنل فریدی نے کہا اور وہ پھر عمران کا ہاتھ پکڑ کر خلا کی طرف دوڑنے لگے۔ اب ہال میں چند ہی مجرم رہ گئے تھے

تھا۔ جنہیں سیکرٹ سروس کے ممبران سنبھال رہے تھے چنانچہ کرنل فریدی عمران۔ کیپٹن شکیل اور کیپٹن حمید تیزی سے خلا کی طرف دوڑے اور پھر راہداری میں بھاگتے ہوئے وہ اس کمرے میں داخل ہو گئے۔ جہاں ان سے پہلے مارلو اپنی جان کا نذرانہ دے کر مادام کو ختم کرنے میں کامیاب ہو چکا تھا واقعی اگر مارلو مادام کا پیچھا کرتے ہوئے وہاں نہ پہنچتا تو شاید وہ اب تک زندہ نہ ہوتے انہوں نے مادام کو ڈائنامیٹ کا ہینڈل دبانے سے روکنے کی کوشش کی مگر ہینڈل دب چکا تھا اور اب پورے ہیڈ کوارٹر کی تباہی لازمی امر بن چکی تھی مادام مرتے مرتے سلور گرل کے ساتھ ساتھ ان کی موت کا سامان بھی کر گئی تھی۔

چنانچہ وہ تیزی سے بھاگتے ہوئے راہداری میں آئے تو وہ کمرہ پورا تباہ ہو گیا اب راہداری بھی لرزنے لگی تھی وہ اپنی پوری قوت سے بھاگتے ہوئے ہال میں پہنچ گئے اسی لمحے پوری عمارت لرزنے لگی اور پھر ہال کے دروازے کھل گئے۔ اور حواس باختہ سپاہی اندر آ گئے وہ سب تیزی سے خلا کی طرف دوڑ رہے تھے۔

"بھاگو۔ عمارت تباہ ہو رہی ہے۔" عمران نے چیخ کر اپنے ممبران سے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ہال سے باہر نکل گئے۔ سب سے آخر میں عمران اور کرنل فریدی تھے کرنل فریدی کا

کا بچا جسم چونکہ ابھی تک مکمل طور پر ٹھیک نہیں ہوا تھا۔ اس لئے وہ زیادہ تیزی سے نہیں بھاگ سکتا تھا۔ پھر پے در پے دھماکے ہونے لگے اور پوری عمارت چیخوں اور دھماکوں سے گونج اٹھی سیکرٹ سروس کے ممبران کافی آگے نکل گئے تھے کہ اچانک ایک کمرے سے گزرتے ہوئے عمران کو میز پر پڑی ہوئی فائلیں نظر آئیں وہ ایک لمحے کیلئے رک گیا شاید اس کا خیال تھا کہ فائلیں اٹھا لے تاکہ اس تنظیم کی تفصیلات اس سے مل سکیں کرنل فریدی اس دوران کمرے سے باہر جا چکا تھا۔ مگر اس سے پہلے کہ وہ فائلیں اٹھاتا ایک دھماکہ ہوا اور کمرہ لرزنے لگا۔ عمران نے پوری قوت سے دروازے کی طرف چھلانگ لگائی مگر وہ ابھی دروازے کے قریب ہی پہنچا تھا کہ ایک زوردار دھماکہ ہوا اور کمرے کی چھت بیٹھ گئی۔ عمران کے حلق سے ایک چیخ نکلی اور پھر وہ چیخ بھی ملبے کے بوجھ میں گھٹتی چلی گئی۔ عمران ملبے میں دفن ہو چکا تھا کرنل فریدی آگے بڑھتا بڑھتا رک گیا اس نے محسوس کیا کہ عمران کمرے میں رہ گیا ہے کمرہ تیزی سے لرز رہا تھا اور کسی بھی لمحے عمران کا ملبے میں دفن ہونے کا مکمل یقین تھا۔ چنانچہ وہ اسے بچانے کے لئے تیزی سے واپس پلٹا کیپٹن حمید چیخ پڑا۔

"کرنل صاحب چھت گر رہی ہے۔ نکل چلو ——"

"نہیں عمران اندر ہے۔" فریدی دروازے کی طرف بڑھتے ہوئے بولا

"چھوڑیں عمران کو اپنی جان بچائیں۔" حمید نے فریدی کا بازو پکڑتے ہوئے کہا مگر دوسرے ہی لمحے فریدی کا ایک زوردار تھپڑ حمید کے چہرے پر پڑا اور حمید لڑکھڑاتا ہوا فرش پر جا گرا زندگی میں پہلی بار کرنل فریدی نے حمید کو تھپڑ مارا تھا۔

"تم احمق ہو تمہیں کیا پتہ عمران کی کیا حیثیت ہے۔" فریدی نے دانت پیستے ہوئے کہا اور پھر دروازے کی طرف بڑھا اسی لمحے ایک دھماکہ ہوا اور اس کمرے کی چھت بیٹھ

چمک گئی۔ اور اس کے ساتھ ہی عمران کی چیخ چٹے میں گھٹتی چلی گئی۔

فریدی جنونیوں کے سے انداز میں ملبہ اٹھانے لگا۔ پھر حمید بھی اٹھ کر اس کام میں شامل ہو گیا۔ فریدی کا تھپیڑا کی قوت سے پڑا تھا کہ حمید کے چہرے پر پانچوں انگلیوں کے نشان ابھر آئے تھے۔ عمران چونکہ دروازے کے قریب ہی تھا۔ اس لئے جلد ہی اس کا ہاتھ نظر آ گیا اور پھر ان دونوں نے مل کر جلد ہی اسے نکال لیا۔ عمران بیہوش تھا کرنل فریدی نے جھپٹ کر اسے کاندھے پر لاد لیا مگر کیپٹن حمید نے کھینچ کر عمران کے جسم کو فریدی سے لیا اور اپنے کندھے پر ڈال لیا کرنل فریدی حمید کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ اور وہ دونوں پوری قوت سے آگے دوڑنے لگے۔ اچانک آگے پوری راہداری بیٹھتی چلی گئی۔ صرف اتنا ٹکڑا باقی رہ گیا تھا جس کے نیچے وہ تینوں موجود تھے اور وہ بھی کسی لمحے گر سکتا تھا۔ اسی وقت عمران کو ہوش آ گیا۔ اس نے آنکھیں پھاڑ کر دیکھا اور پھر حمید کے کندھے سے اتر آیا۔

"دائیں طرف۔۔۔ اسی طرف سرنگ ہے۔۔" عمران نے ایک کونے کی طرف انہیں کھینچتے ہوئے کہا اور پھر وہاں انہیں ایک چھوٹا سا دروازہ مل گیا حمید نے ایک ہی ٹھوکر سے دروازہ توڑ دیا اور دوسرے لمحے وہ غڑاپ سے سرنگ میں داخل ہو گئے اسی لمحے بقایا حصہ بھی فرش بوس ہو گیا۔

وہ تینوں اب بھاگتے ہوئے سرنگ میں جا رہے تھے۔ جلد ہی وہ اس کے دہانے تک پہنچ گئے۔ کمرہ ابھی تک کھلا ہوا تھا وہ تینوں اب ڈائمنڈ ہاؤس میں تھے ڈائمنڈ ہاؤس کا چوکیدار ابھی تک گیٹ پر موجود تھا۔

وہ ان تینوں کو باہر نکلتے دیکھ کر بوکھلا گیا مگر اس سے پہلے کہ وہ فیصلہ کرتا وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے ذیلی کھڑکی سے گزر کر باہر نکل گئے۔

جدید ترین ہسپتال کے ایک اسپیشل وارڈ میں بستروں کی قطار لگی ہوئی تھی۔ عمران کرنل فریدی کیپٹن شکیل اور سیکرٹ سروس کے دیگر ممبران وہاں موجود تھے تنویر صدیقی اور صفدر خاصے زخمی تھے۔ عمران کے بازو کا آپریشن کر کے گولی نکال لی گئی تھی۔ کرنل فریدی کے سر پر چوٹیں آئی تھیں ان پر پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔

حمید فریدی کے قریب کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔

"کرنل صاحب مجھے افسوس ہے۔ کہ آپ کا انعام مارا گیا۔" عمران نے فریدی کو چھیڑتے ہوئے کہا۔

"کیوں انعام تو مجھے مل بھی چکا ہے۔ اور اس سے کہیں زیادہ ملا ہے جتنا کہ اقوام متحدہ نے اعلان کیا تھا۔"

فریدی نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"وہائیں یہ کیسے ہوا۔ یہ اندر ہی اندر کوئی سازش ہو گئی انعام تو دراصل مارکو کو ملنا چاہئے تھا۔ جس نے ماداموکو گولی مار کر نہ صرف تنظیم کا شیرازہ بکھیر دیا بلکہ ہمارے

ہماری خطائیں بھی بخشوائیں ـــ عمران نے حسرت آمیز لہجے میں کہا۔

"ہاماتو نے واقعی اپنی جان کی قربانی دے کر بہت بڑا کارنامہ انجام دیا ہے اور اب وہ چونکہ مر چکا ہے اور چونکہ وہ آگرام حکومت کا ملازم تھا اس لئے انعام کی رقم سپیشل کرائم برانچ کے فنڈ میں جمع کر دی گئی ہے تاکہ اس ادارے کو مزید تقویت دے کر پوری دنیا سے جرائم کی بیخ کنی کی جا سکے۔ مگر میں جس انعام کا ذکر کر رہا ہوں وہ اس سے کہیں زیادہ ہے۔"

فریدی نے بڑے پراسرار انداز میں کہا

"وہ کیا ـــ؟" عمران واقعی حیران تھا کہ آخر کرنل فریدی کو ایسا کون سا انعام مل گیا ہے۔

"تمہاری زندگی۔ تمہاری زندگی۔ میرے لئے بہت بڑا انعام ہے عمران"

فریدی نے جذبات سے پُر لہجے میں کہا۔

اور حمید پتھر کی چٹان سے محبت کا چشمہ ابلتے دیکھ کر خدا کی قدرت کا قائل ہوتا جا رہا تھا۔

"اجی چھوڑیئے فریدی صاحب کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ ویسے ایک بات بتا دوں اگر آپ ڈھیٹ مٹی کے بنے ہوئے ہیں تو میری مٹی بھی اس سے زیادہ ڈھیٹ ہے۔" عمران نے سرگوشی کے سے انداز میں کہا۔ اور پھر دونوں کے مشترکہ قہقہوں سے کمرہ گونج اٹھا۔

ختم شد